[illegible]

[illegible] کاشانہ [illegible] شمع [illegible] بزم [illegible] موسوم باسم تاریخی

[illegible]

[illegible] امیر [illegible]

جناب [illegible]

[illegible] مطبع [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ نے دیدار دیکھا ہے جمال پاک کا
واہ والی مرتبہ ہے صاحب لولاک کا

ہے سر دیوان جو مطلع اوسکی حمد پاک کا
آسمان سے بڑھ گیا رتبہ مرے ادراک کا

ایک شعلہ سے جلے پر طائر افلاک کا
الاماں ایسا اثر ہے آہ آتشناک کا

ایسے امر خفیہ کو کوئی بشر سمجھیگا کیا
واں پتا لگتا نہیں ہے عقل کا ادراک کا

ایک نالے سے زمین و آسمان تھرا گئے
واہ کیا کہنا ہماری آہ آتشناک کا

جل کے بے سوز آتش غم اسقدر پہونچا ہے جی
ہے جہنم کا شرر ہر ذرہ میری خاک کا

خاکساری کا دماغ اب آسمان پر ہوگیا
کس کے دامن پر لگا دھبا ہماری خاک کا

آگیا گور غریباں کی طرف وہ شہسوار
اب دماغ افلاک سے پہنچا ہماری خاک کا

بعد مردن بھی رہا ہے دل میں کیا تو رچا
ہمسری خورشید سے کرتا ہے ذرہ خاک کا

ہے وہی گردش وہی اوسکی کدورت رات دن | آسمان سے کیا بنا ہے میری مشت خاک کا

کیا ٹھکانا گمرہی کا دین و ایمان چھوڑ کر
ہو گیا حسرت کو سودا اک بت بیباک کا

دشمن ہوا وہ ظالم بیباک ہمارا | اب کیا ہے ٹھکانا دل صد چاک ہمارا
ہمنے جو اسیری پہ کیا ناز تو بولے | خالی کبھی رہتا نہیں فتراک ہمارا
سینہ پہ نہ ہین نیل نہ ہین بال پریشان | پھر سوگ لیا آپ نے کیا خاک ہمارا
تاثیر تری جذبہ دل جب ہے سر حشر | وہ بول اوٹھین ہے یہی غمناک ہمارا
سیدھی جو ذرا بھی ہون تری ترچھی نگاہین | کچھ کر نہ سکے گردش افلاک ہمارا
کر لے ہدف ناوک انداز کسی دن | وہ صید عجب صید ہے دل تاک ہمارا
اک عمر سے پھرتے ہین ہتیلی پہ لیے سر | تم قصد کرو جلد کہین پاک ہمارا
یکسان ہین تری عشق مین یہان ظاہر و باطن | دل بھی ہے گریبان کی طرح چاک ہمارا
طاعت کے عوض خوب گناہون مین کٹی عمر | کیا دیکھیے ہو حال تہ خاک ہمارا
شہرہ ہے کہ اب داغ یہان لائے ہین تشریف | کیا خوب زمانہ ہے طرب ناک ہمارا
دیتے تھے وہ کیا لاؤ ذرا ہم بھی تو دیکھین | دل چھین کے کہتا ہے یہ بیباک ہمارا

دیوانہ ہوا ایک ہی انداز مین حسرت
دل تھا جو ہر اک کام مین چالاک ہمارا

کیا اب بھی نہ تو نے رحم او بیباک کیا کہنا | اوڑا دی ٹھوکرون ہی مین ہماری خاک کیا کہنا

ہوا غیروں سے اونکا وصل جس دم آپ جا پہنچے
تعالی اللہ تمہارا حضرتِ ادراک کیا کہنا

زہے قسمت کہا اوس نے یہ آکر میری مرقد پر
وفا کی خوب تو نے اے مری غمناک کیا کہنا

ہوا ہیں برق ہیں سیماب ہیں یا دل ہیں عاشق کے
غضب کے ہو گئے ہیں آپ تو چالاک کیا کہنا

بگولا بنکے مدت تک پھرا ای دشتِ وحشت میں
صبا تو نے اوڑائی خوب میری خاک کیا کہنا

ہزاروں نخچیں ہمارے صیدِ دل کو چھنکے مارا ہی
قیامت کی بلا کی ہے تمہاری تاک کیا کہنا

ہوا ترکِ تعلق ہی تو کیا موقع شکایت کا
بکھیڑا ہی کیا تم نے ہمارا پاک کیا کہنا

کیا ای دستِ وحشت جو تعب نے ضد سے ناصح کی
گریبان کی طرح دل ہی ہمارا چاک کیا کہنا

پریشان فی الحقیقت تجکو سمجھے تھے مگر اب تو
کسی کی بنگیا چلمن دلِ صدچاک کیا کہنا

جو گذری تجھپہ گذری اوس سے تیرا دل ہی واقف ہے
وفای غیر کا مجھ سے بتِ بیباک کیا کہنا

قیامت وصل کی شب میں مجھے یہ اونکا کہنا تھا
کہ تم تو منہ لگانے سے ہی ہوئے بیباک کیا کہنا

کیا کرتے ہو توبہ پانی پی پی کر یہ کیوں حسرت
قیامت کے غضب سے ہو گئے ہو پاک کیا کہنا

خالی نہیں ہے جانبِ [illegible] اک دیکھنا
ای دل لگا [illegible] دیکھنا

پہنچے وہاں کسی کا نہ پہنچے جہاں خیال
ادنیٰ سا اوج صاحبِ لولاک دیکھنا

کرنے لگے ہیں کنہ حقیقت میں ہم دخل
ان حضرتِ بشر کے ہی ادراک دیکھنا

چالیں ہماری فتنۂ دوران سے سیکھلیں
کس رنگ پر ہے گردشِ افلاک دیکھنا

غیروں کی نعش پر نہ بہانا سرشکِ خون
اپنے پرائے دیدۂ نمناک دیکھنا

افسوس تمکو کچھ مرے مرنے کا غم نہین — ہے نیلگون فلک کی بھی پوشاک دیکھنا

مژگان ہی چشم شعبدہ گر دل کو لیگئی — ہے کسقدر یہ ہات کی چالاک دیکھنا

سُنتا ہون تمکو شوق ہے مٹی کے عطر سے — سچ ہے اگر تو اب کے مجھے خاک دیکھنا

زاہد سے گفتگو ہے تو واعظ سے بحث ہے
علم کلام حسرتِ بے باک دیکھنا

نالے مین دردِ دل جو سنایا نہ جائیگا — اوس سنگدل کے دل مین سمایا نہ جائیگا

پتھر بجائے دل جو لگایا نہ جائیگا — صدمہ تری ستم کا اوٹھایا نہ جائیگا

اے چارہ گر بلا نہ مرے مرتے دم اوسے — وہ آگیا تو موت سے آیا نہ جائیگا

سمجھے ہین اوسکو حضرتِ ناصح خدا کا گھر — اوس بزم مین جناب سے جایا نہ جائیگا

فردائے حشر وعدۂ دیدار ہو تو ہو — بندے سے اتنی دور تو جایا نہ جائیگا

کیونکر وصال ہو مجھے جلتا ہون رشک سے — مین جاؤنگا تو کیا مرا سایا نہ جائیگا

مجھ بیگنہ کا نامۂ اعمال حشر مین — کیا آپ کو بغور سنایا نہ جائیگا

نیند آگئی جو اوسکو شبِ وصل قہر ہے — افسانہ غم کا مجھسے سنایا نہ جائیگا

تیرا اگر ہو راز تو دل مین چھپا رہے
حسرت سے دردِ دل تو چھپایا نہ جائیگا

ہے وہ نقشہ تری یکتائی کا — اوڑ گیا رنگ تماشائی کا

ہو گیا دل کی تمناؤن سے — ایک شہرہ مری رسوائی کا

ٹوٹ کر گر نہ پڑے چرخ کہین
نالہ پہنچا ترے شیدائی کا

دو ہی باتون مین کہلا ای ناصح
حال ہمکو ترے انائی کا

پاسبان سے ہمین دہشت کیا تہی
پاس تہا آپکی رسوائی کا

روز محشر بہی نہ نکلے وہ ہے
حوصلہ تیرے تمنائی کا

بیخودی تک بہی کہے جاونگا
مجہکو دعوی ہے شکیبائی کا

اک نظر دیکہہ لین اسکی صورت
جنکو دعوی ہے شکیبائی کا

سچ کہو دیکہہ کے اسکو حسرت
اب بہی دعوی ہے شکیبائی کا

ہوا ہے نام خدا شوق عشقبازی کا
طریقہ سیکہہ چلے ہین وہ دل نوازی کا

اگرچہ رنگ مین بخت سیہ مل ہی گئی
جواب کیا ہے تری زلف کی درازی کا

اوٹہائے رہتے ہین چلمن نگاہبان انکی
نتیجہ دیکہیے کیا ہو نگاہ بازی کا

نیاز مند خدا کے نہون جو اونکے ہوت
بلا سے گر انہین دعوی ہے بے نیازی کا

نشست گاہ ہے رہ گذر پہ کیون حسرت
جناب کہیں نہین شوق دیدہ بازی کا

ہوا جب شہرہ صحرا نوردی [illegible]
[illegible] ہون مجنون کا

کسیکو بادہ عشرت نہین ہوتا نصیب اسکے
خم گردون بہی گویا ہے خم افلاطون کا

علامت اہل وحشت کی شناسے نہین خالی
کہ اک تنگ گور [illegible] شیدہ ہے بید مجنون کا

ملا نا آشنا دل اور دلبر بیوفا مجھکو
شکایت چرخ کجرو کی نہ شکوہ بخت واژون کا

پھرا دیکھا اگر فرقت مین ہمنے ساغرِ صہبا
پھرا نظرون مین نقشہ ہو بہو اوس چشمِ میگون کا

بہا ہے اشک ہو ہوکر یہانتک دیدۂ تر سے
مری دل مین نہین باقی نشان بھی قطرۂ خون کا

سخاوت گر یہی ہے آپکی حسرت تو کیا کہنا
خزانہ چاہیے اس ہمتِ عالی کو قارون کا

ترے دل ہی پہ کس نے نالۂ آتش فشان ہوگا
قیامت نے بھی ڈر کر جس سے صورِ الامان ہوگا

اگر ہوگا تو کیا ہوگا جو کاخِ آسمان ہوگا
عدو کا گھر نہ تو نے نالۂ آتش فشان ہوگا

جلایا دل کو سینہ مین جگر کو جاکے پہلو مین
سراپا مشعلِ مجکو ای سوزِ نہان ہوگا

وہ کہتے ہین آلی کیون قیامت ہو گئی برپا
یہ کسکے نالۂ دل نے زمین و آسمان ہوگا

ہوے کیا کیا وہ جھنجھر آگ شکوا تنو کہنے پر
کسی کے نالۂ سوزان نے دشمن کا مکان ہوگا

خیالِ کینہ و بے رحمیِ صیاد بیجا ہے
ہمارے نالۂ دل نے ہمارا آشیان ہوگا

تمنای وصالِ شعلہ رویان کہا گئی آخر
کہ سوزِ عشق نے حسرت سا یکو نوجوان ہوگا

پرتو پڑے جو اوس رخِ گلگون نقاب کا
آئینہ مین بھی رنگ ہو پیدا شراب کا

حیرت فزا ہے عکس کسیکی نقاب کا
آئینہ ہو گیا ہے جو مشہ آفتاب کا

پھر پردہ در ہے حُسن کسی بیحجاب کا
ہے بند بند در ہم و برہم نقاب کا

سوچا نہ کچھ برا ہو مرے اضطراب کا
قاصد کا سر جواب ہے خط کے جواب کا

اوس محشر مین ہوش نہوگا جواب کا
اندیشہ کیا ہی پرسشِ بیجا احتساب کا

ناحق کسی کے عشق مین بدنام کردیا
خانہ خراب ہو دلِ خانہ خراب کا

اندوہ و یاس و حسرت و بیم و ہراس مین
ملتا نہین پتا کہین آرام و خواب کا

کوچہ سے دور اور قریبِ عدو سہی
انداز آتو جائے اونہین اجتناب کا

اگلا سا وہ زمانہ وہ دورِ فلک کہان
نقشہ بدل گیا ہی جہانِ خراب کا

رہتی ہی چھپ ہی کوئی دلبر چلے بغیر
چین جبین ہی صاف نمونہ عتاب کا

یاد آگئے ہین مجھکو بہت دل کے آبلے
دیکھا ہی جب زمانہ شکستِ حباب کا

افسردگیٔ آتشِ دوزخ کو ہی بہت
اک قطرہ خون شدہ مری چشمِ پر آب کا

ہو آرزوی بخششِ فردای حشر کب
کیا خوگرفتہ دل نہین تیرے عذاب کا

گو کچھ نہو امید عجب شی ہے زاہدا
اچھا ہی مشغلہ تجھے فکرِ ثواب کا

مجکو اگر حرام ہی کرنا تہا ای خدا
جنت مین بھی نہ دینا تہا قطرہ شراب کا

حسرت کو شوق شاہد و بادہ بخیر ہی
نامِ خدا ہی گو ابھی عالم شباب کا

جلوہ فرما سرِ بالین جو وہ دلبر ہوگا
چین مرقد مین اوسی سے مجھے کیونکر ہوگا

اونکو آسان نہین خون مسلمان کرنا
قتل کرنے کو مرے کوئی تو خنجر ہوگا

حوصلہ حشر مین اک اور قیامت ہوگی
گریہ ہین شور فزایہ دلِ مضطر ہوگا

خونبہا قاتلِ بے رحم نہ دیگا مجکو
شاہدِ قتل ہی گوشے مین خنجر ہوگا

قدر دان چاک گریبان کا نہوگا کوئی
ای جنون آج یہ صحرا تو ترے سر ہوگا

بے سبب بہر عیادت نہین آنا اون کا
مین نہ مانونگا کوئی راز مقرر ہوگا

واہ برجستہ غزل خوب کہی خوب کہی
کون حسرت سا زمانے مین سخنور ہوگا

چھپتا نہین ہی خلد مین کچھ حسن حور کا
جلوہ مری نگاہ مین ہی تیرے نور کا

گر سایۂ خیال پڑے اوسکے نور کا
یہ داغ دل چراغ بنے کوہ طور کا

افسوس وقف حسرت و اندوہ ہوگیا
جو دل مقام خاص تہا اوسکے ظہور کا

کیا سوچتا ہی ای دل اندیشہ ناک تو
قاصد کو دیر ہوتی ہی جانا ہے دور کا

اچھا نہین ہی اس کا ستانا خدا سے ڈر
دل ہی مقام خاص کسی کے ظہور کا

زاہد یہ ابر و باد مین انکار مے کشی
گل ہوگیا چراغ تمہارے شعور کا

جی مین ہی ایک روز تو ہم جاکے دیکھآئین
شہرہ تمام عمر سے سنتے ہین طور کا

جھٹ پٹ لیا ہی بوسۂ رخسار وصل مین
ممنون آج مین ہون دل ناصبور کا

زاہد نے سنی ہی خبر میکدہ مین آج
اجلاس دہوم دہام سے ہوگا حضور کا

حسرت کو دل نے آپکے بالکل بہلا دیا
وہ بھی کبھی شریک تہا بزم سرور کا

دیکھ آخر یہ نتیجہ ہوا جلادی کا
حشر مین شور ہی ظالم تری فریادی کا

بیکسی بھی تو ہی خائف مرے ویرانہ سے
سیکڑون کوس نشان تک نہین آبادی کا

نیم بسمل مجھے مقتل مین چھوڑا ای قاتل
کیا طریقہ نہین آتا تجھے جلادی کا

خوش نوائی سے مری شاد ہے صیّاد بہت
قید مین لطف ملا ہی مجھے آزادی کا

صورت شمع مجھے اشک بہانے سے غرض
ایک ہی خانۂ ماتم ہو کہ گھر شادی کا

چرخ کی مجھکو شکایت نہ عدو کا شکوہ
کہ مرا دوست ہی باعث مری بربادی کا

کام پردے ہی مین وہ تیغ نگہ کرتی ہی
اک بہانہ ہی او نہین خنجر فولادی کا

کر دیا عشق نے پابند تعلق کیسا
یاد آتا ہے زمانہ مجھے آزادی کا

چشم بد دور عجب رنگ جمایا حسرت
واہ قائل ہی زمانہ تری اُستادی کا

گرچہ وہ آج لیے خنجر بُران نکلا
ہاے افسوس مگر دل کا نہ ارمان نکلا

جوش وحشت مری رسوائی کا خواہان نکلا
ہات دامن پہ جو رکھا تو گریبان نکلا

آج کس طرح کی کیا جانئے ہوا چلتی ہی
غیر بھی کوچۂ جانان سے پریشان نکلا

سر مرا تن سے جدا اوس نے کیا خوب ہوا
خوب ہی قاتل و مقتول کا ارمان نکلا

اثر جذب محبت نے خلش ہی رکھی
تیر نکلا مرے پہلو سے نہ پیکان نکلا

رنگ چہرہ سے گیا ہات سے دل سر سے حواس
تو جو بیٹھا تو نہ دل سے غم ہجران نکلا

چاک اے دست جنون تو نے کیا تھا اچھا
اور بھی دامن مین مرا تار گریبان نکلا

اس سے ہی دعوت مژگان کا ارادہ کرنا
خون تجھ مین بھی ذرا سا نہ رگ جان نکلا

ہمکو سمجھے تھے کہ اس مین بھی ملیگا کچھ لطف
عشق کم بخت مگر جان کا خواہان نکلا

ہو گیا پار مرے دل سے ترا تیر نگہہ
حیف صد حیف کہ اس گھر سے یہ مہمان نکلا

حسرتیں اس میں قیامت کی بھری بیٹھی ہیں
میرا سینہ بھی کوئی حشر کا میدان نکلا

جا کے بتخانہ میں پڑھتا ہی نمازیں حسرت
گبر سمجھے تہے جسے تو تو مسلمان نکلا

دوست دشمن کا آشنا نہ ہوا
مدعی کا بھی مدعا نہ ہوا

حسرتیں بیٹکے میرے پاس رہا
چارہ گر میرا مدعا نہ ہوا

لاغری مانعِ جفا ٹھہری
قابلِ چشمِ فتنہ زا نہ ہوا

فیض ہوگا تو ہوگا دشمن کو
تجھ سے میرا تو کچھ بھلا نہ ہوا

تجکو چاہت کی داد ملجاتی
تو کسی پر بھی مبتلا نہ ہوا

ای غمِ یار آفریں تجکو
دل سے میرے کبھی جدا نہ ہوا

آج واعظ کو مے پلا دیتا
مے کا شیشہ کوئی بھرا نہ ہوا

اونکی رفتار سے تو کچھ ہوگا
حشر نالوں سے گر بپا نہ ہوا

غیر میری طرح سے روتا ہی
وہ کسی کا بھی آشنا نہ ہوا

تو ہی ای موت اب کہیں آجا
آج وہ خنجر آزما نہ ہوا

دل نے رکھا عزیز پیکان کو
دل سے پیکان کبھی جدا نہ ہوا

وہ ادائیں تو دیکھ لیں حسرت
صبر دل کو ہوا ہوا نہ ہوا

دل نہوتا نہ دل میں غم ہوتا — اپنا مسکن اگر عدم ہوتا

غیر پر بھی اگر ستم ہوتا — شکوہ ہوتا نہ مجھکو غم ہوتا

لطف ہر چیز کا ہے وقت کے ساتھ — کیا ستم بھی نہیں کرم ہوتا

دل میں رہتی نہ آرزو دل کی — چھپیہ ہو لیے ہی سے کرم ہوتا

بد دعا دی نہ ہمنے دشمن کو — کہ کوئی سنکے چشم نم ہوتا

مجھکو مارا ہے آرزو نے تری — تو جو ملتا تو کیا ستم ہوتا

میرا قصہ عجیب قصہ ہے — سنکے دشمن بھی چشم نم ہوتا

کوئی رہتا ہے اپنے سینہ میں — دل نہوتا تو دل کا غم ہوتا

موم بنتا وہ سنگدل حسرت
اپنا احوال گر رقم ہوتا

دل میں نہیں رہا غم پنہاں نہیں رہا — برباد گھر ہوا کوئی مہمان نہیں رہا

کیوں آج ہجر میں نہیں آتی ہے موت بھی — کیا کوئی میری جان کا خواہاں نہیں رہا

میں آج مرتے مرتے بلاؤں سے بچ گیا — دل کو خیال کاکل پیچاں نہیں رہا

افسوس وقف حسرت و اندوہ ہو گیا — دل قابل تصور جاناں نہیں رہا

افسوس ہے کہ موت سے مجھے بسلا گئی — اکدن بھی تو نوا غم ہجراں نہیں رہا

دل میں ہمارے اب محبت نہیں رہی — کوئی نہیں رہا کہیں ارمان نہیں رہا

ایسے نصیب کب ہیں جو وہ محبت کہیں — اب دل میں اور تو کوئی ارمان نہیں رہا

دستِ جنون اوڑائیگا اب دھجیان مری	دامن نہین رہا ہی گریبان نہین رہا

حسرت کسے ہے تابِ ستم ہای روزگار
اوسکی جفا کا جب سے مجھے ارمان نہین رہا

اسکے باعث سے ہوا کونسا جوہر پیدا	نہ کیا ہوتا الٰہی دلِ مضطر پیدا
شوق سے کیجے جفا طالبِ بیداد ہی دل	کرلیا ہمنے بھی اب جور کا خوگر پیدا
ہوگیا کوچۂ دلدار مین عشاق و بھی	بہرِ نامہ جو کیا کوئی کبوتر پیدا
پسِ مُردن بھی ترے قد کا تصور گیا	خاک سے میری ہوئے سرو و صنوبر پیدا
بانکپن سے کبھی تیوری چڑھائے ہوتے	قتل کرنے کو نہ تھا گر کوئی خنجر پیدا
کھیل ہی کوئی کہ ہو خونِ مسلمان جائز	قتل کرنے کو مرے کیجیے محضر پیدا
مین بھی دیکھون کہ کھلے اپنی حقیقت مجھپر	ہوا گر کاتبِ تقدیر کا دفتر پیدا
سچ تو یہ ہے کہ ہوسکے وہ ہر دونو معدوم	دل ہی پیدا ہی زمانے مین نہ دلبر پیدا

یون تو ہر شخص کو ہوتا ہی سخن کا دعوی
مجھسا حسرت نہین دنیا مین سخنور پیدا

جو ترے ہاتھ سے تلف ہوگا	فخرِ عشاقِ ماسلف ہوگا
روزِ محشر نہ ہوگا وہ تنہا	لشکرِ فتنہ صف بہ صف ہوگا
آرزو میرے دل کی نکلیگی	گر ترے تیر کا ہدف ہوگا
حشر مین ہونگے میرے دشمن جو	تو خدا جانے کسطرف ہوگا

جب چلے گی کسی کی تیغ ادا — اک زمانہ ہی سر بکف ہوگا
مژدہ ای مے کشو کہ جنت مین — شور قلقل کا ہر طرف ہوگا
تیرے ملنے سے مجکو کیا حاصل — جسکو ہوگا اوسے شرف ہوگا
غیر کو دے نہ پی پہ پی ساقی — اک مسلمانکا حق تلف ہوگا
حشر مین خوف کیا تجھے حسرت
تیرا حامی شہ نجف ہوگا

اشارہ اک قیامت ہے کسی کی چشم جادو کا — نظر آئیگا عالم عالم امکان مین بھی ہوکا
کوئی روکے نہین رکتا کوئی تھامے نہین تھمتا — جگر ہے اپنے قابو کا نہ دل ہے اپنے قابو کا
خیال صدمۂ چشم تغافل کسکو باقی ہے — کہ خنجر جاگزین دلمین ہوا ہے اوسکے ابرو کا
چھبے جاتے ہین ہر دلمین مژہ کچھ آج خنجر سی — مری آنکھون مین نقشہ پھر رہا ہے اوسکے ابرو کا
تماشا جذبۂ دل یہ دکھادے آج دشمن کو — کہ تکیہ ہو ہمارے سر کے نیچے اوسکے زانو کا
لکھی ہے کیون مقدر مین شب ہجر انکی تاریکی — مری قسمت پہ سایہ پڑ گیا اوسکے گیسو کا
یہی کمبخت مجکو رات دن بے چین رکھتا ہے — کہ دل ہی ہو گیا ہے درد اٹھو میرے پہلو کا
گھٹا ربط عدو تو بڑھا ہے شوق خود بینی — کہ آئینہ مصاحب بن گیا اب اونکے پہلو کا
مجھے دیکھا کبھی اوس نے اوسے دیکھا کبھی مین نے — اثر دلمین نہوگا کیا نگاہ ہونگی تگاپو کا
رخ زاہد پھر جائے وہین محراب کعبے سے — اشارہ ہو اودھر بھی گر تمہاری چشم و ابرو کا

ابھی آئے چند دن گذرے نہین نکلے اس نہ بستہ کی

ارادہ کرلیا پھر تمنے حسرت وصل بدخو کا

تیغ قاتل کا اگر جسم نمایان ہوگا
ملک الموت مری نعش پہ قربان ہوگا

اور ایسا کوئی کیا موت کا خواہان ہوگا
کہ مجھے مار بھی ڈالوگے تو احسان ہوگا

ایسے مجمع مین بھلا بات کی پرسش کیسی
حشر مین ایک زمانہ ترا خواہان ہوگا

رایگان جائیگا کیا جذبۂ الفت میرا
کہ مرے قتل سے وہ آپ پشیمان ہوگا

لطف دیجائیگا کچھ شور تبسم مجھکو
وہ ستمگار دم قتل جو خندان ہوگا

ہنسنے کی تھی تجھے محبوب سمجھکر الفت
یہ نہ سمجھے تھے کہ تو جان کا خواہان ہوگا

چھوڑ جائین نہ کہین چاہنے والے تیرے
رحم کر رحم نہین دیکھ پشیمان ہوگا

یہ نہ معلوم تھا غم بیٹھ رہیگا دل مین
مین یہ سمجھا تھا کوئی روز کا مہمان ہوگا

خوب حسرت کا مزا تونے اٹھایا حسرت
اب بھی کمبخت تجھے چاہ کا ارمان ہوگا

میرے مرنے کا زمانے مین بہت غم ہوگا
گھر مین دشمن کے بھی برسون مرا ماتم ہوگا

زخم دیکھا مرے دل کا تو یہ عالم ہوگا
میرے بدلے دل جراح کا ماتم ہوگا

خوف دوزخ کسی باقی ہے جناب واعظ
کیا نہ محشر مین مرا دیدۂ پُرنم ہوگا

خوگر جور نہ کس طرح بنائین دل کو
ظلم معلوم بھی ہوگا تو بہت کم ہوگا

کون کرتا ہے نصیحت کی برائی لیکن
تجھکو سودا مری گفتار سے ہمدم ہوگا

عیش و آرام سے ہم خواب عدم مین ہونگے
شور و فریاد نہ اندوہ نہ ماتم ہوگا

دیکھہ برباد نہ کر مفت جوانی حسرت
پھر نہ اس طرح کا تجھپر کبھی عالم ہوگا

جب رہِ شوق مین وہ آگے مقابل ہوگا
مجھسے تو خضر بھی پیچھے کہین منزل ہوگا

کوئی ارمان جو نکلنے کے نہ قابل ہوگا
وہی کمبخت تو دل مین مرے داخل ہوگا

روزِ محشر جو مٹا یان ترا بسمل ہوگا
یہ یہین ہوگی کہ لاکھون ہی کا قاتل ہوگا

آئنہ دیکھے سے کچھ اور نہ حاصل ہوگا
یہی ہوگا نہ ترے بس مین مرا دل ہوگا

شکوۂ غیر سے کچھ اور نہ حاصل ہوگا
یہ گلہ حق مین مرے زہر ہلاہل ہوگا

فتنۂ حشر کی بے واسطہ شہرت کیسی
واقعی وہ تری رفتار کا مائل ہوگا

پارسائی تری کھل جائیگی زاہد پھر
وہ پری رو جو کبھی تیرے مقابل ہوگا

زندگی کے اسی امید مین دن کٹتے ہین
میرا دل ہی کبھی ارمان کے قابل ہوگا

باتون باتون ہی مین ٹالو نہ تمنا دلکی
بد دعا نکلے گی محروم جو سائل ہوگا

بے حواسی مین بھلا زہر کی تدبیر ہو کیا
ہجر کی رات مین مرنا مجھے مشکل ہوگا

چیز اچھی ہو تو ہوتے ہین خریدار بہت
تمسے ملجائینگے لاکھون جو مرا دل ہوگا

ابھی کمسن ہو نہین تاب محبت تجکو
وہ بھی دن آئینگے تو بھی کسی قابل ہوگا

وصل ہے یا نہین قسمت کا نوشتہ پڑھ لون
اوسمین تحریر مرا حال مفصل ہوگا

کرتے ہین ماہِ شبِ چاردہم کی تعریف
حال کھل جائیگا جب تمسے مقابل ہوگا

سنتھا عدل کے جو آیا وہ ستمگر حسرت

تو دمِ نزع بھی مرنا مجھے مشکل ہوگا

اوس ستمگار نے مقتل مین جو بسمل چھوڑا
سینے تا مرگ نہ پھر دامنِ قاتل چھوڑا

لاکھ تدبیر سے گو جان بچائی سینے
اوس ستمگار نے پر تجھکو نہ اے دل چھوڑا

آشنائی اسے کہتے ہین محبت یہ ہے
دل نے پیکان نہ پیکان نے مرا دل چھوڑا

اور کیا حال کہون رہروی شوق کا مین
حضرتِ خضر کو پیچھے کئی منزل چھوڑا

بعد مدت کے ملی آرزو اور مجھ سے کہا
چین مجھکو نہ ملا جب سے ترا دل چھوڑا

کوئی اچھا سا نہ دیکھا جو تجھ اس مین
ہو کے مایوس دعا نے لبِ سائل چھوڑا

ایک ہی ہاتھ مین عاشق کا کیا کام تمام
سانس بھی مجھ مین نہ باقی مری قاتل چھوڑا

منع کرتے رہے احباب سبھی پر حسرت
حیف صد حیف نہ تو نے درِ قاتل چھوڑا

سہل مین دل کے لگانیکو مرِ جان سمجھا
ہائے جو کام تھا دشوار وہ آسان سمجھا

بیخودی کا ہو برا ہائے کیا کیا سینے
دامنِ یار کو بھی اپنا گریبان سمجھا

لاغری سے یہ تماشا پسِ مردن دیکھا
گوشۂ قبر کو مین حشر کا میدان سمجھا

نہین جاتی جو مرے کلبۂ احزان سے کہین
کیا ہی تو نے ٹھکانا شبِ ہجران سمجھا

پائے افگار کو لذت ہوئی حاصل کیا کیا
سرِ ہر خار کو مین تیر کا پیکان سمجھا

مسکراتے ہوئے قاتل کو جو دیکھا وقتِ قتل
زخمِ دل شورِ تبسم کو نمکدان سمجھا

زاہد وحشت سے بھی یکسان ہے تنفر اوسکو
وہ پریزاد نہ انسان کو انسان سمجھا

جزو سے مجکو ہوا کل کا تصور پیدا
قطرۂ اشک کو مین موجۂ طوفان سمجھا

لاکھہ تدبیر کرو چھوڑ کے جاتا ہی نہین
قدر کچھہ دل کی ہماری غم ہجران سمجھا

اس سمجھہ پر مجھے دعوی ہی فلاطونی کا
بحر کو بحر بیابان کو بیابان سمجھا

سفت برباد ہوئی جنس گرامی افسوس
عمر کی قدر نہ کچھہ حسرت نادان سمجھا

شکر غیرون سے احتراز ہوا
دوست دشمن مین امتیاز ہوا

قدر کرتی ہی تیرے کشتہ کی
موت کو بھی یہ امتیاز ہوا

زک اوٹھائی جو قیس و وامق نے
کیا ہی وحشی کو تیری ناز ہوا

دل مین میری ہوئی ہی غم کی جگہہ
عیش و عشرت سے بے نیاز ہوا

حشر تک ہم جیے شب ہجران
رشتۂ عمر کیا دراز ہوا

جان میری نہ کیون نکلجاتی
آپکا یہ بھی کوئی راز ہوا

ابتو مدت ہوئی کہ حسرت کو
مے کے پینے سے احتراز ہوا

مہربان جب وہ بدخصال ہوا
مجکو شکوہ سے انفعال ہوا

اب جنازہ پہ آئے ہو صاحب
خوب پھر تمہین خیال ہوا

دل کو حاصل یہ سرفرازی ہی
تیری ٹھوکر سے پایمال ہوا

تیری کوچہ مین وہ جو وحشی تھا
آج اوسکا بھی انتقال ہوا

اس بہانہ سے موت آئی تھی | نہ ہوا وصل تو وصال ہوا
یہ تو فرماؤ کس کے باعث سے | شہرۂ حسن بے مثال ہوا
دل سے ارمان مٹ نہیں سکتا | یہ بھی کیا آپ کا ملال ہوا
اوسے کہتا ہون مرگ دشمن کا | رنج دل کو مرے کمال ہوا

کسکا سودا ہوا ہے حسرت کو
دو ہی دن مین جو غیر حال ہوا

وصل سے اونکو اجتناب ہوا | دل یہان وقف اضطراب ہوا
کچھ مری آہ مین اثر آیا | اونکو پیدا جو اضطراب ہوا
اوس ستمگر نے چاک کر ڈالا | خط مرا خوب لاجواب ہوا
کبھی رہتی نہین صحبتین کیسی | وہ زمانہ خیال و خواب ہوا
چشم میگون یہ کسکی یاد آئی | آج مین مست بے شراب ہوا
کیا غضب ہے کہ سوی دشمن بھی | دل مرا اونکے ہمرکاب ہوا
ابتو شوخی مین ہل چلی تمکین | اونکو نام خدا شباب ہوا
مے کی حرمت کو کس طرح مانون | یہ بھی زاہد وضو کا آب ہوا
گرمجوشی وہان عدو سے ہوئی | یان کلیجہ مرا کباب ہوا
ٹال دی بات گالیان دیکر | عرض مطلب کا یہ جواب ہوا
رشک نے کام یان تمام کیا | وصل سے غیر کامیاب ہوا

جب کیا عرضِ مُدعا اون سے / چپ رہے لب ہی جواب ہوا

نہین سنتے ہو حرفِ مطلب کیون / کیا گلستانکا یہی باب ہوا

حشر مین دیکھیگا حسن بتان کو

وہ ہزارون مین انتخاب ہوا

شام سے وہ بتِ مے نوش ہم آغوش رہا / صبح تک فرطِ خوشی سے مین بیہوش رہا

دل مرا یان غم و افسوس کا ہمدوش رہا / غیر کے ساتھہ وہان وعدہ فراموش رہا

وصل کی شب وہ پریزاد جو روپوش رہا / بیخودی یہ ہوئی مجکو کہ نہ کچھہ ہوش رہا

ہوش آئے تو کرے خون کا دعویٰ کوئی / کشتۂ تیغِ ادا حشر مین بیہوش رہا

کر دیا عشق کے آزار نے کیسا کمزور / نہ وہ صورت رہی اپنی نہ تن و توش رہا

حیف صد حیف کہ فریاد بھی میری نہ سنی / وقف دشمن کی تو باتون مین ترا گوش رہا

بات کرنی سے مجھے مشکل ہے شکایت کسکی / حشر مین گرچہ میرا لب خاموش رہا

صبح تک ہجر مین ہم رات کو بیتاب رہے / غیر کی بزم مین وہ وعدہ فراموش رہا

ساتھہ سویا بھی ستمگار تو کروٹ لیکر / وصل کی رات بھی خالی مرا آغوش رہا

ہجر مین گرچہ قیامت کا زمانہ گذرا / شکر ہے تیرے احسان سے سبکدوش رہا

تو نے محفل مین ہزارون کو پلائی ساقی / ایک محروم رہا تو یہ بلا نوش رہا

خاک ہو وصل کی ایسے سے توقع مجکو / جو ستمگر مری تصویر سے روپوش رہا

ہای کیا طالب بیداد جفا کو ترسے / خانۂ غیر مین وہ کل سے ستم کوش رہا

مجھ سے حشر مین کی میرے گنہ کی پرسش
تیرا احسان نہ کچھ رب خطا پوش رہا

لذت وصل ملی وصل کی شب بھی مجھے
رات بھر جلوۂ دیدار سے بیہوش رہا

کر دیا گردش ایام نے مردہ حسرت
نہ وہ دل اور نہ وہ دل مین مرے جوش رہا

یون رات مصیبت کی یہ ٹل جای تو اچھا
فرقت مین یہ دم آج نکل جای تو اچھا

منظور اوسے رشک سے ہے دل کا جلانا
پہلے ہی جلانے سے یہ جل جای تو اچھا

اس کاہش پنہان سے تو خون ہو کے مرا دل
ہمراہ جو اشکون کے نکل جائے تو اچھا

تکلیف مری دیکھ کے کہتے ہین یہ دشمن
دم اس کا کہین آج نکل جائے تو اچھا

رہنے نہین دیتی ہے کہین خانہ خرابی
وہ بھی مجھے کہتی ہے نکل جائے تو اچھا

حسرت ہے کہ وہ ذبح کرے ہاتھ سے اپنے
یہ بھی مرا ارمان نکل جائے تو اچھا

دشمن سے بھی بیزار ہوا کاش وہ ظالم
حسرت کی طرح وہ بھی نکل جائے تو اچھا

کب انجمن ناز مین جلسہ نہین ہوتا
ہوتے ہین سبھی پر یہی بندا نہین ہوتا

بچتے نہین دنیا مین کبھی ظلم سے عاشق
پر مجھ پہ جو گذرا کہین ایسا نہین ہوتا

کس روز مری جان پہ آفت نہین آتی
کس روز تری کوچے مین جانا نہین ہوتا

ظالم نے کیا قتل جو پیغام رسان کو
دستور کسی ملک مین ایسا نہین ہوتا

ملی نہین افسوس مجھے داد ستم کی
کیا حشر تری کوچے مین برپا نہین ہوتا

باقی نرہا حیف کوئی طالب بیداد
اب اونپہ جفا ونکا تقاضا نہیں ہوتا

دل لیتے ہو اور بوسہ سے انکار ہے تمکو
اس جنس کا اس طور سے سودا نہیں ہوتا

فرصت نہیں ہوتی جو مرون زہر ہی کھاکر
مرنا بھی اگر چاہون تو مرنا نہیں ہوتا

موجود نہو جب تو بہت ہوتے ہین خواہان
دل ہو تو کوئی مانگنے والا نہیں ہوتا

صد حیف کہ اس کا کبھی تقوی نہین جاتا
حسرت ہی کو اوس زلف کا سودا نہین ہوتا

فاتحہ پڑھنے کو آیا بت پر فن اپنا
عشق نے جذب دکھایا پس مردن اپنا

مرتبہ ایسا بڑہا ہی پس مردن اپنا
ہی فرشتون مین بپا عرش پہ شیون اپنا

کسطرح چاک ہمارا نہ گریبان ہوتا
اوس نے رکھا تہا رخ غیر پہ دامن اپنا

اونکو ملتی ہی نہین بزم عدو سی فرصت
کام آتا ہی نہین نالہ و شیون اپنا

کر دیا تنگ زمانہ نے یہانتک ہمکو
دوست تو دوست ہی ملتا نہین دشمن اپنا

صاف کرکے مرا دیوان جناب افسوس
نام دنیا مین کیا آپنے روشن اپنا

یاد آتا نہین نسیان کا برا ہو مجھکو
پوچھتے ہین وہ بتاؤ مجھے مسکن اپنا

کام کس روز مرے آئیگا اے دست ہوس
لیے وہ جاتے ہین بچائے ہوئے دامن اپنا

کعبہ و دیر مین ہی دہوم بڑی حسرت کی
شیخ اپنا اوسے کہتا ہی برہمن اپنا

کیون فتنہ خیز اب نہین قامت کو کیا ہوا
دیکھین تو آپ آئنہ صورت کو کیا ہوا

وہ تیز یان کہان گئین جودت کو کیا ہوا
کیا جانئے ہای میری طبیعت کو کیا ہوا

اوٹھتے نہین وہ بزم عدو سے فغان کنان
آتی نہین ہے ہای قیامت کو کیا ہوا

مہمانی رقیب مین کیا صرف کر چکے
آنکھون مین اب نہین ہے مروت کو کیا ہوا

آتے ہین وہ کبھی دن کہ کہو گئے تم اس طرح
ملتی نہین جہان مین محبت کو کیا ہوا

کیا آسمان مین اس کا ٹھکانا نہین ہا
اس دل مین کیون رہی ہے کدورت کو کیا ہوا

روز جزا بھی تا بزبان آکے رہ گئی
دل مین بھری ہوئی ہے شکایت کو کیا ہوا

انداز لطف غیر سے ہین کیون خلاف وضع
او بے وفا بتا تری عادت کو کیا ہوا

ملنا ہو اب نہین تمہین منظور یہ سہی کہو
فرصت بھی ہو ہی جاتی ہے فرصت کو کیا ہوا

کس فتنہ جو کی یاد میں مرگ آگئی
لرزان مثال بید ہے تربت کو کیا ہوا

ای ساکنان کوچہ دلدار کیا کہون
آشفتہ حال وادی الفت کو کیا ہوا

مجھ بخت جان پہ تیغ ہو اس طور سے روان
ای دست یار تیری نزاکت کو کیا ہوا

خنجر بکف وہ آج ہین ملتا نہین کوئی
ان طالبان مرگ شہادت کو کیا ہوا

کیون دل سے دور ہو گئے بیوجہ بے سبب
تاب و توان و راحت و طاقت کو کیا ہوا

پوچھے جو مجھ سے کوئی تو اوسکا جواب دون
کہتا ہے ایک ایک سے حسرت کو کیا ہوا

فاتحہ کو مرے کیون وہ ستم ایجاد آیا
ظلم باقی کوئی چھوڑا تھا جو اب یاد آیا

کل جنازہ جو مرا اوسکی گلی سے نکلا
گھر سے روتا ہوا باہر ستم ایجاد آیا

اوسکو بینے نہ اکیلا کبھی دم بھر پایا — کوئی کبھی گر نہ ہوا ساتھہ تو ہمزاد آیا

کیون مری قبر پہ مجمع ہوا الٰہی کیا ہے — فاتحہ پڑہنے کو کیا وہ ستم ایجاد آیا

کیا وہ کمبخت مرے عشق کو سودا سمجھا — فصد لینے کے لئے آج جو فصاد آیا

پھر تقاضا طلب دل کا کیا ہے کس نے — آج اپنا دل گم گشتہ مجھے یاد آیا

سوی صحرا کبھی وحشت مین جو پہنچا حسرت — قیس چلا کے یہ بولا مرا اوستاد آیا

رات جو یار بے نقاب آیا — شرم سے ماہ کو حجاب آیا

پاے نازک پہ آبلے ہی پڑے — زیر پا اونکے گر حباب آیا

دیدہ و دل کی آرزو نکلی — وہ مرے گھر مین بے نقاب آیا

شرم کسکی حجاب اب کیسا — بزم مین شیشۂ شراب آیا

منہ چھپاتا ہے وہ دونون ہاتھون سے — وصل مین بھی اوسے حجاب آیا

حیف ہے دوست ہو گئے دشمن — کیا زمانے مین انقلاب آیا

جذبۂ دل کی ہو گئی تاثیر — کہ وہ دوڑا ہوا شتاب آیا

ذہن واعظ کا کھل گیا کیسا — آج پیکر کہین شراب آیا

نیند اے غافلو کہانتک اب — دن چڑہا سر پہ آفتاب آیا

غیر کے گھر مین وہ رہا جاکر — برج عقرب مین ماہتاب آیا

صورت وصل کیا ہے حسرت

غیر بھی اوسکے ہمرکاب آیا

یہ میرے دلپہ داغ ہی چرخ کبود کا
سامان ہی روے یار پہ خط کے نمود کا

آتا ہی اوسکو اسکے جلانے مین کیون مزا
سینہ مین میرے دل ہی کہ ٹکڑا ہی عود کا

ملتا نہین ہی جلنے سے اوسکو کبھی فراغ
ہی شمع بزم یا کہ یہ دل ہے حسود کا

کرتے ہین خوب اپنے شہیدونکی آپ قدر
کچھ ذکر فاتحہ کا نہ چرچا درود کا

لو خود بخود ہوا اونہین دشمن سے اجتناب
احسان ہی میرے حال پہ رب ودود کا

اک بوسہ کے عوض مرے وو آپ لیجئے
اک اصل کا وصول ہو تو ایک سود کا

آیا ہی بے ثباتی دنیا مین ایک رنگ
دیکھا ہی مسئلہ جو تری ہست و بود کا

افسوس تیرے عشق نے اوسکو مٹا دیا
حسرت بھی ایک شخص تھا سو بین نمود کا

زندگی تلخ ہوئی عشق بتان مین کیا کیا
آفتین ہمنے سہین آکے جہان مین کیا کیا

زخم دلپر جو کیا خندۂ پنہان تمنے
لذتین آئین مجھے دردِ نہان مین کیا کیا

مفت دل لیکے بھی ہوتی نہین پوری تسکین
بحث رہتی ہی اوسے سود و زیان مین کیا کیا

کوئی ملتا نہین اس حال کا سننے والا
دلمین کیا کیا ہی بھرا اور زبان مین کیا کیا

یہ غنیمت ہی کہ ہو فتنۂ محشر ہی بپا
ہی خدا جانے بھرا آہ و فغان مین ,, ,,

دو ہی باتین تو نہین جو مین سناؤن تمکو
اور پہلو بھی ہین اسوفاریہ کیا

گالیان دیکے جو منہ پھیر لیا کرتا ہے
لطف آتا ہی

دل کی ہستی بھی ہوئی تیری کمر کے مانند ‏— بے نشانی کا اثر بھی ہے نشان میں آیا کیا
کچھ اسی پر نہیں موقوف کہ مردے ہی جئیں ‏— اور اعجاز بھی ہیں تیری زبان میں کیا کیا

دل کو جب سے کسی کافر نے لیا ہے حسرت
فرق آیا ہے مری تاب و توان میں کیا کیا

پاؤں میں گر باندھ لے ٹکڑا دل پامال کا ‏— شور ہو محشر میں کیا کیا پھر تو تیری چال کا
آ گیا دل میں تصور جب سے تیری چال کا ‏— نقش کندہ ہو گیا دل پر مرے زلزال کا
بڑھ گیا شوق اسیری اس کی ہی آواز سے ‏— طوق گردن ہو گیا حلقہ تری خلخال کا
دوست دشمن بن گئے ہیں انقلاب چرخ سے ‏— پوچھنے والا نہیں اب کوئی میرے حال کا
فیض پاؤ گے تو ہے کچھ نہ کچھ کہتا تھا وہ ‏— زائچہ دیکھا نجومی نے جو اب کے سال کا
عشق کرنا مہ جبینوں سے کہیں آسان ہے کیا ‏— بھاؤ تو پوچھ آئے پہلے کوئی آٹے دال کا
خوب واقف ہیں نہیں ہم حرف نیکی نام کو ‏— دیکھ دفتر ہمارے کاتب اعمال کا
عشق پیدا ہو جو ایسے راہزن سے کیا بنے ‏— پہلے گاہک جان کا ہو پیچھے گاہک مال کا
سنگ اسود آپ بوسے لے وہ جذب حسن ہے ‏— آئینہ کعبہ میں رکھ دیں گر تری تمثال کا

خط تڑپتا جائیگا بے قاصد و بے نامہ بر
گر لکھا حسرت نے پرچہ کوئی دل کے حال کا

غزل

... کو چلتے دیکھا ‏— دم مسیحا کا مری جان نکلتے دیکھا
... ی الفت میں ‏— دوستو کو نہیں آنکھوں بستے دیکھا

بیکلی دل کی تو سیماب سے بہلائے مری
کوئی بیمار محبت نہ سیماب سی دیکھا

سحر پرفن ہی مگر او بت کافر تیرے
کوئی جادو تری آنکھ پہ چلتے دیکھا

لوگ سیماب سمجھتے تھے مگر اب تو کبھی
دل بیمار کو کروٹ نہ بدلتے دیکھا

دیکھ لی طاعت دوشینہ جناب زاہد
آج میخانہ سے حضرت کو نکلتے دیکھا

وہ ہین نقش وفا صورت عنقا سمجھو
عاشقون کو کف افسوس ہی ملتے دیکھا

دل لگا کر نہ ملا یار محبت ہم کو
شجر وہ ہے کہ جسکو نہین پھلتے دیکھا

آگئی پھر کسی کافر پہ طبیعت حسرت
پھر کسی کوچہ سے حضرت کو نکلتے دیکھا

کیون ہے قتل سے انکار یہ کیا
سامنے رکھی ہے تلوار یہ کیا

دل مین آنا تو نظر سے چھپکر
آپکی طرز ہے دلدار یہ کیا

ہوگیا آنکھ سے تیری ملکر
دل بیمار بھی بیمار یہ کیا

آہی جاتی ہے طبیعت تجھپر
ہوگیا ہے مجھے آزار یہ کیا

دیکھ تو دل کو ذرا تیر فگن
جاگزین ہے ترا سوفار یہ کیا

مجکو ہے خواہش دیدار یہ کیون
وہ مری شکل سے بیزار یہ کیا

آئے تھے پھر عیادت کو تو
لیچلے ہو دل بیمار یہ کیا

بے مزہ تو وہین زخم نہین
منہ لگاتا نہین سوفار یہ کیا

کیا کسی کی ہے تمنا حسرت

ہو گئے جان سے بیزار یہ کیا

چرخ اپنا ہی نہ ہی دوست ستمگر اپنا
دیکھین کس طرح سے ٹھہرے دل مضطر اپنا

روز محشر تری بیداد سے ہونگے لاکھون
اپنے ہاتھون مین لئے خون کا محضر اپنا

کعبہ و دیر ہوئے شیخ و برہمن کے سپرد
ہم بھی دیکھ آئین ٹھکانا کہین چلکر اپنا

دیکھنا رہروی شوق کہ ہر گام پہ آج
پوچھنے راہ لگا ہمسے ہی رہبر اپنا

آسمان گرتا ہی یا کوہ و زمین ہلتے ہین
کیا کرے دیکھیے یارب دل مضطر اپنا

بے بلائے مری وہ آپ چلے آئین یہان
آج ایسا کوئی نالہ ہو موثر اپنا

امتحان کل ہی مری سختی جانکا قاتل
سان پر آج لگا لیجیو خنجر اپنا

آرزو شوق شہادت کی نکلجائے کہین
چاٹ لے خون تری تیغ ستمگر اپنا

جا چکے سوی عدم اپنے پرائے لاکھون
کسکے ہمراہ ہو کل دیکھیے محشر اپنا

تمتو ہر بات پہ سے کہتے ہو کہ کیا بکتا ہے
حال پھر کس سے کہے حسرت مضطر اپنا

الٰہی خاک بچے جسم ناتوان اپنا
زمین نہ دوست ہی اپنی نہ آسمان اپنا

نہ اونکو غیر سے نفرت نہ ہمکو اون سے حجاب
غلط گمان ہی اون کا غلط گمان اپنا

یہ انقلاب خدا تجھسے اے فلک سمجھے
عدو کا دوست ہوا تھا جو مہربان اپنا

حریم کعبہ مقصود مین بہت ڈھونڈا
تمام عمر نہ پایا کبھی نشان اپنا

مری زبان پہ رکھی ہی بات مطلب کی
کہین رقیب نہ ہو جائے رازدان اپنا

برا ہو سادہ دلی کا کہ وصل کی شب بھی
اونہیں خیال عدو کا ہیں گمان اپنا

رہے نہ قابل پرواز بال و پر حسرت
قفس سے چھٹ کے رہا دور آشیان اپنا

لطف کیا پوچھتے ہو تم شب تنہائی کا
ناز رہتا ہے مجھے اپنی بھی یکتائی کا

دیدۂ و دل نے تو رکھا نہیں پردہ باقی
پاس تجکو ہی خدایا مری رسوائی کا

زلف ہوتی تو سرکتی ترے چہرہ سے کبھی
چھا گیا بخت سیہ کیا کسی سودائی کا

ہتھکنڈے اپنے تو بدلے نہیں جاتے تمسے
نام بدنام کرو پھر مری رسوائی کا

لیچلے کھینچ کے اب جانب زندان مجکو
یہ نتیجہ ہے مری بادیہ پیمائی کا

حور و غلمان و ملائک کو تعجب آیا
خلد میں ذکر جو چھیڑا تری رعنائی کا

طرز رفتار تری دیکھ کے او فتنہ خرام
حوصلہ پست ہوا گنبد مینائی کا

اب بھی کچھ یاد وہ باتیں ہیں مری جان تمہیں
نام حسرت بھی کبھی تھا کسی شیدائی کا

ہوا آخر بت پیرفن کسی کا
فلک ہونے لگا دشمن کسی کا

وہ شرمائی ہوئیں آنکھیں کسیکی
وہ گدرایا ہوا جوبن کسی کا

کسی سے کوئی رہتا ہے گریزاں
کسی کے دل میں ہے مسکن کسی کا

نگاہیں صاف کہتی ہیں کسیکی
کریگی خون یہ چتون کسی کا

تسلی کی رہی پھر خاک امید
چھٹا جب ہاتھ سے دامن کسی کا

تمنا ہے یہی محشر میں یارب
ہمارا ہاتھ ہو دامن کسی کا

گئی شوخی میں اونکی اندہرائی
اثر کچھ کر چلا شیون کسی کا

ہمارے زخم دل ہنستے ہیں اسپر
کہ منہ چومے لگی اسپے سن کسی کا

کسی کی تاک میں رہتا ہے کوئی
کسیکو وقف ہے جوبن کسی کا

ہوئی دستِ ہوس کی یہ درازی
گریبان بن گیا دامن کسی کا

تسلی ہو چلی کچھ دل کو حسرت
مزا دینے لگا جوبن کسی کا

امتحان کر چکے ہیں ہم سب کا
یہ زمانہ ہے اپنے مطلب کا

اب ہے امید و یاس کیون ہمکو
دل تو مرحوم ہو چکا کب کا

لبِ اظہار کو سزا دیجے
آشنا تھا یہ حرفِ مطلب کا

فرطِ شادی میں غم نہین بہولا
یاد ہے مجھکو نعرہ یارب کا

شبِ دیجورِ ہجر میں نہ ہوا
آسمان پر طلوع کوکب کا

ہونٹھ چاٹا کرین نہ کیونکر ہم
یاد آتا ہے چوسنا لب کا

وہ سہم خوف سے رعایت سے
ہاے وہ جاگنا ترا شب کا

وہ گلے سے لپٹ کے سو رہنا
یہ بھی انداز تھا کسی شب کا

بوسہ دینا نہ شرم و شوخی سے
اور چھپانا وہ ہاتھ سے لب کا

عشقِ کامل پہ ناز ہے حسرت

تو ہی اوستاد ہو گیا سب کا

شکر لازم ہے اس عنایت کا
وصل میں کام کیا شکایت کا

جلوہ دیکھا تمہاری قامت کا
کون منکر رہا قیامت کا

خط مرا پاس غیر کے بھیجا
لکھا پورا ہوا ہے قسمت کا

غیر سے کب بھلا یہ ممکن ہے
جان دینا ہے کام ہمّت کا

امتحان آج بزم میں کر لے
کون عاشق ہے تیری صورت کا

دو قدم جب چلے وہ محفل میں
فتنہ برپا ہوا قیامت کا

وصل کی آرزو کہاں باقی
دل تو خوگر ہوا ہے فرقت کا

غم کے حالات کوئی کیا جانے
آشنا ہے فقط ہم مدّت کا

اونکے آتے ہی اچھے ہو بیٹھے
حرف آتا نہیں شکایت کا

کوئی پوچھے تمہاری کشتوں سے
نام اک مرگ بھی ہے راحت کا

اب وہ پہلو میں آکے بیٹھے ہیں
کوئی پہلو نہیں شکایت کا

ہجر میں یہ بھی ہو نہیں سکتا
زہر کھانا ہے کام فرصت کا

نالۂ دل ذرا ٹھہر جانا
وقت ہے اونکے خواب راحت کا

یہ بھی اک شانِ کبریائی ہے
آپ دعویٰ کریں محبّت کا

کوئی اتنا تو سوچ لے دل میں
کوئی ساتھی نہیں ہے قسمت کا

بے نشانی بتائے دیتی ہے
یہ نشان ہے ہماری تربت کا

دیکھیے یہ ستم غریبوں پر
خوف کیجے ذرا قیامت کا

بیکسی تو ہی کچھ بتا جا کر
وہ پتا پوچھتے ہین تربت کا

جان دیتا ہے حور پر زاہد
کیا ٹھکانا ہے تیری نیت کا

کوئی امید اب نہین باقی
ولولہ مٹ گیا طبیعت کا

منہ مین پانی بھر آئے زاہد کے
ذکر ہو گر شراب جنت کا

ایک ٹھوکر مین آج تو تمنے
فیصلہ کر دیا قیامت کا

نام اچھونکا اب بھی باقی ہے
گو نہین ہے نشان تربت کا

دو ہی دن مین بھلا دیا تمنے
یاد رکھا نہ لطف صحبت کا

آپکی کیا بھلا شکایت ہے
یہ نوشتہ تھا میری قسمت کا

آپکو کام گو نہین مجھ سے
سلسلہ رکھیے خط کتابت کا

کون گردن جھکائے بیٹھا ہے
کون پتلا بنا ندامت کا

کہہ رہی ہے مری گنہگاری
ہے یہ امیدوار رحمت کا

اس نے بسمل ہی آج ہی چھوڑا
دل مین ارمان تھا شہادت کا

مٹ گئے اور ولولے سارے
اک سہارا رہا ہے وحشت کا

خاک لکھیے غزل کوئی حسرت
وقت اتنا نہین ہے فرصت کا

جھوٹ سچ مین فرق ہے دن رات کا
پاس اچھونکو ہے اپنی بات کا

مشغلہ ہے غیب سے دن رات کا
پاس رکھیے آپ اپنی بات کا

بیکسی مین کوئی بھی ساتھی نہین
ہے بھروسہ اک خدا کی ذات کا

ہجر کی شب کسقدر آتا ہے یاد
وصل مین ہونا وہ پچھلی رات کا

دیکھیے کہتے ہون اب ابرو شکن
سر پہ موسم آگیا برسات کا

ہان مدد اے دست قاتل ایک اور
مجھ مین دم باقی نہین اک ہات کا

تم مری گھر مین اگر آؤ کبھی
دن سے پھر بڑھکر ہو عالم رات کا

جی مین ہے بیچین او نہین سخت جگر
سلسلہ جاری رہے سوغات کا

حسن یوسف پر جسے کچھ ناز ہو
دیکھ لے نقشہ وہ تیری گات کا

دیکھنا وہ نام سے واقف نہین
ساتھ رہنا تھا کبھی دن رات کا

وہ ہوے برہم عدو کے نام سے
بندھ گیا طوفان ذرا سی بات کا

وہ ہون پہلو مین تو حسرت کو ملے
لطف کچھ دن کا مزا کچھ رات کا

اور تو کچھ نہین ملتا ہے ٹھکانا اونکا
ہان مگر ہے دل مشتاق مین جلوا اونکا

داد ملنے کی نہین کوئی تمنا ہمکو
داور حشر ڈھکا رہنے دے پردا اونکا

وار خنجر کا کچھ ایسا نہ پڑا تھا کاری
ناتوانی نے مری رکھا ہے پردا اونکا

وہ جو ہین پردہ نشین کاش یہان ہو جائی
پردہ در ہو مری آنکھ کا پردا اونکا

یہی باعث ہے جو آنکھون سے نہان رہتے ہین
دل مین رہنا ہے سوا آنکھ سے پردا اونکا

نہ وہ صورت نہ وہ انداز نہ وہ بانکی نگاہ
اب تو پہچانتی آنکھیں بھی نہیں نقشا اونکا

لطف تو جب ہے کہ تم سے مرے احباب کہیں
تم کیسے جاتے ہو کیوں خون تمنا اونکا

دل کو جیسے ہو لگی وہ ہی بتا سکتا ہے
چشم مشتاق سے پوچھے کوئی جلوا اونکا

لطف تو یہ ہے کہ سن سنکے مرے جاتے ہیں
آجتک ہمنے تو دیکھا نہیں جلوا اونکا

ابتو ہے نام خدا شوق حیا کا یانتک
آئنہ دیکھنے پاتا نہیں جلوا اونکا

حضرت داغ کا بھی دم ہے غنیمت حسرت
اس زمانے میں تو ثانی نہیں پیدا اونکا

پھر سے ملنے سے یہ کچھ ہو گیا شہرا اونکا
ابتو مشتاق ہوا سارا زمانا اونکا

اسی باعث سے تو ہم چھیڑتے ہیں محشر میں
دیکھنا ہو جسے دیکھے وہ تماشا اونکا

پاس جبتک نہو یہ چین نہ آئے اونکو
دل بیمار بنے کاش مسیحا اونکا

ہجر میں بھی وہی صورت نظر آتی ہے مجھے
میری آنکھوں میں سمایا ہے یہ جلوا اونکا

ہر جگہہ ڈھونڈھنے والے کو وہ ملجاتے ہیں
دیر اونکا ہے حرم اونکا ہے کلیسا اونکا

عشقبازی کے لئے دیدۂ بینا ہے ضرور
دیکھ سکتی نہیں ہر آنکھ تماشا اونکا

داغ لگجانے سے ہوجاتی ہے تصویر خراب
رنگ دشمن نے کیا بزم میں پھیکا اونکا

پھر تو پورا ہو مرادا در محشر انصاف
میری صورت سے بدل جائے جو نقشا اونکا

اور ہوتا ہے فزون شوق طلبگارون کو
قہر ڈھاتا ہے لب بام پہ پردا اونکا

وہ یہ کہنے لگے حسرت کی غزل کو سنکر

کیون نہون ہمنے کہین نام سنا تہا اونکا

جدا اک دم خیال یار جی سے ہو نہین سکتا
یہ غم سے ہو نہین سکتا خوشی سے ہو نہین سکتا

مقدر جب برا ہو کچھ کسی سے ہو نہین سکتا
مثل سچ ہے کہ کچھ بھی آدمی سے ہو نہین سکتا

قضا جب آ گئی پھر کچھ کسی سے ہو نہین سکتا
یہی وہ وقت ہے کچھ آدمی سے ہو نہین سکتا

پریشان ہو گیا دیکھا جو انکو سوگوار ہمین
عدو کا بھی تو ماتم اب خوشی سے ہو نہین سکتا

مری ناکامیان دیکھو کہ میرا قتل بھی اب تو
جو مجھ سے ہو نہین سکتا کسی سے ہو نہین سکتا

شب ہجران مین کہانا زہر کا آسان ہے لیکن
مگر یہ بھی تو ممکن بیخودی سے ہو نہین سکتا

خدا کے ہاتھ مین سب ذلت و عزت ہے انسانکی
جو وہ ہو مہربان تو کچھ کسی سے ہو نہین سکتا

بھروسا چاہیے انسانکو شان رحیمی پر
نہین تو کچھ کسیکی بندگی سے ہو نہین سکتا

ہمین کو چاہیے کرنا ہمین جو کام کرنا ہے
کسی کا کام یہ سچ ہے کسی سے ہو نہین سکتا

نہ مرنے ہی کے قابل ہون نہ جینے ہی کے قابل ہون
یہ آفت ہے کہ کچھ بھی بیکسی سے ہو نہین سکتا

تمہارے ہاتھ مرنا ہے تمہارے ہاتھ جینا ہے
مرا جو کام ہو میری خوشی سے ہو نہین سکتا

ہماری جان جاتی ہے نہین اغماض ہوتا ہے
کسی کا قتل کیا اس بے رخی سے ہو نہین سکتا

وہی تم ہو کہ کچھ بھی نازکی سے کر نہین سکتے
وہی مین ہون کہ کچھ بیطاقتی سے ہو نہین سکتا

کہانتک نامہ بر احباب کیسے ہمنشین کس کے
بیان درد فرقت خود مجھی سے ہو نہین سکتا

ازل مین مبتلا جو ہو گئے عشق حقیقی کے
اونہین بہتر ہے حسن عارضی سے ہو نہین سکتا

یہی وہ جنس ہے انسان جو مشکل سے دیتا ہے
متاع دل کا سودا دل لگی سے ہو نہین سکتا

خدا کی شان ہی ایسی زمانے کی ہوا بدلی
کہ کوئی کام اب تو راستی سے ہو نہین سکتا

خدا کی مہربانی ہو پیمبر کی شفاعت ہو
قیامت مین بھی پھر تو کچھ کسی سے ہو نہین سکتا

یہ جینا کوئی جینا ہی کہ جس سے موت اچھی ہو
نہین کچھ لطف حاصل زندگی سے ہو نہین سکتا

وہ محبوب زلیخا آپ محبوب الٰہی ہین
مقابل کچھ بھی حسن یوسفی سے ہو نہین سکتا

نہین بے قتل ہی کاش اپنے ہاتھ سے کرتے
مگر یہ بھی تو عذر نازکی سے ہو نہین سکتا

نہ مرنا ہی طریقے کا نہ جینا ہی سلیقے کا
تہی دستی مین کچھ بھی آدمی سے ہو نہین سکتا

عدو کو چھوڑ دین وہ یہ خوشی سے کر نہین سکتے
ہین اونکو چھوڑ دون یہ خود مجھی سے ہو نہین سکتا

بناوٹ تو بناوٹ ہی نہین حاجت ہی کیا اسکی
قیامت کا سمان کیا سادگی سے ہو نہین سکتا

محبت جب کسی سے ہو گئی پھر چھپ نہین سکتی
اوسے پنہان کرے یہ آدمی سے ہو نہین سکتا

کبھی صدمہ نہ پہنچا ہو نہ جس نے چوٹ کھائی ہو
اوسے کچھ لطف حاصل عاشقی سے ہو نہین سکتا

ضرورت وہ بری شی ہی کہ کچھ بھی بن نہین پڑتی
اسے ٹالے یہ ممکن آدمی سے ہو نہین سکتا

قیامت یہ ہوئی ہی دشمنی تو کر نہین سکتے
اور اونسے وصل ممکن دوستی سے ہو نہین سکتا

نہ دنیا اوسکی اچھی ہی نہ عقبیٰ اوسکی اچھی ہی
جہان مین کام کوئی بےزری سے ہو نہین سکتا

متاع دل جو رکھتے تھے وہ بھی ہم لٹا بیٹھے
کرین کیا اب تو کچھ بھی مفلسی سے ہو نہین سکتا

فقط باقی رہا ہی ایک حسرت اس زمانے مین
کوئی واقف رموز عاشقی سے ہو نہین سکتا

مقدر ہمارا شکوہ کیا ہی کسی کا
[illegible]

ہماری وفاؤن پہ کرنا جفائین
زبانزد یہ قصہ ہوا ہے کسی کا

سبب کیا او نہین نیند آتی نہین ہے
مگر آج نالہ رسا ہے کسی کا

سمجھ رکھیو دل صاف ہوگا یہ تجھکو
ہوا تھا نہ وہ آشنا ہے کسی کا

دیا ہمنے دل اوسکو ناصح تجھے کیا
اجارا بھلا اس مین کیا ہے کسی کا

یہی کہہ رہی ہین نگاہین کسیکی
کہ آنکھون مین نقشہ جما ہے کسی کا

لڑی ہین جو رک رک کے آنکھین کسیکی
جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوا ہے کسی کا

ستائی تو ہو دلکو پر یہ بھی سُنلو
کہ برسون یہی گھر رہا ہے کسی کا

ادہر آ جو منظور مشقِ جفا ہے
ستم ہمنے برسون سہا ہے کسی کا

جو مشتاق ہون یار کے جلد آئین
کہ اب رخ سے پردا اوٹھا ہے کسی کا

تمہاری یہ باتون سے کھلتا ہے حسرت
کہ تمکو بھی سودا ہوا ہے کسی کا

فتنۂ حشر کی صورت نہ خرامان ہونا
شعلۂ طور سرِ گورِ غریبان ہونا

صورتِ چشم مرا نقشِ قدم دشت مین ہے
لازم آیا سرِ ہر خار کا مژگان ہونا

اب تو ہم مین بھی ہوتا نہین آنا اون کا
نا امیدی کو میسر نہین ارمان ہونا

اس ترحم کے تصدق یہ تماشا کیا ہے
آپ آکر مری بالین پہ پشیمان ہونا

زلفِ آشفتہ و گیسوی پریوش بنتا
دل کو منظور تھا گر یون ہی پریشان ہونا

آرزوی دلِ بیتاب کا بر آنا تھا
تیر کا سینۂ بسمل مین پرافشان ہونا

وصفِ گل چہرہ مین کاغذ پہ قلم کا چلنا
سرو کا صحنِ چمن مین ہی خرامان ہونا

جان دینے سے تسلی دلِ مضطر کو ہوگی
زہر کھانا ہی ترے کام کا آسان ہونا

چاندنی ہے دلِ زخمی کے لئے ای ظالم
جلوہ افروز سرِ بزمِ رقیبان ہونا

دل لگا کر کسی جبر سے ہی ہو فرض ہمین
مبتلای غمِ مایوسی و حرمان ہونا

امتحان خنجرِ قاتل کا بگڑنا افسوس
اور میرا وہ دمِ ذبح گران جان ہونا

رخ خجالت سے قیامت مین چھپانا تیرا
اور مرا روزِ جزا دست بدامان ہونا

یا ہر آتے ہی ترے تیرِ نگہ کا ظالم
میری کوتاہیِ قسمت سی ہے مژگان ہونا

بے حواسی کا برا ہو یہ تغافل کیا ہے
چاک ہاتھون سے مرے کر دامنِ جانان ہونا

جان دینے کی تمنا بھی سہی پر مجھکو
کب ہے منظورِ نظرِ غیر کا شادان ہونا

نو تو ہے حور لقا گھر ہی ترا خلدِ برین
تیرے دربان کو آتا نہین رضوان ہونا

آمدِ فصلِ بہاری کی خبر دیتا ہے
ابر کا چرخ پہ آہستہ خرامان ہونا

پرسشِ خاطرِ وحشی کو وہ آنا اونکا
میرے ویرانہ کا جلوی سے پرستان ہونا

کچھ اسی ڈھب کے سنا اور بھی حسرت اشعار
تا کہ ظاہر ہو ترا آج سخندان ہونا

بادہ کا عالمِ مستی مین نمایان ہونا
قطرۂ آب کا ہے مایۂ حیوان ہونا

تیری رفتار سے ممکن ہی پہ سامان ہونا
حشر کے بعد بھی اک حشر نمایان ہونا

واسطے چشمِ جراحت کے ہی مژگان ہونا
دلِ بسمل مین ترے تیر کا پیکان ہونا

آتش افروختہ داغ سے سوزاں ہونا
دل مضطر کو ہوا سہر و چراغاں ہونا

دست نازک سے تری خون شہیداں ہونا
عرصۂ حشر میں ہے پھر بعنواں ہونا

تیرے قبضہ میں ہے جب زندہ و بیجاں ہونا
ہم سے ممکن ہی نہیں توبہ و عصیاں ہونا

چشم خونابہ فشاں نے مری سیکھا کس سے
خون مالیدہ سر انگشت حسیناں ہونا

لذت خلد بریں کا ہے نمونہ زاہد
بادہ و جام و گل و سنبل و ریحاں ہونا

ہے قیامت کہ فرشتوں نے لکھے پر ٹھہرا
حشر میں نامۂ اعمال کا میزاں ہونا

مژدہ اے ساقی گلفام کہ مشہور ہوا
آمد فصل گل و باد بہاراں ہونا

طائر جان کو ہوا شوق ہوای پرواز
موسم گل میں تری تیغ کا عریاں ہونا

کشتی نوح کے مانند پھریگا گردوں
جوش بادہ سے ہی میخانہ میں طوفاں ہونا

نہ جفاؤں کی تمنا نہ ستم کی خواہش
اور پھر غیر کو یوں عشق میں نازاں ہونا

وعدۂ جلوۂ دیدار معطل رکھنا
حشر میں بھی نہ مری حال کا پرساں ہونا

خامہ انگشت بدنداں تحیر سے مرا
دل وحشی کو ہے کس بت کا ثناخواں ہونا

جان دینا شب ہجراں میں ہے آساں لیکن
اضطرابی میں کہاں زہر کا ساماں ہونا

دل وحشت زدہ اس جال میں پھنساتا ہے
خوب سیکھا تری زلفوں نے پریشاں ہونا

شور و غوغا دہر اک شور قیامت کرنا
چاہیے سینہ میں اک حشر کا ساماں ہونا

ہے اگر عاشق جانباز تو دنیا میں
اے ہنر تمکو میسر نہو جاناں ہونا

جمع ہونگے نہیں اوراق پریشاں ہمسر

میری قسمت مین نہین صاحب دیوان ہوتا

کمبخت نہ دل اپنا گر نحیف ہوا ہوتا
کیون جور نہ تم سہتے یہ تیر اسہا ہوتا

موقع نہ رقیبون کو آنے کا ملا ہوتا
ای کاش وہ دم بھر کو مجھسے جدا ہوتا

شکوہ ستم و غم کا ہان لب پہ بجا ہوتا
بے جانے اگر ہمنے دل تمکو دیا ہوتا

خواہش سے یہ دل میرا خود تمنے لیا پھر کیون
گر جنس بری سمجھے سودا نہ کیا ہوتا

گر لطف نہ تم کرتے دل وقف ستم رہتا
منظور تھا گر یون ہی دھوکا نہ دیا ہوتا

قابو مین جو دل ہوتا اپنا تو نہ تھا دیتے
تم یون نہ چلے جاتے پھر دیکھتے کیا ہوتا

رنجش یہ مزا دیتی کچھ ہم بھی اگر ہوتے
تم ہمسے خفا ہوتے دل تمسے خفا ہوتا

نام اہل وفا کا ہے دنیا مین مرے دم سے
اچھا جو نہوتا مین یہ بھی تو برا ہوتا

حسرت سے بگڑ کر تم کب چین سے گھر رہتے
عالم مین خدا جانے کیا فتنہ بپا ہوتا

نورِ نگہ کا کام دے تنویرِ نقشِ پا
آئے جو میری آنکھوں مین تصویرِ نقشِ پا

تیرے قدم سے یہ بڑی توقیرِ نقشِ پا
رہتی ہے دل کی آنکھوں مین تصویرِ نقشِ پا

یارب ہماری خاک پہ اونکا قدم پڑے
سنتے ہین زندہ کرتی ہے تاثیرِ نقشِ پا

آخر کسی کے پای حنائی کا عکس ہے
کیون مہر سے فزون نہو تنویرِ نقشِ پا

جب خاک مین ملے تو کوئی آشنا نہین
یہ ہے زبانِ حال سے تقریرِ نقشِ پا

اوٹھے ہی پاؤن خانۂ دشمن سے وہ پھرے
کیونکر نہو عروج پہ تقدیرِ نقشِ پا

وہ سجدہ گاہِ عام ہے یہ سجدہ گاہِ خاص
بیت الحرم سے کم نہیں توقیرِ نقشِ پا

حسرتؔ عدو شریک ہے اونکا دمِ خرام
بن بنکے پہوٹ جاتی ہے تقدیرِ نقشِ پا

تمکو جانا ہی گہر سے چلے جانا
شب کی شب ٹہر کر چلے جانا

حضرتِ دل تم اوسکے کوچہ میں
گرتے پڑتے مگر چلے جانا

یہ بھی جائینگے اک ذرا ٹھہرو
لیکے دل اور جگر چلے جانا

شب اندھیری ہے اب ٹھہر جاؤ
صبح ہوتے ہی گھر چلے جانا

آتو جاؤ مری عیادت کو
اک ذرا دیکھکر چلے جانا

منہ ہوا ندہی ہو یا قیامت ہو
اونکو دشمن کے گھر چلے جانا

نالۂ دل فلک کے پار مگر
چھوڑکر تم اثر چلے جانا

جب گذرنا ہماری تربت پر
اونکو منہ پہیر کر چلے جانا

جاؤ مقتل سے تم نہ خالی ہاتھ
کاٹ کر میرا سر چلے جانا

جاتے ہیں جانے سے ذرا ٹھہرو
ہم ادہر تم اودہر چلے جانا

یاد ہے خوب دیکھتے ہی مجھے
وہ چورا کر نظر چلے جانا

خوب جانا ہے آپکا شاباش
مفت دل چھینکر چلے جانا

تیرے کوچہ سے ای حسرتؔ کا
دل کو وہ تہام کر چلے جانا

بزم دشمن میں جا کے دیکھ لیا — یہ ستم بھی اوٹھا کے دیکھ لیا

اور بھی دل کو لگا کے دیکھ لیا — بس نصیب آزما کے دیکھ لیا

حسن کو آزما کے دیکھ لیا — عشق میں دل جلا کے دیکھ لیا

نگہہ شوق سے جو کی تاثیر — اوس نے چلمن اوٹھا کے دیکھ لیا

آرزو دل کی مٹ نہیں سکتی — خوب ہمنے مٹا کے دیکھ لیا

وصل دشمن بھی اک تماشا تھا — ہمنے آنکھوں سے جا کے دیکھ لیا

شوق بیتاب ہو گیا دل میں — اوسنے جب مسکرا کے دیکھ لیا

وہ مرا دل چرائے جاتا ہی — جس نے آنکھیں چرا کے دیکھ لیا

وصلِ دشمن کا جو معاملہ تھا — ہمنے بھی چھپ چھپا کے دیکھ لیا

وہ کہاں اسے سمجھتے ہیں — حالِ دل بھی سنا کے دیکھ لیا

لطف پایا نہ کوئی بھی اس میں — ہمنے دل بھی لگا کے دیکھ لیا

ہمکو ملتا نہیں مقدر سے — بارہا آزما کے دیکھ لیا

زاہدا ہمنے مےکشی کا مزا — پی کے دیکھا پلا کے دیکھ لیا

آنکھ سے آنکھ تو ملی تھی مگر — دل سے دل بھی ملا کے دیکھ لیا

کبھی شوخی سے منہ کو پھیر لیا — کبھی کچھ مسکرا کے دیکھ لیا

نقشِ حب ہی عجیب جذبۂ دل — جسکو چاہا بلا کے دیکھ لیا

نام سنتے تھی ہم تو حسرت کا

آج آنکھوں سے جا کے دیکھ لیا

آہ کا لب پہ محبت میں یہ لانا کیسا
دے چکے دل ہی تو پھر شور مچانا کیسا

جوش وہ طبع کا کچھ اور اُمنگیں دل کی
یاد آتا ہے ہمیں ہائے زمانا کیسا

غیر نے تمکو سنایا تو شکایت کیسی
تم ہی منصف ہو کہو دل کا سنانا کیسا

آپ کے حسن کی دو دن میں وہ رونق نہ رہی
دل کا ہونا ہے مری جان لگانا کیسا

بال سے دیتے ہیں اوس گل کی کمر کو تشبیہ
سب نے باندھا ہے یہ مضمون پُرانا کیسا

وصل میں شاد کبھی ہجر میں ناشاد رہے
ہمنے دیکھا ہے ان آنکھوں نے زمانا کیسا

کہتے ہیں پھیرو ہیں کیوں لیکے اسے چلنے کو
دل نہ دینے کا ملا اون کو بہانا کیسا

کبھی رہتا تھا اسی دل میں ہجوم حسرت
اب ہیں ارمان کے ارمان مٹانا کیسا

تو تو ہشیار ہے نادان نہیں اے حسرت
جان کو عشق کا یہ روگ لگانا کیسا

کل بزم غیر میں جو مرا وار چل گیا
اب کیا ہے ہاتھ سے وہ تماشا نکل گیا

وہ بے وفا جو غیر کے گھر سے نکل گیا
میرا نصیب آج بگڑ کر سنبھل گیا

جھگڑا چکا فساد مٹا سب خلل گیا
آتے ہی آتے اونکے مرا دم نکل گیا

آتا ہے میرے پاس تو موقع یہ خوب ہے
دشمن کے گھر وہ آجکی شب با اجل گیا

کوئی کمی نہ کی تھی تری تیغ ناز نے
تقدیر تھی مری جو میں بچکر سنبھل گیا

راہِ عدم میں رہتا ہے تانتا لگا ہوا
کوئی مسافر آج گیا کل گیا

بیتابیون کی نذر کیا صبر اور قرار
جانا کسی کا یہ مری حالت بدل گیا

مدت سے روک تھام تھی آج اونکو دیکھکر
لو دل بھی اپنے ہاتھ سے میرے نکل گیا

وہ ہین ہے تمہے غیر سوا اللہ تیری شان
دیکھا جو مجھکو دور سے نقشہ بدل گیا

آنکھین چھپائی دیتے ہین ہم اونکی راہ مین
جب یہ سنا کہ غیر وہان سہر کے بل گیا

مین کیا کہون کہ کیا مری حالت بدل گئی
بیتاب ہو کے سینہ سے دل ہی نکل گیا

کیون ہاتھ دوڑتا ہے گریبان کیطرف
کیا پاؤن اونکا شرم سے باہر نکل گیا

چولی کسی کی مسکی ہوئی کیا نظر پڑی
کیون خود بخود یہ میرا گریبان چل گیا

بیٹھے ہوئے پھر آپ تماشا ہی دیکھتے
اچھا ہوا عدو مرے آگے سے ٹل گیا

اوسکو بٹھا کے پاس وہ حسرت نہین رہی
حضرت کا کچھ اب اور ہی نقشہ بدل گیا

قتل نامہ مرا تم ساتھ لگائے رکھنا
اور دو چار گواہون کو ملائے رکھنا

ٹالنا وصل کے وعدہ کو یہ ہین آج کی کل
برسون امید مین عاشق کو لگائے رکھنا

سامنے اونکے تو جاتا تو ہی قاصد لیکن
دل کو اون تیز نگاہون سے بچائے رکھنا

مانگتے دل ہو دکھاتے نہین اپنا دیدار
تاکنا مال مرا اپنا چھپائے رکھنا

ایسے مجمع مین تو ہوتے ہین طلبگار بہت
عرصہ حشر مین دامن کو بچائے رکھنا

ہمکو بے درد تری ایسی حیا نے مارا
وصل کی رات مین بھی منہ کو چھپائے رکھنا

تمسو اسکا آتا ہے سلیقہ کیسا
دل چرا کر بھی وہی آنکھ چرائے رکھنا

ہمنو کہتے ہین کہ یہ کام نہین انسان کا
دل حسینون سے ہے دشوار بچائے رکھنا

گو وہ آئین کہ نہ آئین مجھے وعدہ پہ پھر تو
فرش آنکھونکا سر راہ بچھائے رکھنا

سن لے اے زاہد گمراہ یہ ایمان ہے مرا
نامۂ یار کو چھاتی سے لگائے رکھنا

اونکے دربان کی آنکھو نمین نہ جانا اچھا
بخت خفتہ کو مگر میرے جگائے رکھنا

پنجگانہ یہی حسرت کی دعا رہتی ہے
میرے اللہ گناہون سے بچائے رکھنا

پہلی ہی بات کہتے ہین وقت نماز تھا
ایسا شب فراق کا قصہ دراز تھا

دشمن کے گھر مین آپ ہون ہمکو خبر نہ ہو
کیا ملنا آپ کا کوئی پوشیدہ راز تھا

تشبیہ اوس سے آپکو کیا لغویات ہے
محمود کا غلام ہی آخر ایاز تھا

سننا ہی تھا نہین تمہین منظور یون کہو
کم رہ گئی تھی رات نہ قصہ دراز تھا

بیڑا اوٹھائین کسکے بھروسے پہ عشق کا
وہ دل نہین رہا ہے ہمین جس پہ ناز تھا

لڑتے ہی آنکھ آپ سے نقشہ بدل گیا
دل کی جگہہ بھی سینہ مین سوز و گداز تھا

منظور ہو او نہین تو نہین کچھ جگہہ کی قید
ہولی سے کو وہ طور پہ راز و نیاز تھا

چھایا تھا رعب یہ کسی بادہ فروش کا
زاہد کے سامنے در میخانہ باز تھا

جس دل کو تو نے جان کے بیچین کر دیا
ظالم وہی مین کچھ ترا پوشیدہ راز تھا

جو کچھ کیا وہ اس دل بیتاب نے کیا
میرا قصور اس مین نہ بندہ نواز تھا

ہان دل سے ملنے کی بات ہے حسرت ہو اور کچھ

گل ناز تھا اودھر سے ادھر سے نیاز تھا

دلبری مین پہلے تو بھی طاق تھا
حسن تیرا شہرۂ آفاق تھا

راتدن در پر لگی رہتی تھی بھیڑ
اک جہان ظالم ترا مشتاق تھا

اور کیا تھا نامۂ اعمال مین
جسم کا کھاتہ مگر بیباق تھا

غیر کی صورت نظر آئے تھے آپ
کچھ ہمارا وہم بھی خلاق تھا

کشتۂ خط کو سنائین گالیان
زہر خوردہ کا یہی تریاق تھا

دیدہ بازی کا مزا پایا ہے اب
مین تو بے دیکھے ترا مشتاق تھا

صندری سے ملنے کا بہانا مل گیا
اونکو پہلے ہی سے آنا شاق تھا

آج اوسجا پر ہین پروانون کے پر
جس جگہہ کل مجمع عشاق تھا

اب جو دیکھا خاک کا اک ڈھیر ہے
ہای وہ گلرو جو سیمین ساق تھا

خیر ہے حسرت یہ کیا حالت ہوئی
آپکو تو دل لگانا شاق تھا

محفل فروز ہونے کے قابل نہین رہا
ہر رنگ شمع جل کے مرا دل نہین رہا

سر ہے نثار راہ تو دل پایمال راہ
سامان برائے دعوت قاتل نہین رہا

پورا لگا دیا مری آہون نے آئنہ
اب نام کو بھی اون کا مقابل نہین رہا

حیران ہین کہ پیشکش یار کیا کرین
تو بھی ہمارے پاس تو اے دل نہین رہا

پردہ شگاف ہو گئی اپنی نگاہ شوق
اب کوئی درمیان مین حائل نہین رہا

پوری پڑی جو تیغِ ادا کام کر گئی
کشتہ ہوا ہوں شکر ہے بسمل نہیں رہا

کی ہے تری جفا کی نزاکت نے روک تھام
سامانِ بیقراریِ بسمل نہیں رہا

حسرت جگر سے کام ہے سوز و گداز کا
یہ تو ہے تیرے پاس اگر دل نہیں رہا

سچ تو یہ جب ہاتھ سے وہ مہ لقا جاتا رہا
زندگی کا لطف جینے کا مزا جاتا رہا

رات تھوڑی رہ گئی وہ ملکے منہ ہی سو گئے
آج تو ملنے کا اونکے آسرا جاتا رہا

ہوش کیا ہو لڑ گئی جب سے بتِ کافر سے آنکھ
ہاتھ سے میرے مرا دل ناصحا جاتا رہا

لطف ہی ویسا نہیں ہے گو وہی معشوق ہے
سچ تو یہ ہے چیز کا اب تو مزا جاتا رہا

قدرِ الفت میری اونکو بعد مرنے کے ہوئی
ہاتھ ملکر کہتے ہیں کیا آشنا جاتا رہا

آپ نے تو دل لیا ہے اور پھر طرہ یہ ہے
چھیڑ کر کہتے ہیں مجھسے کیا جاتا رہا

سبکو کھویا ہمنے جب ظالم تجھی کو کھو دیا
اور باقی کیا رہا جب آشنا جاتا رہا

روک بھی سکتا ہے کوئی جانیوالی چیز کو
دل ہمارا ناصحا جاتا رہا جاتا رہا

دل ہے اک بوسے کے بدلے تم سمجھ لو سوچ لو
اب بکے یہ سودا اگر جاتا رہا جاتا رہا

دل کو دیکر اسطرح کھوئے گئے اوس بزم میں
فہم میں یہ بھی نہ آیا اپنے کیا جاتا رہا

ہمنے کیا سوچے تھے ہائے اونکو دیکھکر
ہاتھ سے دل اور دل سے مدعا جاتا رہا

مجھسے وہ مطلب کو پوچھیں اور میں خاموش ہوں
ہائے میرا وہ دلِ پر مدعا جاتا رہا

پوچھتے پھرتے ہیں وہ بھی آج راہِ عشق میں
خضر کے بھی ہاتھ سے وہ راستا جاتا رہا

رو رہے ہیں وہ بناوٹ سے دل مرحوم کو
اون سے پوچھے تو کوئی کیا آپکا جاتا رہا

رات دن رہتی تھی کیا کیا حسرت ارمانکی چھیڑ
دل کے جاتے ہی وہ سارا جھگڑا جاتا رہا

رات وہ کہتے تھے حسرت یہ تمہاری ذکر پر
میکدہ سے آج کیا وہ پارسا جاتا رہا

وہی دیکھو دشمن سے پیارا تمہارا
یہی تھا نہ وعدہ ہمارا تمہارا

نہ ہو اور جانب اشارا تمہارا
یہی تو ہے جھگڑا ہمارا تمہارا

نہیں کوئی مجنوں کی سنتا کہانی
سنا ہے جو قصہ ہمارا تمہارا

وفاؤں کے بدلے جفا کر رہے ہو
طریقہ ہے یہ آشکارا تمہارا

نہیں دو دن یا نہ دو کچھ تقاضا نہیں ہے
مرے دل پہ کیا ہے اجارا تمہارا

پھری ہے اودھر ہی کو ساری خدائی
جدھر ہو گیا ہے اشارا تمہارا

مرے آگے دشمن سے آنکھیں نہ پھیرو
سمجھتا ہوں میں بھی اشارا تمہارا

شفیع گناہان امت تمہیں ہو
ہمیں حشر میں ہے سہارا تمہارا

نبھے کس طرح سے ہمارے تمہاری
جو دشمن ہمارا وہ پیارا تمہارا

نہیں آنکھ وہ آنکھ ہونے کے قابل
کیا ہو نہ جس نے نظارا تمہارا

یہی کہہ رہی ہیں جفائیں تمہاری
نہ لوں نام ہرگز دوبارا تمہارا

دوئی گر نہیں ہے تو کیوں کہہ رہے ہو
ہمارا ہمارا تمہارا تمہارا

ذرا روز محشر کو آنے تو دیجے
وہاں فیصلہ ہے ہمارا تمہارا

مرا حال سنکر وہ کہتے ہین مجھ سے
نہ ہوگا یہان تو گذارا تمہارا

مسیحا بھی آئین تو ممکن نہین ہے
نہین بچتے دیکہا ہی بیمار تمہارا

کبھی آنکھ لڑتی تھی پہرون ہمین سے
نہین ابتو ملتا نظارا تمہارا

نجومی نے ہنس کے کہا ہے یہ حسرت
کہ چمکے گا ایک ستارا تمہارا

یہ دشمن جو ہے آج پیارا تمہارا
برا چاہتا ہے ہمارا تمہارا

دلِ ناز پرورد رکھتا ہے ابتک
بہروسا ہے پیارا سہارا تمہارا

تکلف یہ سب ہے غیرون کی زبانی
مجھے کہل گیا حال سارا تمہارا

نہ تیزی نظر مین نہ آنکھون مین شوخی
کرے سامنا کیا بچارا تمہارا

جفا کو سمجھتے ہین عاشق وفا سے
وہ انداز سے پیارا پیارا تمہارا

پتا اتنا ملتا ہے اے عشق ہمکو
کہ جس سے فنا ہے کنارا تمہارا

کوئی کاش آکر شبِ ہجر کہدے
کہ تمکو بلاتا ہے پیارا تمہارا

نگاہِ تلطف سے ہے دشمن کی جانب
کبھی ہو ادھر بھی اشارا تمہارا

اثر اونکو ہوتا نہین آہ حسرت
فلک پھونکتا ہے شرارا تمہارا

بحمدِ ایزدی خامہ ہوا جب بلج گہر ہیرا
ثنا گر نام لکہا ہے قلم نے لوح پر میرا

ہوا کب سرنگون ہنگام گریہ غیر کے آگے
سرِ نوکِ قلم پہ ہی رہا لختِ جگر میرا

نمک پروردۂ دیرینۂ عشق بتان ہین ہم ہوا ہر گریہ صرف رسم آشنا زخم جگر میرا

کیا سوز جگر نے خاک آخر پھر تو حاصل ہی ہوا ہی دیدۂ دشمن مین اک مدت سے گھر میرا

خیال خونبہای روز محشر کسکو باقی ہی جھکا جاتا ہے بار منت قاتل سے سر میرا

برا ہو جان دینے کا کیا کسطرح کار سوا سر بالین مرقد رو رہا ہی چارہ گر میرا

دماغ اپنا اب ہی حسرت نکیونکر آسمان پر ہو
ہوا زیب دہ فتراک قاتل آج سر میرا

آنکھ کی تاب نہین دیکھے جو جلوا اوسکا سب مین ظاہر ہی مگر سب سے ہی پردا اوسکا

دیر مین ہی کبھی کعبہ مین ہی جلوا اوسکا کوئی دیکھے تو ذرا آکے تماشا اوسکا

شب معراج کا باعث یہ کھلا ہی مجکو کہ ملے جلوۂ محبوب سے جلوا اوسکا

اور بھی طالب دیدار یہان لاکھون ہین تو ہی مشتاق تجلی نہین ہوتی اوسکا

کعبہ و دیر کے جانے پہ نہین ہی موقوف جلوہ ہر چیز مین ہی دیدۂ بینا اوسکا

وہ تو واحد ہے مگر پھر بھی ہی کثرت ایسی سب کی آنکھون مین پھرا کرتا ہی جلوا اوسکا

بتکدہ مین بھی نظر آتا ہی وہ ہی زاہد دیکھلے دیدۂ بینا سے تماشا اوسکا

طالب دید ہوا خود شب معراج خدا اللہ اللہ کوئی دیکھے تو رتبا اوسکا

ابتو ہے یہ ہی بس اک اپنی تمنا حسرت
دیدہ و دل پہ مرے نقش ہو نقشا اوسکا

جبتک کہ نہ لے وہ رہے دل تاک کسی کا کب بار بنے وہ بت چالاک کسی کا

کہلتا نہین کچھہ حال کہ کیا نام ہوا اوسکا
شیدا ہی ہمارا دل غمناک کسی کا

کیون وعدۂ فردا پہ لگا رکہا ہی ناحق
بہتر ہے کہ قصہ نہ کرو پاک کسی کا

غم کہانے سے کوئی نہین تسکین کبصورت
اچھا ہی تصور دلِ غمناک کسی کا

آنسو نہ نکلجائین کہین نقشِ عدو پر
کچھہ پاس رہے دیدۂ نمناک کسی کا

رہتی ہی یہی مجمعِ عشاق مین شہرت
دل چھین نہ لے وہ بتِ چالاک کسی کا

یہ مجمعِ عشاق سے اوٹھتی ہین صدائین
للہ کہین آج تو دل تاک کسی کا

وہ اسکو سمجھتے ہین مگر شانۂ گیسو
کچھہ کام تو آیا دلِ صدچاک کسی کا

ساقی ہی مغنی ہی مے و ساغر و گل ہی
کیا خوب زمانہ ہے طربناک کسی کا

کیا خاک ہو پہر چین کی امید جہان مین
دشمن ہوا گر آپ سا سفاک کسی کا

ہم پہلے ہی کہتے تھے لو اب دیکہا و حسرت
ہرگز نہوا وہ بتِ چالاک کسی کا

یارب نہ کوئی بندۂ حاجت ہو کسی کا
انسان نہ مرہونِ عنایت ہو کسی کا

پورا نہ اگر شوقِ شہادت ہو کسی کا
پھر کیون نہ گلا روزِ قیامت ہو کسی کا

لب پر نہ کبھی حرفِ شکایت ہو کسی کا
انسان اگر عاشقِ صورت ہو کسی کا

دل یون نہ گرفتارِ مصیبت ہو کسی کا
دشمن بھی نہ بیمارِ محبت ہو کسی کا

یون ظلم اگر بیحد و غایت ہو کسی کا
کیون کوئی نہ سرگرمِ شکایت ہو کسی کا

آجائے اگر موت تو یہ بات ہے بہتر
لیکن نہ کبھی صدمۂ فرقت ہو کسی کا

ہو جای کسیکے دل بیتاب کو تسکین — گر آج بھی آنا سر تربت ہو کسی کا

پردہ ہو ذرا دیر کو ای داور محشر — انصاف اگر روز قیامت ہو کسی کا

کس طرح کوئی چھوڑ دے یہ طرز جفا کو — یہ ہی اگر آئین محبت ہو کسی کا

چھپتا ہی کہین منہ پہ ہون گر لاکھ نقابین — جب حسن ہی خود طالب شہرت ہو کسی کا

دن رات کسی کو جو ہین دشنام سکہیون — قابو مین اگر جوش طبیعت ہو کسی کا

کیون اپنی ہی صورت کا ہو آنکھہ مین نقشہ — معشوق جو وہ آئنہ طلعت ہو کسی کا

ہرگز کسی کافر کو نہ دو دن ناصح نادان — سینہ مین جو دل جیسے امانت ہو کسی کا

کہتے ہین وہ مقتل مین مرے سامنے آئے — دل آج جو مشتاق شہادت ہو کسی کا

کس طرح سناؤن تجھے ای داور محشر — قصہ جو مرے دل مین امانت ہو کسی کا

ہان اور تو سب صدمے اوٹھا لیتا ہی انسان — اوٹھتا ہی نہین صدمۂ فرقت ہو کسی کا

ہونے لگے کچھ میری محبت کی اوسکو قدر — وہ ہی جو کہین عاشق صورت ہو کسی کا

مین مرتا ہون یان آنے مین اغماض ہی اوسکو — یارب نہ کوئی باعث راحت ہو کسی کا

آتا ہی اسی تاک مین ہر روز وہ ظالم — سودا اسے بازار محبت ہو کسی کا

انسان کا دل ہاتھ سے کس طرح بچائے — چہرہ ہی اگر قابل الفت ہو کسی کا

دیتا نہین کمبخت کسی وقت بھی آرام
دل ایسا نہ بیت حسرت ہو کسی کا

ظالم جو ترا طالب دیدار رہے گا — وہ موت کا اپنی ہی طلبگار رہے گا

ہر شخص دل و جان سے خریدار بنے گا
جس گھر میں ہو تو مصر کا بازار بنے گا

پھیلے گی اگر تیرے سیہ قدر کی سیاہی
تو یوم قیامت بھی شب تار بنے گا

مایوس نہو اے دل ناکام ترا کام
سو بار جو بگڑیگا تو اکبار بنے گا

کر لیجیے جو ہو سکے کچھ آپ سے کوشش
لیکن کبھی دشمن نہ وفادار بنے گا

بدلے گی یہ بگڑی ہوئی تقدیر کبھی تو
اپنا بھی کبھی بخت نگونسار بنے گا

یہ بھی ہے مری خوبیِ قسمت کا کرشمہ
آسان بھی جو کام ہو دشوار بنے گا

اک بوسہ کی قیمت دل و جان کہتے ہو لیکن
اوسکو بھی تو دیکھو جو خریدار بنے گا

طالب بوسہ ہیں تو تم طالب دل ہو
ایسا تو نہ سودا سر بازار بنے گا

گر ہو گئی تیرے لبِ جان بخش سے صحت
تو رشکِ مسیحا ترا بیمار بنے گا

آنکھوں کی نہیں تاب کہ دیکھیں ترا جلوہ
کچھ دل ہی مگر طالبِ دیدار بنے گا

گر مصر میں پہنچے گی ترے حسن کی شہرت
یوسف بھی مری جان خریدار بنے گا

کہتا ہے کہ دیکھوں تو ذرا کیسی ہے صورت
وہ کون ہے جو میرا خریدار بنے گا

دل بیچتے ہم جاتے ہیں اب کوئی بتائیں
اس جنس کا کوئی تو خریدار بنے گا

دل ہنستے لگایا تھا سمجھکر اوسے دلدار
کیا اسکی خبر تھی کہ ستمگار بنے گا

گر دل سے ظالم جو نہیں ہے ترا کوچہ
ملنے کو بھی ترا سایۂ دیوار بنے گا

کچھ ایسی جو ہوئی کند ذرا تیری روانی
تو کام نہ اے خنجرِ خونخوار بنے گا

صحرا میں جو آیا ترے ابرو کا تصور
تلوار مجھے دشت کا ہر خار بنے گا

حسرت سے یہ فرماتے ہین وہ چھیڑ تو دیکھو
اس شکل پہ تو میرا خریدار بنے گا

حال پوچھو نہ تم مرے دل کا
پورا نقشہ ہی مرغ بسمل کا

دیکھکر رنگ تیری محفل کا
دل مین ارمان رہ گیا دل کا

کس نے نیچی نگاہ سے دیکھا
لٹ گیا قافلہ مرے دل کا

قتل کرنے سے اجتناب ہی ہے
دیکھے انداز کوئی قاتل کا

تیری تصویر کا تصور ہے
یہی باقی ہے مشغلہ دل کا

بیٹھہ جاتا ہون تہام کر دلکو
دیکھکر رنگ تیری محفل کا

اوس نگر سے لڑ گئین آنکھین
فیصلہ آج ہو گیا دل کا

کون کوٹھے پہ آج آیا ہے
رنگ بگڑا ہے ماہ کامل کا

ناز سے منہ کو پھیر لیتے ہین
دیکھکر رقص اپنے بسمل کا

تیرے آنے سے چھٹ گئی ہوتا
رنگ ہے زرد شمع محفل کا

وادی شوق کا یہ عالم ہے
گم ہوا ہے نشان منزل کا

نہ سہی بوسہ گالیان دیجے
رد نہ کیجے سوال سائل کا

کسی کافر پہ آ گیا حسرت
حال پوچھو نہ تم مرے دل کا

دل سے ہوتا ہی جدا آج وہ دلبر کیسا
رنگ بگڑا ہے مرا ہای مقدر کیسا

پھر سمجھے گا اگر اونکی عنایت ہو گی
دلِ ناکام ہوا ظلم کا خوگر کیسا

تیری رحمت نے گنہگار نہ چھوڑا کوئی
مٹ گیا کاتبِ اعمال کا دفتر کیسا

بام پر دور سے دیکھی جو کسی کی صورت
آج قابو سے ہوا باہر دلِ مضطر کیسا

غیر سے ہی ہین بھلا آپکا شکوہ کرنا
مفت الزام لگایا یہ مرے سر کیسا

آگیا اس مین تری دل کی رکاوٹ کا اثر
آج رک رک کے چلا ہے ترا خنجر کیسا

کیا کہون ہین کسی کافر کی نگاہین نیچی
لے گئین دل مرے سینہ سے چرا کر کیسا

کیا لکھون کب تمہین تحریر سے باور ہوگا
آکے دیکھو تو مرا حال ہے ابتر کیسا

بیقراری کی ہوئی چھیڑ تری شوخی مین
رنگ لایا ہے ہمارا دلِ مضطر کیسا

سخت جانی کا برا ہو نہ تمنا نکلی
مجھ سے منہ پھیر گیا یار کا خنجر کیسا

شکوۂ ہجر پہ کچھ آپ نے دیکھا حسرتؔ
آج وہ شوخ ہوا جامہ سے باہر کیسا

کچھ اور ہوا طالبِ دیدار کا نقشا
دیکھا جو کسی آئنہ رخسار کا نقشا

دیکھا ہے یہ کس ابروئے خمدار کا نقشا
آنکھون مین مری پھرتا ہے تلوار کا نقشا

کیا اوسکو اثر کر گئی کچھ میری محبت
بگڑا ہے بہت آج تو اغیار کا نقشا

تسکین کا شبِ ہجر یہی ایک سبب ہے
آنکھون مین مری پھرتا ہے دلدار کا نقشا

اپنی سی مسیحا تو بہت کر چکے لیکن
بدلا نہ ستمگر ترے بیمار کا نقشا

کیا اسکی لڑی ہین کسی شوخ چشم سے آنکھین
بدلا ہے بہت نرگسِ بیمار کا نقشا

ہوتی ہین مرے سامنے اغیار سے باتین
کیا تم سے کہون اوس بت عیار کا نقشا

زاہد نہ کبھی یاد کرے حور جنان کو
دیکھے جو ترے چاند سے رخسار کا نقشا

جب سے کہ او نہین شوق ہے تصویر کشی کا
وہ روز بنا لیتے ہین دو چار کا نقشا

وہ کہنے لگے آج مہ نو کو جو دیکھا
ملتا تو ہے کچھ ابروی خمدار کا نقشا

یہ جوشش جوانی میں ہے اون آنکھونکا عالم
مستی میں ہو جیسے کسی میخوار کا نقشا

پھٹ جائے ابھی رستم و سہراب کا زہرہ
دیکھین جو مرے ترک ستمگار کا نقشا

آجای کوئی سیر کو گر آپ سا یوسف
کچھ اور ہی ہو مصر کے بازار کا نقشا

ارمان اسے سمجھون کہ حسرت اسے سمجھون
دل مین ہے ترے تیر کے سوفار کا نقشا

اوس بت کی جھلک دور سے دیکھی ہے جو حسرت
ملتا ہے مری شکل سے غمخوار کا نقشا

دیکھکر مجکو ستمگار نے مائل اپنا
غیر کی نذر کیا رشک سے لو دل اپنا

نہین گاہک جو کوئی حور شمائل اپنا
نیک بختی ہی سے بہلا لینگے ہم دل اپنا

بزم مین آپکی کھوئے گئے سب ہوش و حواس
لٹ گیا قافلہ آکر سر منزل اپنا

بدحواسی مین کیا اون سے جفا کا شکوہ
اتنو دعوی محبت ہی سے باطل اپنا

جب طلب کرتے ہین اون سے کبھی دل کی قیمت
وہ یہ کہتے ہین کہ لیجا ئیے بس دل اپنا

ابتلک ہی جو نہین نام وفا سے واقف
اوس ستمگار کو افسوس دیا دل اپنا

اسی دہوکے مین رہے ہمتو جفا سے محروم
ہای قسمت کہ وہ سمجھے نہین مائل اپنا

ظلم ہو جور ہو جو کچھ ہو بلا سے مجھپر
کاش وہ مجھکو سمجھ لیں کہیں مائل اپنا

جان سے تنگ ہوا تنگ میں تری فرقت میں
وہی عیسیٰ ہی جو اسوقت ہو قاتل اپنا

ہانپ جاتے ہو اگر کھولتے ہو بند قبا
تمسے وا ہو نہ سکا عقدۂ مشکل اپنا

ایسا آنکھوں میں سمایا ہی غبارِ مجنون
اب تو لیلی کو بھی ملتا نہیں محمل اپنا

اور کیا چاہتے ہو اوسپہ وہ ہر اکیا ہے تو
دیچکا دل تو نہیں حسرت بیدل اپنا

وہ دل ناز تھا جس پہ اکثر ہمارا
نہیں آج قابو ہی اوس پر ہمارا

نہیں ہی جو سیدھا مقدر ہمارا
بگڑتا ہی ہر کام بنکر ہمارا

یہ احوال ہی بندہ پرور ہمارا
کہ قابو نہیں آج دل پر ہمارا

کری دشمنی ہم سے کیون آسمان پھر
ہو دوست جب وہ ستمگر ہمارا

یہ تھا ناز پروردہ سن لو ذرا تم
چلے ہو جو دل آج لیکر ہمارا

تری سخت جانی کو ہم دیکھ لیتے
وہ کہتے ہیں چلتا جو خنجر ہمارا

نہ ای جذبۂ دل تو نے کھینچا ادہر کو
ملا اور سے اب وہ دلبر ہمارا

الگ داورِ حشر سن لے ہماری
نہ انصاف کر روزِ محشر ہمارا

جو آتا ہی تجھکو ستمگر تو آچک
بہت اب تو ہی حال ابتر ہمارا

یہ کہتی ہیں دزدیدہ نظریں تمہاری
لیا دل تمہیں نے مقرر ہمارا

ملیگا نہ آرام جنت میں ہمکو
گیا ساتھ گر یہ مقدر ہمارا

تسلی مگر اوس نے دشمن کو دی ہے
بہت ہمنے ایسے سنے ہین فسانے

ہوا ہی جو دل آج مضطر ہمارا
وہ کہتے ہین یہ قصہ سنکر ہمارا

نہین اونکو دیکھا یہ کہتے ہین حسرت
وہ دل دیکھین لیتے ہین کیونکر ہمارا

تجکو تو طلب ای غم جانان نہ کیا تھا
مہمان کسے کچھہ آنے کا سامان نہ کیا تھا

دل کو ہدف ناوک مژگان نہ کیا تھا
ہمنے تو کبھی موت کا ارمان نہ کیا تھا

یہان شوق شہادت سے مری جھک گئی گردن
قاتل نے وہان تیغ کو عریان نہ کیا تھا

ہر روز کے کہتے ہین یہ دیکھو تو صفائی
اقرار کوئی ہمنے تو ہان ہان نہ کیا تھا

پہلے ہی سے پیدا ہوے آثار قیامت
بالون کو ابھی اوس نے پریشان نہ کیا تھا

کیا لطف ہی دشمن ہی سنانے لگا اونکو
پھر تو کبھی آپنے احسان نہ کیا تھا

دل دیکے پشیمان ہون کہ وہ کہتے ہین مجھسے
دل تمنے دیا تھا کوئی احسان نہ کیا تھا

اب کیا ہی جو دشمن کو بلایا سر محفل
ایسا تو کبھی تمنے مری جان نہ کیا تھا

حیران ہے مقتل مین یکایک جو مین پہنچا
قاتل نے مرے قتل کا سامان نہ کیا تھا

تصویر عدو دیکھ کے ہم کہتے ہین اونسے
اللہ نے اس شخص کو انسان نہ کیا تھا

کب آپکی ایسون پہ عنایت نہ ہوئی تھی
کب آپکو اغیار نے مہمان نہ کیا تھا

اب ضعف سے اوٹھتے ہی نہین ہاتھ ہمارے
کیا پہلے کبھی چاک گریبان نہ کیا تھا

وہ مجھ ہی سے فرماتے ہین یہ لطف تو دیکھو
تجھسے تو کسی بات کو پنہان نہ کیا تھا

تو کہہ تو سہی پہلے سے تجہے عشق بتان کا　　کیا شیخ کبہی ای دل نادان نہ کیا تہا

دشمن نہین انسان کہ اللہ نے حسرت
بے رنج تو پیدا کوئی انسان نہ کیا تہا

کسی عاشق کی صورت کو کبہی اوسنے نہ دیکہا تہا　　کسی آئی طبیعت کو کبہی اوسنے نہ دیکہا تہا
جو منکر ہی قیامت کو کبہی اوسنے نہ دیکہا تہا　　مگر اوس فتنہ قامت کو کبہی اوسنے نہ دیکہا تہا
عدو کس رنج فرقت کو کبہی اوسنے نہ دیکہا تہا　　غضب یہ ہی مصیبت کو کبہی اوسنے نہ دیکہا تہا
یہی باعث تہا زاہد کے فدا ہونیکا حورون پر　　کسیکی اچہی صورت کو کبہی اوسنے نہ دیکہا تہا
عدو کی جہوٹی باتون پر فدا رہتا تہا وہ ظالم　　کسی مشتاق صورت کو کبہی اوسنے نہ دیکہا تہا
نہونا ناز ہرگز یوسف مصری کو صورت پر　　مری آئینہ طلعت کو کبہی اوسنے نہ دیکہا تہا
کبہی ہم اوسپہ مرتے تہے نہین اب بات بہی کرتے　　بدلجانے طبیعت کو کبہی اوسنے نہ دیکہا تہا
ہر اک سے دل طلب کرتا تہا وہ دشمن کے دیکہو ہین　　مگر ہان اہل ہمت کو کبہی اوسنے نہ دیکہا تہا
عدو کے غش کے آتے ہی ہوا ہی مضطر کیسا　　کسیکی بگڑی حالت کو کبہی اوسنے نہ دیکہا تہا
عدو سے دل لگاتے ہی وہ کچہہ بیتاب پہرتا ہے　　کہ یون آتے طبیعت کو کبہی اوسنے نہ دیکہا تہا
نزاکت پر جبہی تک ناز تہا غنچہ کو گلشن مین　　تری حسن نزاکت کو کبہی اوسنے نہ دیکہا تہا
کیا کرتا تہا کیا کیا پیشتر دعوی یکتائی　　کہ آئینے مین صورت کو کبہی اوسنے نہ دیکہا تہا
تڑپتے لوٹتے یون خار و خس مین شکر ہی دیکہا　　مری اسباب راحت کو کبہی اوسنے نہ دیکہا تہا

حسینونکو دیا حسرت نے دل ناکردہ کاری سی

کہ تم سی بیمروت کو کبھی اوس نی نہ دیکھا تھا

زلف کا جب بناؤ دیکھا تھا ۔ کچھ ہی دل کا بچاؤ دیکھا تھا
ہم اسی بات پر بگڑ بیٹھے ۔ غیر سے کچھ لگاؤ دیکھا تھا
دلکو بیچا ہے ایک بوسہ پر ۔ ہمنے گرتا جو بھاؤ دیکھا تھا
چھیڑ مین ایک چھیڑ پائی تھی ۔ لاگ مین اک لگاؤ دیکھا تھا
کہدیا جھوٹ غیر کا قصہ ۔ ہمنے اپنا بچاؤ دیکھا تھا
حال ابتر ہی اب مسیحا کا ۔ کل مری دل کا گھاؤ دیکھا تھا
نہین کھلتا ہی کچھ سبب اس کا ۔ غیر کے گھر جماؤ دیکھا تھا
چھوڑ دی ہمنے حور کی خواہش ۔ تیرا ادہر لگاؤ دیکھا تھا
آنکھ جب اوٹھ گئی تھی ظالم کی ۔ ہر طرف اک کٹاؤ دیکھا تھا
ہم خبردار کچھ نہین اس کے ۔ جنس الفت کا بھاؤ دیکھا تھا
اب جو دیکھا تو ہوگیا ناسور ۔ دل مین پہلے جو گھاؤ دیکھا تھا
آئنہ شب کو سامنے رکھکر ۔ اوسنے اپنا بناؤ دیکھا تھا
آنکھ سے آنکھ جب لڑائی تھی ۔ اک طبیعت مین چاؤ دیکھا تھا

اون سے حسرت بگاڑ بیٹھے تھے
کچھ اسی مین بناؤ دیکھا تھا

دل کا خانہ خراب کرنا تھا ۔ یہ بھی کار ثواب کرنا تھا

وصل مین بہی حجاب کرتا تہا — مجہہ سے یون اجتناب کرتا تہا
ایک ہی یہ جفا پسندون مین — دل مرا انتخاب کرتا تہا
تجہکو صانع نے یون بنایا ہی — حسن کا انتخاب کرتا تہا
کہتے مین اب ترا جواب نہین — مجہکو یون لاجواب کرتا تہا
سچ تو یہ ہے کہ کو بکو بدنام — مجہکو چشم پر آب کرتا تہا
دیدۂ دل سے بہی مرے چہپتے — آپ کو گر حجاب کرتا تہا
نہین انصاف سے کہو مجہپر — یون ستم بے حساب کرتا تہا
انتہا ظلم کی بہی ہوتی ہے — خوف روز حساب کرتا تہا
شکوۂ جور کیون کیا اے دل — صبر خانہ خراب کرتا تہا
میری تقدیر یون بگاڑہی تہی — غیر کو کامیاب کرتا تہا
آئنہ رکہدیا مقابل مین — آپ کو لاجواب کرتا تہا
دل مضطر کا کچہہ نہ پوچہو حال — کر چکا اضطراب کرتا تہا
گر حیا آنکہہ مین سماتی تہی — غیر سے بہی حجاب کرتا تہا

سچ تو یہ ہے کہ مفت مین برباد
تمکو حسرت شباب کرتا تہا

پہر وہ ستمگر حیلہ جو ہونے لگا — دل مین خون آرزو ہونے لگا
کان اسکی زلف بیڈہب لگ گئی — حال وحشت ہو بہو ہونے لگا

لیلیٔ پردہ نشین کیا چھپ گئے — شورِ مجنون چار سو ہونے لگا
پھر تو اشتداد ہوا حیرت فزا — پھر تماشا کو بکو ہونے لگا
دست وحشت ضعف سے اوٹھتی نہین — جیب و دامان کا رفو ہونے لگا

پھر خیالِ زہد حسرت کو ہوا
پھر تیمم پھر وضو ہونے لگا

داغِ جگر چراغ ہے شامِ وصال کا — سرمہ ہے درد دل مری چشمِ خیال کا
انداز پا گیا ہے کسی بدخصال کا — اب پیسنا پڑیگا دلِ پائمال کا
کیا کیا لگاوٹین ہین تغافل کے ساتھ ساتھ — ایسے ستم پہ پھر ہے بھروسا وصال کا
اوسکی شمیمِ زلف جو پھیلی ہے چار سو — بگڑا ہوا ہے رنگ نسیمِ شمال کا
تجکو بھی رحم آئیگا او بانیٔ ستم — قصہ سنیگا گر کسی آشفتہ حال کا

ہوتا نہین ہے بند کسی فن کا ذکر ہو
حسرت بھی آدمی نظر آیا کمال کا

جذبِ دردِ دل آج مرے کام آیا — کہ مری نعش پہ روتا بتِ خود کام آیا
طرزِ قاصد سے ہویدا ہے کہ ناکام آیا — مژدہ ای یاس کہ وہ مرگ کا پیغام آیا
طف آغازِ محبت مین بھی پورا نہ ملا — ہای افسوس کہ اندیشۂ انجام آیا
ین قاصد کی بہت اونکو پسند آئی نہین — قہر ٹوٹا غضب آیا جو مرا نام آیا

وہ یہ فرماتے ہین حسرت نے بہت جلدی کی

ہجر میں جان کا دینا بھی نہ کچھ کام آیا

وہ تعریف سے بھی خفا ہو گیا
برا ہو گیا یا بھلا ہو گیا
ہوا مائل زلف یہ دل عبث
اثر آہ میں کچھ تو آیا کہ آج

کرشمہ جفا بھی گلا ہو گیا
مقدر میں جو تھا لکھا ہو گیا
گرفتار رنج و بلا ہو گیا
اوسے بھی خیال وفا ہو گیا

گیا آج بتخانہ سے کعبہ کو
خدا جانے حسرت کو کیا ہو گیا

وہ شوخ بہر سیر جو کل بدحواس تھا
تیر قضا سے دونوں برابر جدا رہے
امید کی ہے شان مرے گھر وہ آ گئے
طفلی سے پایمال غم و درد ہو گیا

مجمع سا اک ہراس کا اس دل کے پاس تھا
دل تھا جگر کے پاس جگر دل کے پاس تھا
وہ کام ہو گیا جو بعید القیاس تھا
گویا ازل سے عشق مرا روشناس تھا

ملتے ہی آنکھ ایک بت دلفریب سے
حسرت رہین شیون اندوہ و یاس تھا

اوس کے غضب سے حال نہایت سقیم تھا
میں کیا کہوں کہ جلوۂ جانان نے کیا کیا
یہ اور بات ہے کہ جو لکنت پسند ہو
قاتل کو خوف حشر کہاں بلکہ تھی خوشی

مجھپر وصال میں بھی عذاب جحیم تھا
ناصح کا حال مجھ سے زیادہ سقیم تھا
کیا اوس سے بات کرنے کو قابل کلیم تھا
کیا میرا قتل کوئی ثواب عظیم تھا

کیا میں بتاؤں کون ہوں خانہ خراب ہوں | وہ ہوں جو تیرے کوچہ میں اکثر مقیم تھا

حسرتؔ کو شوق بادہ نوشی ہے کیا ہنوز
ہم جانتے ہیں خوب وہ مرد حکیم تھا

اوس گلی کا غبار ہوتا تھا | خاک بنکر نثار ہوتا تھا
کی شب وصل تیرے وعدہ پہ | مفت کا انتظار ہوتا تھا

تیر ابرو کی بار سے حسرتؔ
دل ہمارا افگار ہوتا تھا

دیکھکر حال پریشان دل کا | کوئی ہوتا نہیں خواہان دل کا
وصل سے پہلے ہوا ہای وصال | رہ گیا دل ہی میں ارمان دل کا
کثرت یاس خزان بنتی ہے | باغ ہوتا ہے یہ ویران دل کا
ایسی حالت میں خوشی بھی غم ہے | حال پوچھو نہ پریشان دل کا
ناامیدی نے مٹائے سارے | کوئی باقی نہیں ارمان دل کا
دیکھکر بال پریشان اون کے | ہو گیا حال پریشان دل کا
لے چلیں کوئی بتا نہیں جنس | کوئی ہو جائیگا خواہان دل کا
لطف تو یہ ہے کہ وہ مجھ سے کہیں | حال تم سے نہیں پنہان دل کا
کوئی گاہک نہیں ملتا ہم کو | اب تو بازار ہے ارزان دل کا
ناصحا تجھکو دکھا دیتا میں | زخم ہوتا جو نمایان دل کا

آپ پر گذرے تو یاد آئے — حال جو تھا شب ہجران دل کا
ہم ہی لو مفت دیے بیٹھے ہین — تمکو ارمان ہے جو ہر جان دل کا

ایک کافر کا ہی قبضہ حسرت
دین باقی ہے نہ ایمان دل کا

دشمن کا اعتبار کیا ہمنے کیا کیا — اوس بیوفا کو پیار کیا ہمنے کیا کیا
ابتک بہگت رہی ہین اوسیکی مصیبتین — تجھکو ستم شعار کیا ہمنے کیا کیا
او بے وفا جہان مین اک تیری واسطے — خود کو ذلیل و خوار کیا ہمنے کیا کیا
گذری شب فراق تو کچھ موت سے بری — کیون ہای انتظار کیا ہمنے کیا کیا
ممکن نہین کہ قیمت دل کچھ وصول ہو — سودا یہ کیون اودہار کیا ہمنے کیا کیا
کچھ میکشی سے حضرت واعظ کی فایدہ — ناحق گناہگار کیا ہمنے کیا کیا
کچہتا ہی کچھ نہ تہا اوس بت مغرور کا جواب — کیون عجز و انکسار کیا ہمنے کیا کیا
اسکے ہی ہاتہون اپنی تو مٹی خراب ہے — کیون دل کا اعتبار کیا ہمنے کیا کیا
جسکو ہمارے نام سے نفرت ہی آجتک — ایسے کو ہای پیار کیا ہمنے کیا کیا
چھپ چھپ کے بتکدہ ہی مین سجدے کیا کیے — کیا شیوہ اختیار کیا ہمنے کیا کیا

حسرت جفا کے عشق مین تادم بقول داغ
غافل کو ہوشیار کیا ہمنے کیا کیا

کس روز مزاج آپکا برہم نہین ہوتا — کیا بروی نازک ہین عیان خشم نہین ہوتا

پابند حیا ہوگئی کیا تیری نگہ بھی
اس آہوی وحشی کو کبھی رم نہین ہوتا

دنیا سے چھٹے بھی تو ہوا دین کا کھٹکا
انسان کسی حال مین بے غم نہین ہوتا

جاتے ہو کہان ہمسے یہ دامن کو بچا کے
کیا کشتۂ بیداد مین کچھ دم نہین ہوتا

مانا کہ جلائے لبِ جان بخش نے مردے
ہر شخص مگر عیسیِ مریم نہین ہوتا

کرتے ہو مری جان عبث اپنا پرایا
قانون محبت مین یہ باہم نہین ہوتا

انکار مرے وصل سے کیون ہے بسنِ کم
کیا غنچۂ گل قابلِ شبنم نہین ہوتا

کم ظرف عبث داغ کے ہوتے ہین مقابل
روباہ کا بچہ کبھی ضیغم نہین ہوتا

ہو لطف جو وہ مجھسے شبِ وصل کہین آ
ارمان ترا اب بھی کوئی کم نہین ہوتا

پیری مین جوانی کے مزے یاد کروگے
انسان پہ یکسان کبھی عالم نہین ہوتا

مین دیکھتا ہون ملتی ہین جب غیر سے آنکھین
یہ طرز یہ انداز یہ عالم نہین ہوتا

مایوس عبث ہوتے ہو کیون میری دوا سے
کیا زخم کا دل کے کوئی مرہم نہین ہوتا

اب تنگ ہوے عشق کی باتون سے بہت ہم
درمان سے یہ آزار کبھی کم نہین ہوتا

آتے ہین بہت حسرت و افسوس و تمنا
کیا بیکس و مظلوم کا ماتم نہین ہوتا

دل چھینتی ہین اور بھی دزدیدہ نگاہین
اس طرز سے جوبن ترا کچھ کم نہین ہوتا

حسرت کی یہ حالت ہے ترے بوس کا ارمان
سو بار نکلنے سے بھی یہ کم نہین ہوتا

تمہین پاس ہو گر مری جان کسی کا
رہے دل کا دل مین خدا ارمان کسی کا

نظر آگیا روئے تابان کسی کا
یہ ہے وہم نکلا اب ارمان کسی کا

فلک نے ستا کر کیا ہمکو جیسا
نہ ہو حال ایسا پریشان کسی کا

کسیکی نگاہیں ہیں کلیجے میں اوتریں
تصور میں نقشہ ہے پیکان کسی کا

سر حشر یہ بھی تماشا نیا ہو
کسی ہاتھ میں ہو گریبان کسی کا

کہونگا الگ داورِ حشر تجھ سے
کہ دل میں ہے اک راز پنہان کسی کا

محبت نہ ہوتی تو دل کیوں تڑپتا
نہ یوں حال ہوتا پریشان کسی کا

شبِ ہجر کرتا ہوں سامانِ راحت
مرے دل میں مہمان ہے ارمان کسی کا

تسلی کو میری یہ باتیں ہیں ساری
تمہیں پاس کب ہے مری جان کسی کا

نظر آگئی خوب صورت کسیکی
چلا ہاتھ سے آج ایمان کسی کا

یہ افسوس ہے اپنے مرنیکا حسرت
کھٹکتا رہا دل میں ارمان کسی کا

زاہد جو دیکھے دور سے مٹکا شراب کا
کرنے لگے خود آکے تقاضا شراب کا

آنکھیں کسیکی نیند بھری کیا نظر پڑیں
پھرنے لگا نگاہ میں نقشا شراب کا

دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے ای محتسب توڑ
ہمشکل ہے میرے دل کے یہ شیشا شراب کا

کہتے ہیں اسکو حضرت واعظ عدو دین
دشمن کا خون پیتا ہے پینا شراب کا

مانا کہ توبہ کی ہے مگر اب یہ حال ہے
رکھا ہے میرے سامنے شیشا شراب کا

ہر دم خیال رہتا ہے اک چشم مست کا
دل ہے ہمارا یا کہ ہے پیپا شراب کا

میری شبِ فراق کا بجھی ہو اک چراغ
روشن ہو داغ دل مین فتیلا شراب کا

کچھ بیکسانہ کیسے دل سے نکلجاتی آرزو
بارش مین ابکے سینہ جو برسنا شراب کا

زاہد کو اسکے پینے سے کیونکر نہو حذر
ملتا نہین ہے مفت پیالا شراب کا

کیا قہر ہے کہ پاس تو اپنے ٹکا نہین
اور خونِ دل سے سرخ ہو دونا شراب کا

سمجھے اسے کوئی عرقِ انفعال کیون
زاہد کے منہ پہ ہے یہ پسینا شراب کا

دیکھو جدھر نگاہ اوٹھا کر وہ مست ہے
برسات مین تو چلتا ہے سکّا شراب کا

حسرت مری چھٹائے چھٹیگی نہ یہ کبھی
جب جب پڑا زبان کو چسکا شراب کا

وہ بے وفا عدو سے لپٹکر جو سو گیا
سینہ مین درد دل کے قریب آکے سو گیا

کیا واسطہ جو ترکِ تعلق ہی کر چکے
اب پوچھنے عبث ہو جو ہونا تھا ہو گیا

ایسی بنی ہی تھی کہین مظلومیت کی شان
دشمن بھی آج تو مری قسمت کو رو گیا

عادت سے کر رہے تھے بہت دل کی روک تھام
وہ تمکو دیکھکر یہ پکارا کہ لو گیا

وہ کرکے آج وصل کا اقرار پھر گئے
بیدار ہو کے طالعِ بیدار سو گیا

برسات مین یہ آکے پڑا اسکو شبہ قہر
دیکھو یہ صبا سر نمودار ہو گیا

سارے گناہ اس ہی کی تحریر سے ملے
محشر مین فیصلہ مری قسمت کا ہو گیا

کیا لطف ہو جو حشر مین کہتا اوٹھون مین
دیدار اب دکھاؤ کہ محشر بھی ہو گیا

کہنا نہین کسی وہ بستی ہو کیسے لوگ
اوٹھا پھرا نہ پھر عدم آباد جو گیا

بگڑے جو پوچھا آپ کہاں رات بہر رہے
مین اتنی بات سے کہکے گنہگار ہوگیا

سینہ ہی چاک دستے لگے ہی ٹکڑی بدن ہی چور
بسمل کا تیر سے آج تماشا سا ہوگیا

اوسکی گلی کہین عدم آباد تو نہین
اولٹا پہرا نہ لیکے مرا نامہ جو گیا

لایا ہے کہینچ کہینچ کے کسکو مزار
آکر رقیب بہی مرے مرقد پہ رو گیا

دشمن وہی سبے ہین کبہی دوست جو کہ تہے
کیا انقلاب آج زمانے کو ہوگیا

خود ہی چورا لیا ہے مگر چہیڑ دیکہیے
کہتے ہین وہ کہ دل تری پہلو سی کہو گیا

آنے لگے ہین آپ ہی اب تو نہال ہین
لو خوش ہو حسن شہرۂ آفاق ہوگیا

جمنا نہانے غیر کے ہمراہ چلدیا
بیڑی رہی سہی ہی وہ ساری ڈبو گیا

ہمسے خفا ہوئے تو وہ دشمن سے جا ملے
تقدیر کی ہی بات جو ہونا تہا ہوگیا

کیا پوچھتے ہو حضرت حسرت کا حال تم
سودا کسی کی زلف پریشان کا ہوگیا

طائران خلد مین ہی شور ہی فریاد کا
کام اچہا چل رہا ہی آج کل صیاد کا

یہ نیا انداز ہی اپنے دل ناشاد کا
ہوگیا سو جان سے عاشق تری بیداد کا

کیا ٹہکانا پہر رہیگا عاشق ناشاد کا
ڈہنگ جب دشمن نے سیکہا نالہ و فریاد کا

آشیان تاکا ہی جاکر بلبل ناشاد کا
ہوگیا جنگل مین منگل آج کل صیاد کا

مرغ بسمل کی تڑپ کیا برق کو ہی ہو لئے
دیکہہ لیتے گر تڑپنا کشتۂ بیداد کا

پہنس رہا تہا یان گلو مین نالہ آہن گداز
پانی پانی ہوگیا خنجر ترا فولاد کا

کُل جہان کی خانہ بربادی وہی کے سر رہی
عشقِ دشمن مین اگر منظور ہے تاثیر کچھ
دیکھنے والے کو کہتی ہے تمہاری ہر ادا
وصل کی شب گر نکل جائے تعجب کچھ نہین
دل کو تھا سو سر کو باندھا ہوا آنکھہ کر لو بند تم
ہیر امرنا ہی ہوا ہے عید اونکے واسطے
جذبِ دل کا کیون نہون ممنون عزت رہگئی
سخت جانی کا برا ہو ہاتھہ اونکے تھک گئے

جو کوئی بانی ہوا اس عشق کی بنیاد کا
ڈہنگ سیکھو مجھسے آکر تم مری فریاد کا
یہ محبت کا چلن ہے یہ چلن بیداد کا
لب کو لپکا پڑگیا ہے آج کل فریاد کا
ہمنے اب خاکا اوڑایا غیر کی فریاد کا
ہر طرف سے غلغلہ ہے اک مبارکباد کا
ہاتھہ پورا پڑگیا مجھہ پر مرے جلاد کا
آج رونا پڑگیا ہے خنجرِ فولاد کا

وہ بھی دن آئین کہ حسرت تم سے اونکا وصل ہو
شور اوٹھے ہر طرف سے اک مبارکباد کا

رنگ کچھہ بدلا ہے جب سے آپنے بیداد کا
ڈہنگ کچھہ سیکھا ہے جب سے اوس ستم ایجاد کا
دل پھنسا کر چھوڑ دینا کھیل ہے صیاد کا
ہوگیا دشوار جینا بلبلِ ناشاد کو
وہ کہین فرمائین بھی یہ ہی کسکا نام لین
یہ تو ممکن ہی نہین وہ رنگ ہو وہ ڈہنگ ہو
جسکا جی چاہے چورا لے شعر آزادی ملی

ڈہنگ سب بدلا ہوا ہے عالم ایجاد کا
آسمان بھی اب تو موجد بن چلا بیداد کا
وان کوئی قیدی نہین رہتا کسی میعاد کا
اب لڑکپن جوش مین آیا مری صیاد کا
ہم غنیمت جان لین بھولے سے آنا یاد کا
آجکل لڑکے کرین گو سامنا اوستاد کا
ہمنے حق چھوڑا ہی انکو اپنی ہی اولاد کا

مجھ سے کہتے ہو کہ پہچانینگے محشر مین تمہین
اللہ اللہ کیا ٹھکانا ہے تمہاری یاد کا

سب چلے جاتے ہین لیکن اپنا سامان چھوڑ کر
یا خدا الٹا ہی رستہ کیا عدم آباد کا

روز مرہ واسطے جانیکا ہی جاری سلسلہ
رات دن چلتا ہی کیا رستہ عدم آباد کا

موت سے جھگڑی ہوئی ہین اور رفتِ نزع ہے
پر ابھی تک منتظر ہون آپکے ارشاد کا

آج لیجے گواہِ دل اگر منظور ہے
فیصلہ کرنا کسی کے عشق کی روداد کا

یہ تمنا ہی بحشر بھی یہ حسرت سے کہے
ای مری شبیر خدا یہ وقت ہے امداد کا

بے جو اسی ہین برا ہو اس دلِ ناشاد کا
غیر کو موقع ملا ہے ہی مری امداد کا

پر کے بدلے پاؤن توڑا بلبلِ ناشاد کا
کھلنے والون پر پڑین کھل گیا صیاد کا

فیصلہ محشر مین ہوگا داد کا بیداد کا
وہ ہی دن آخر تو ٹھہرا ہی کسیکی یاد کا

ہو گیا دشوار جانا اب مراد آباد کا
دل کا دل ہی مین ہا ارمان دلِ ناشاد کا

کوئی پہلو بھی نچھوڑا اس نے مین نام کو
سچ تو یہ حصہ ہوا ہی داغ سے استاد کا

ایسی قسمت ہی کہان جو کوئی ایسی جان دے
لیجے مرنا تماشا ہو گیا فرہاد کا

دل سے شیرین کے کوئی پوچھے کہ کیا وہ بات تھی
جو کہا کرتا تھا تیشہ رات دن فرہاد کا

ایک ہی پل مین ہوا برباد کاخِ زندگی
کیا ٹھکانا ہی بھر ایسے قصرِ بے بنیاد کا

داد محنت کی ملے تو پھر وہ دنیا ہی نہین
لطف باقی ہے نہ پایا جنتِ شداد کا

دیکھلو متھرا مین جاکر جب کبھی منظور ہو
یہ ہی ٹکڑا رہ گیا ہے جنتِ شداد کا

میرے تو مرہی سدہار گیا جہان سے اہل عشق
کوئی قاتل مین ہے ماتم آجکل فریاد کا

جو کسی کی زلف مین جاکر خوشی سی پہنس گئے
اون اسیرون کی ٹہکانا کیا رہا صیاد کا

موم کرنا گر کسیکے سخت دل کو لطف تہا
کیا سکندر نے بنایا آئنہ فولاد کا

ہم نہ دہوکا کہائینگے دہوکا نہ دو پچہتاؤ گے
یاد ہے ہمکو بہی اک پورا سبق اوستاد کا

اب نہ وہ دلی رہی ہے اور نہ ویسے لوگ ہین
نام ہی نام اب تو باقی ہے جہان آباد کا

ناک دلی کی ہین اور ساری جہانکی نوک ہین
آجکل تو دم غنیمت ہے مری اوستاد کا

تہا کبہی حسرت بہی انسان اب تو ہے وحشت زدہ
پوچہتے ہو کیا پتا اوس خانمان برباد کا

اون گیسون مین دل کو پہنسایا غضب کیا
دام بلا مین آپ ہی آیا غضب کیا

سہہ سہکی ظلم مفت مین عادت بگاڑ دی
اوسکو ستم شعار بنایا غضب کیا

دل مین ذرا خیال کرو میری سامنے
دشمن کو تمنے پاس بٹہایا غضب کیا

نالہ نے میرے کہلکہی وہ چشم مست خواب
فتنہ جو سو رہا تہا اوٹہایا غضب کیا

از حد وہ بدگمان ہے پہر اوس پہ نکتہ چین
کیون ہمنے حال اپنا سنایا غضب کیا

سچ پوچہیے تو گردش تقدیر ہی یہی ہے
بیٹہے بٹہائے اوسکو منایا غضب کیا

یہ پوچہنا ہے پہلے سے یہ جانتے تہے ہم
جاکر پہر اوس سے دل کو لگایا غضب کیا

دشمن کو دوست سمجھے حماقت تو دیکہیے
ہمنے رقیب یار بنایا غضب کیا

ایسی بڑی ہوئی ہے جسارت رقیب کی
وہ اوس سے ملکے ساتہہ گہر مری آیا غضب کیا

وہ آرہے تھے رات کو گھر سے رقیب کے
اور ہمنے حال اپنا سنایا غضب کیا

بیٹھا ہے جا کے محفلِ اعدا مین اونکی پاس
حسرت نے سبکو خوب جلایا غضب کیا

کچھ تو ہو حیلہ کسی کی یاد کا
سلسلہ جاری رہے فریاد کا

وہ یہ کہتے ہین کہ ہوگا امتحان
خوب موقع ملگیا بیداد کا

جانِ شیرین کا ہی دینا کیا محال
یاد ہے قصہ ہمین فرہاد کا

ظلم سہکر ہی دعا دیتے ہین سب
کیا سلیقہ ہو تمہین بیداد کا

واہ واہ ای سخت جانی واہ واہ
پھر گیا منہ خنجرِ فولاد کا

دل کو تہا شوقِ اسیری وہ مٹا
ہم پہ احسان ہوگیا صیاد کا

کیا تعجب ہے جو نکلے وصل مین
لب کو چسکا پڑ گیا فریاد کا

شغل دل کو اور تو باقی نہین
مشغلہ ہے اک تمہاری یاد کا

وصل اونکا ہوگیا حسرت سے آج
ہے یہی موقع مبارک باد کا

کبھی شراب ہو سیمِ انگور دور تہا
وہ مست ہوگئی نشہ مین پہلے ہی چور تہا

دیکھا گیا نہ آپ ہی اس چشمِ شوق سے
جلوہ مری نگاہ سے تہوڑی ہی دور تہا

موسیٰ کے اشتیاق نے رتبہ بڑھا دیا
وہ ہی تو کوہ طور ہے جو پہلے طور تہا

مدِ نظر جو حسرت و ارمان کی لوٹ تہی
یہ دل تری نگاہ کے قابل ضرور تہا

مانا کہ تم سے حسین ہو کوئی اور ہی سہی — آخر ہمارا کوئی تو قاتل ضرور تھا

جلوے نے تیری سرمۂ اہلِ بصر کیا — پتھر کا ورنہ ڈھیر ہی کوہِ طور تھا

معمورِ چشمِ شوق یہ جلوے سے ہو گئی — اوٹھی جدھر نگاہ اودھر کوہِ طور تھا

حائل تھی ایک بیخودیِ شوق ورنہ یان — مین ہی نہ اوس سے دور نہ وہ مجھ سے دور تھا

کس کام کے ہین پھر کشش و جذبِ دل مرے — اوتنی ہی دور اب بھی ہے وہ جتنی دور تھا

کھوئے گئے ہین ہوش مگر یہ تو یاد ہے — ہمسے کسی سے وعدۂ پنہان ضرور تھا

خالق کو تھی یہ حاجتِ نورِ محمدی — جلوے کا کوئی دیکھنے والا ضرور تھا

اوٹھی ہی تھی نہ شاہدِ معنی سے کچھ نقاب — شہرہ کسی کے حسن کا نزدیک و دور تھا

میخانۂ ازل ہی مین رہتے نہ کاش ہوش — اک جام بیخودی کا پلانا ضرور تھا

شاید کہین یہ سایۂ ابلیس پڑ گیا — آدم کی خاک مین تو نہ کبر و غرور تھا

اک پیرِ میکدہ نے اوسے ہی لٹا لیا — وہ دل کہ جسکو شوقِ شرابِ طہور تھا

بیت الحزن ہی ابتو فقط نام رہ گیا — وہ دن گئے جہان یہ دار السرور تھا

نیرنگیان یہ سب نہین فقط حسن و عشق کی — کوئی کلیم تھا نہ کوئی کوہِ طور تھا

کچھ آ گئی تھی یومِ قیامت پہ تیرگی — یہ تیرگیِ بخت کا میرے ظہور تھا

حسرت یہ انقلابِ زمانے کا حال ہے
وہ کام کر رہے ہین کہ جن سے نفور تھا

نام باقی نہین دیانت کا — اک نشان یہی ہے قیامت کا

سامنا پہر ہوا لاکھہ آفت کا — آدمی ہو ذرا جو ہمت کا
اب مروت کا چھوٹنا دشوار — خاصہ ہو گیا طبیعت کا
اچھی صورت پہ آج مرتے ہین — کون گاہک ہی نیک سیرت کا
وہ مرے بعد مرگ آئے ہین — وقت تہا یہ ہی تو عیادت کا
مٹ گئے راہ عشق مین پہلے — شوق کچھہ تہا جنہین شہادت کا
رند ہو پارسا ہو کوئی ہو — شیوہ رکہتا ہو آدمیت کا
ترک عادت بہی اک عداوت ہی — چھوٹنا سہل کیا ہی عادت کا
ہای ان واعظونکی بحثون سے — فیصلہ ہو گیا شریعت کا
دل مین ارمان آہی جاتے ہین — مقتضی ہے یہی طبیعت کا
مرتے جاتی ہین سیکڑون واعظ — خوب رستہ کہلا ہی جنت کا
زاہدون کو خیال حور نعیم — مشغلہ ملگیا طبیعت کا

وہ طبیعت ہی اب نہین افسوس
رنگ بدلا ہوا ہی حسرت کا

ردیف الباء

مفت ہوتے ہو کیون خفا صاحب — کچھہ نہین میرا مدعا صاحب
تم خفا ہو تو ہو چکا راضی — مجھہ سے محشر مین بہی خدا صاحب
غیر نے کی تم سے بیوفائی کی — مجھہ سے کیون ہوتے ہو خفا صاحب

ہم تو کہتے ہیں خیر خواہی کی / تم نہیں مانتے کہا صاحب
مجھ سے بیگانگی ہے کیوں کیسی / ہو گیا کون آشنا صاحب
گر یہی حکم ہے تو جانے دو / اب کہونگا نہ مدعا صاحب
کون لگتا ہے مجھکو نازنین / جیتے جی ہیں تو مر گیا صاحب

حسرت ایسا نہیں جو شکوہ کرے
بحضرہ کہنا یہ کب کہا صاحب

نازل ہوئی یہ جان پہ کیسی بلا ہے اب / میری شب فراق ہی زلف دوتا ہے اب
ارمان وصل جتنے تھے پورے وہ ہو چکے / تجھ سے تو قتل ہی کا فقط مدعا ہے اب
مجھکو ہوا نہ شکوہ بیجا کے کرنے سے فائدہ / اولٹا اونہیں خیال ستم کا ہوا ہے اب
کہتے ہیں وہ کہ غیر کا تو نے گلا کیا / یہ میرے ہاتھ قتل کا سلسلہ لگا ہے اب
فریاد میری کیوں نہیں سنتا ہے اے خدا / کیا تو بتوں کے جور سے راضی ہوا ہے اب

معشوق وصل سے توبہ وا انکار کر چکا
حسرت بتا تو یار تری دل میں کیا ہے اب

دل کی مراد ہاتھ نہ آئی تمام شب / کیا کیا اوسے نے بات بنائی تمام شب
ذکر رقیب پر سے لڑائی تمام شب / کل وصل میں بھی نیند نہ آئی تمام شب
صورت دکھا کے چاند نے مجھکو شب فراق / اوس ماہ رو کی یاد دلائی تمام شب
ارمان غیر نے تو نکالے ہیں صبح تک / مانا کہ مجھکو نیند نہ آئی تمام شب

پردے کی بات ہے کوئی کہتا نہیں مگر
تکلیف کچھ کسی نے اوٹھائی تمام شب

آفت غمزے نے کی تو قیامت نگاہ نے
کیا کیا بلا نہ جان پر آئی تمام شب

اللہ رے میرے طالعِ بیدار کا اثر
اوس فتنہ گر کو نیند نہ آئی تمام شب

اک ہم ہیں اور لب پہ فغان ہے تمام رات
اک وہ ہیں اور نغمہ سرائی تمام شب

افسوس و یاس حسرت و ارمان و درد و غم
کس کس نے مجکو شکل دکھائی تمام شب

اولٹی ہوئی ہیں نشہ سے آنکھیں یہ ہے غلط
کس سے تو نے آنکھ لڑائی تمام شب

آرام سے تمنے خانۂ اغیار میں کیا
حسرت نے خوب دہوم مچائی تمام شب

جب ہوئے رخسارِ انور ماہتاب و آفتاب
رہ چکے پھر آسمان پر ماہتاب و آفتاب

رات دن کہاتے ہیں چکر ماہتاب و آفتاب
کیا بلا لائینگے سر پر ماہتاب و آفتاب

کردیا کس نے ہنسا یہ عارضِ پرنور سے
ہوگئے جامے سے باہر ماہتاب و آفتاب

آستینِ دستِ نگارین میں اوٹھا کر دیکھیے
جلوہ گر ہیں اک جگہ پر ماہتاب و آفتاب

یا الٰہی کون ایسا جلوہ گر ہے بام پر
شرم سے کہاتے ہیں چکر ماہتاب و آفتاب

ہے جہان میں کون آپ کے سوا ای رشکِ حور
سر جھکاتے ہیں جسکے در پر ماہتاب و آفتاب

پڑگیا ہے عکس کس کے عارضِ پرنور کا
ہیں مئے گلگون کے ساغر ماہتاب و آفتاب

ساغرِ صہبا ہے دستِ ساقیِ گلفام میں
آج دیکھے ہیں برابر ماہتاب و آفتاب

نور ہیں جلوے ہیں انداز و ادا ہیں اوندن
کب ہوئے اوس بت کے ہمسر ماہتاب و آفتاب

ہمنے حسرت سے دکھودی تشبیہ روئے یار سے
دیکھیے کیا لائیں چکر ماہتاب و آفتاب

آسمان پورا ہی سفاکی میں قاتل کا جواب
پر نہیں ہے مرغ بسمل تیرے بسمل کا جواب

دیکھیے انکار رہو یار روز محشر پر ٹلے
خونبہا کے واسطے جو کچھ ہو قاتل کا جواب

نام لے اس آگ کا تو صاف جلجائے زبان
ہے کہاں نار جہنم سوزش دل کا جواب

سادہ رو تھوڑی سی حوریں اور غلمان بے نمک
ہمنے جنت میں نہ پایا تیری محفل کا جواب

آسمان ہی گو ستمگار و جفا پیشہ سہی
لائیگا کس گھر سے لیکن تیرے قاتل کا جواب

طالب بوسہ ہے دل یہ کب ٹلے گا بے لیے
گالیونپر ٹالتے ہو ایسے سائل کا جواب

جو کیا جس نے وہی پیش آئیگا آخر وسے
حشر میں ملجائیگا سب صدق و باطل کا جواب

گدگداتا ہے مجھے ہر طرح حسرت کیا کروں
شوق کہتا ہے کہ لیلوں خواہش دل کا جواب

پائے اس دل میں اگر نشو و نما موج شراب
نفس تیز سے ہو جائے سوا موج شراب

تمک حسن سے ساقی کے ہوا نشۂ زیاد
قلزم دل میں ہوئی شور فزا موج شراب

انقلاب شب ہجران کا اثر تو دیکھو
خستہ جانوں کو بنی سیل فنا موج شراب

مژدہ ای بادہ کشو دل کی تمنا نکلی
دست ساقی میں ہوئی بال کشا موج شراب

بزم معشوق میں ہے عیش فزا بادۂ ناب
دل عشاق سے اندوہ ربا موج شراب

برق خاطف ہے پئے خرمن تو بہ تو بہ
ہے کسی کان کی بجلی کی ضیا موج شراب

بن گئی دل کی تمنا سے الٰہی توبہ
اضطرابِ دلِ بسمل کی دعا موجِ شراب

آج کیا ہی جو درِ میکدہ وا ہی ساقی
اسمین آتے ہی بنی موجِ صبا موجِ شراب

لے رہی ہی نگہہِ مست ہزارون لہرین
درو دیوار سے ہی جلوہ نما موجِ شراب

یہ تمنا دلِ حسرت کی ہی ساقی ابتو
آئے وہ وقت کہ ہو بال کشا موجِ شراب

جلوہ افروز جو ہو وقتِ سحر موجِ شراب
درو دیوار کو دی رنگِ دگر موجِ شراب

عیش کیوقت مین کرتی ہی اثر موجِ شراب
کہ ادہر موجِ طبیعت ہی ادہر موجِ شراب

حلق سے اوتری جو زاہد کے تو وہ بول اٹھے
حکمِ اکسیر کا رکھتی ہی مگر موجِ شراب

دیکھنا پھر لبِ معشوق سے نکلے کیا کیا
جلوہ افزا سرِ محفل ہو اگر موجِ شراب

یاد یارب ہوا یہ شغلِ صبوحی کس کا
بن گئی شائبۂ بادِ سحر موجِ شراب

بند ہو گیا ہے کسی میکش کا تصور دل مین
آگئی ہر سمت سے جو آج نظر موجِ شراب

ساقیا کیا ہے سبب کس کی تسلی کو یون
آج اس زور سے جاتی ہی کدہر موجِ شراب

جمگھٹا بادہ کشون کا ہو تماشا جب ہے
اور بہتی ہو سرِ راہگذر موجِ شراب

ہای افسوس یہ حسرت کا زمانہ پہنچا
اوس سے کرنے لگی کمبخت حذر موجِ شراب

عشق مین گذرینگے اپنے دن خراب
یہ جوانی کا کریگا سن خراب

ترکِ مے کیا ہو سکے برسات مین
واقعی ہین آجکل کے دن خراب

تم تو مدت سے ہی ہو کس کے گھر ۔۔۔ راستے بھی ہمکو ہوئے ہیں خراب

ہجر میں احباب کی کیا چل سکے ۔۔۔ کیا کریں جب آ گئے ہوں دن خراب

دوستو نکا آجکل یہ حال ہے ۔۔۔ ظاہر اچھے مگر باطن خراب

گو نہیں بنتی مجھ و معشوق میں ۔۔۔ دل کا دیدۂ بینا تو ہے لیکن خراب

لیجیے دل پر ضمانت دیجیے ۔۔۔ اور یہ بھی ہو نہو ضامن خراب

کیجیے لاشہ کو میرے بعد مرگ ۔۔۔ آپ سے گر ہو سکے ممکن خراب

تو پریوش وہ ہے انسان ہی نہیں ۔۔۔ عشق میں تیرے ہوئی ہیں جن خراب

آہ کیجیے تا اوسے ہو کچھ اثر ۔۔۔ رات کیونکر ڈھیے تو ہوگی کن خراب

حضرت واعظ نہ دل بہلائیں دو ۔۔۔ عشقبازی کو تو ہے یہ سن خراب

حضرت دل تم جدا جب سے ہوئے ۔۔۔ کیا کہیں کیسے رہے تم بن خراب

سنتے ہیں بگڑیں گے کبھی تو وہ عدو ۔۔۔ آئینگے تیرے بھی ظالم دن خراب

عشق کا بھی ہے عجائب فیصلہ ۔۔۔ مضطرب ہے یوں ہوئے دامن خراب

کچھ نہیں تدبیر ہو سکے وصل کی ۔۔۔ کیا کریں ہم آ گئے ہیں دن خراب

ہاں الگ ہی ان سے رہنا چاہیے ۔۔۔ کوچۂ دنیا کے ہیں سالکن خراب

اس جوانی میں کریں توبہ مگر ۔۔۔ ایسی باتوں کو ہے حسرت سن خراب

ردیف الباء فارسی

بیباک ایسے ہوگئے کسکی نظر سے آپ
یون تاک جھانک کرتے تھے کب چاک در سے آپ

واقف نہین ہوے ابھی روزِ دگر سے آپ
چھپتے پھرینگے حشر کو میری نظر سے آپ

یارب یہ کس کا خلد مین دیدار ہوگیا
جلوے ٹپک رہے ہین جو دیوار و در سے آپ

چہرہ اودا اس رنگ ہے فق نیلگون ہین لب
صورت بنا کے آئے ہین کیسی کدھر سے آپ

کیا کیا ہجوم شرم تھا کچھ آپ ہی یاد ہے
کب دیکھتے تھے روزنِ دیوار و در سے آپ

اوس چشم شرمگین سے عیان ہے خمارِ شب
لو حال کھل گیا ہے کسی کی نظر سے آپ

شرم و حیا و ناز ہین مانع سوال کے
کیا حال پوچھتے کسی خستہ جگر سے آپ

وہ آپ کا وقار وہ تمکین کہان گئی
شوخی مین ہین بڑھے ہوے اپنی نظر سے آپ

سودا یہ وہ ہے جس نے ملایا ہے خاک مین
کیونکر اوتار دینگے اسے اپنے سر سے آپ

شوخی کے ساتھ ایسی حیا ہے بڑھی ہوئی
کوسون گریز کرتے ہین اپنی نظر سے آپ

کیا فائدہ ہے پرسشِ احوالِ عشق سے
بیخود بنے ہوے ہین جو اپنی خبر سے آپ

پھرتے ہین ساتھ غیر کے لو وہ کھلے ملے
جنکو حجاب تھا کبھی اپنی نظر سے آپ

پھر ہم بھی دیکھ لین گے یہ سب زہد و اتقا
حسرت بچے ہو دو چار جو اوس فتنہ گر سے آپ

آرہے گا مری نالون مین اثر آپ سے آپ
وہ چلے آئینگے اکدن مرے گھر آپ سے آپ

صاف کہتا ہے مری جان یہ سینہ کا ابھار
آئینگے نخلِ جوانی مین ثمر آپ سے آپ

آنکھ بھی نہین ہوتی تھی تمہاری کل تک
آج کیا ہے جو چراتے ہو نظر آپ سے آپ

گر نہیں تمکو یقین پاس سے جاکر دیکھو | حال ہو جائیگا ہاں نوعِ دگر آپ سے آپ

ہم سے تو بھی کوئی کہجائیے تو کچھ ہیچ نہیں | آپ ہو جائیں خفا کہدے اگر آپ سے آپ

نہ گیا تھا کوئی مہمان بلانے اسکو | دل میں آیا ہے ترا تیرِ نظر آپ سے آپ

ہاتھ سینہ پہ رکھا اوسنے جو بہرِ تسکین | دور ہو جائیگا یہ دردِ جگر آپ سے آپ

حضرتِ عشق ہی ایسے ہیں کہ آجاتے ہیں | اور آتا نہیں انسان کو ہنر آپ سے آپ

لاکھ چھپکر وہ کھلجائیگا وصلِ دشمن | کہ برے کام کی ہوتی ہے خبر آپ سے آپ

جذبۂ دل جو مرا کھینچ کے لائیگا اوسے | ہو رہیگی شبِ فرقت کی سحر آپ سے آپ

خون اشکوں کے جو ہمراہ نکل جائیگا | آنکھ میں آئینگے پھر لختِ جگر آپ سے آپ

دستِ نازک سے ذرا آکے وہ آنسو پونچھیں | رنگ لائینگے مرے دیدۂ تر آپ سے آپ

سچ تو یہ ہے کہ ہے کوشش سے بھی ملنا دشوار | اس زمانے میں تو ملتا نہیں زر آپ سے آپ

عشقبازی کا تمہیں شوق تو ہوا حسرت
دور ہو جائیگی جو کچھ ہے کسر آپ سے آپ

ہوئے کچھ دل میں دونوں سوچکر چپ | ادھر خاموش میں ہوں وہ ادھر چپ

کرینگے وہ تجھے پیغامبر چپ | نہونا حرفِ مطلب پر مگر چپ

صدا دیتے ہیں ہر فریاد کے ساتھ | مرے گھر کے نہیں دیوار و در چپ

نکل جاتا ہے خاموشی میں مطلب | وہ ہوتے ہیں مری ہر بات پر چپ

زمانے کی نہیں ہے ایک حالت | کوئی گویا ہے اور کوئی بشر چپ

ندامت سے اوٹھائے پھر نہ گردن — ہوئے یہ شکوہ بے ادب پر چپ

کیا کرتے ہو یہان آتے نہین ہو عذر — سے چلے جاتے ہو تم دشمن کے گھر چپ

یہ کیا کلمہ تمہارے منہ لگا ہے — کہا کرتے ہو کیون ہر بات پر چپ

اوسے شوقِ ستم مین طالبِ جور — نہ مین چپ ہون نہ وہ بیدادگر چپ

ملا یہ بیخودیِ شوق مین لطف — کہ اب رہتے ہین ہم آٹھون پہر چپ

بتاؤ تو کہ ہے کیا بات حسرت
مجھے تم آج آتے ہو نظر چپ

بگڑا ہوا ہے آج مرے چارہ گر کا روپ — دیکھا ہے اس نے کیا کسی شکلِ قمر کا روپ

خط سے زیادہ اوسکا گریبان چاک ہے — بدلا ہوا ہے آج مرے نامہ بر کا روپ

غیرون کے ہاتھ پڑنے لگے جب سے بار بار — اگلا سا وہ نہین تری نازک کمر کا روپ

پروا رہیگی خلد مین حورون کی کیا اوسے — دیکھا ہے جس نے تجھ سے بتِ عشوہ گر کا روپ

کیا ہمصفیر دیکھ کے خوش ہونگے باغ مین — سب مٹ گیا قفس مین مرے بال و پر کا روپ

بزمِ عدو مین اسکو نظر ہو گئی نہو — بدلا ہوا ہے آج تمہاری نظر کا روپ

دیکھے ادھر مجال ہے کس خیرہ چشم کی — کیا کم ہے آفتاب سے داغِ جگر کا روپ

مژگان پہ جم گیا ہے جو ٹکڑا کے لختِ دل — مرجان سے کم نہین ہے مری چشمِ تر کا روپ

حسرت سے داغ کہائین اگر دیکھین مہر و ماہ — دل کا ہماری روپ ہماری جگر کا روپ

حسرت ابھی تک آپکو دعوی ہے ضبط کا

دیکھا نہیں ہی آپنے اوس شوخ گر کار تڑپ

ناصح جو دیکھے تو دل بیتاب کی تڑپ
پیدا ہو آنکھ مین تری سیماب کی تڑپ

یون لوٹتا ہے کوچۂ جانان مین دل مرا
ساحل پہ جیسے ماہیِ بے آب کی تڑپ

مجھ سے زیادہ میرے لئے بیقرار ہین
بسمل ہوئے ہے سوا مرے احباب کی تڑپ

دیکھی جو میری نبض کہا چارہ ساز نے
بجلی کی یہ تڑپ ہے کہ سیماب کی تڑپ

کم ابر سے نہین ہے مری چشم اشکبار
بجلی سے کم نہین دل بیتاب کی تڑپ

دل سے سوا لپک ہے مرے دل کے داغ کی
بجلی سی ہے پڑی ہوئی مہتاب کی تڑپ

تیور چڑہا کے دیکھ ذرا سبزہ رنگ دیکھ
دیکھی ہوئی ہے تیغ سیہ تاب کی تڑپ

دیکھا جو آج خندۂ دندان نما ترا
بجلی سے بڑہ گئی دُرِ نایاب کی تڑپ

کیا کہیے حال حسرتِ خانہ خراب کا
ایسی نہین ہے ماہیِ بے آب کی تڑپ

جان جاتی ہے میری آئیے آپ
آئیے یا مجھے بلائیے آپ

ہم بھی تو سر جھکائے بیٹھے ہین
تیغ گردن پہ اب لگائیے آپ

موت آتی ہے اور نہ وہ ظالم
اس سے بہتر ہے زہر کھائیے آپ

کوئی فرقت مین زہر کھاتا ہے
کچھ خدا کا تو خوف کھائیے آپ

تنگ ہوتا ہون حضرت ناصح
پاس سے میرے اوٹھ کے جائیے آپ

کیا عدو سے نہین ہے میل ملاپ
اوسکے سر کی قسم تو کھائیے آپ

ہو چکے گرم ہو چکا غصہ
ٹھنڈے ٹھنڈے یہاں سے جائیے آپ

ہو چکی بات عیش کی حسرت
درد و غم کی بھی کچھ سنائیے آپ

ردیف التاء

کیا اس کو بھیجے کوئی پیغام محبت
لیتا نہیں جو بھول کے بھی نام محبت

گر جور و جفا پر رہا انجام محبت
لیگا نہ زبان سے نہیں کوئی نام محبت

کہتے ہو شب وصل عدو ذبح کرینگے
کیا خوب دیا آپ نے انعام محبت

تصویر عدو دیکھ کے وہ آپ ہی بولا
ایسوں کا تو اچھا نہیں انجام محبت

یہ صاف بتاتی ہے تری زلف پریشان
تڑپا ہے کوئی آج تہ دام محبت

یہ یک قیامت ہی تو وہ سخت بلا ہے
اس طور سے گذری سحر و شام محبت

ہو دیدہ بینا تو کوئی غور سے دیکھے
کم بام فلک سے نہیں کچھ بام محبت

کھائے ہوں کبھی جس نے وہی ذائقہ جانے
شیرین ہیں بہت قند سے دشنام محبت

لیتے ہیں مزے رند فقط رہی کچھ اسکے
تقدیر میں زاہد کی نہیں جام محبت

جینے کا نہ کچھ لطف نہ مرنے کا مزا ہے
جس پر نہ چلی ہو کبھی صمصام محبت

چلتا ہوں یہی بیخودی شوق میں کہکر
اچھا ہی جو بڑھتا ہی رہے گام محبت

کھلتا نہ مرا حال اگر اشک نہ ہوتے
کم بخت یہی ہو گئے نمام محبت

آتا ہے مجھے خوف اسی نام سے حسرت

لینا نہ مری سامنے تم نامِ محبت

گر یوں ہی رہا کوئی دن آزارِ محبت
بچنے کا نہیں ایک بھی بیمارِ محبت

اچھا نہیں ہوتا کبھی بیمارِ محبت
جاتا نہیں ہو کر کبھی آزارِ محبت

ممکن نہیں ایسے سے ہو اظہارِ محبت
جسنے یہ سُنی ہو کبھی گفتارِ محبت

یہ گرم ہے اوس کو جہیں بازارِ محبت
ہیں سیکڑوں معشوق خریدارِ محبت

مقتل ہیں اگر قتل کرو ہاتھ سے اپنے
تو سر سے اوتر جائی مری بارِ محبت

رکھا نہ اسے سینے تو مہمان سمجھکر
گھر کر گیا دل میں مرے سوفارِ محبت

کھانے کو غم و رنج تو ملجاتا ہی مجھکو
کافی ہے مرے واسطے سرکارِ محبت

میں اور کسی بات کا خواہاں نہیں تم سے
ہوں ایک فقط دل سے طلبگارِ محبت

میرا سا ترا حال ہوا ای ناصحِ نادان
کھلجائیں اگر تجھپہ کچھ اسرارِ محبت

دل دیچکے برباد ہوئے جان سے گذری
اب تک بھی نہیں آپکو اقرارِ محبت

تیور سے کہے دیتے ہیں کہ دیکھا ہی زمانہ
حسرت سے عبث آپکو انکارِ محبت

نہ تم اپنے نہ دل اپنا نہ اپنی آشنا قسمت
یہ میرا طالعِ واژوں یہ میری نارسا قسمت

نہیں لکھا ہے کچھ اس میں بجز اندوہ حسرت کے
بدل دی غیر کی قسمت سے میری ابجدا قسمت

کریں وعدہ بھی وہ آنیکا تو مجکو یقین یہ ہے
کبھی پورا نہ ہونے دیگی میرا مدعا قسمت

مصیبت کون سہتا رنج و آفت کسکے سر پڑتی
نہوتی اسطرح کی گر ہماری ابخدا قسمت

نہ سوزش ہو نہ کاہش ہو نہ بیتابی نہ ناچاری
تری قسمت سے لڑ جائی جو میری بیوفا قسمت

کیا ہی حال ایسا اپنو تیری سوز ہجران نے
کبھی یا رب زباں پر ہی کبھی کہتا ہوں یا قسمت

یہاں دن رات ملتی ہے تمنا جسکی تجھکو ہے
تری قسمت سے اچھی ہے ہماری پارسا قسمت

عبث سمجھی ہی تو تیری سہارے لوگ بیٹھے ہیں
خدا کا آسرا ہے تیرا کیا ہی آسرا قسمت

دعا یہ ہے کہ سب جن و بشر ہوں تابع فرمان
سلیمان کی عطا حسرت کو کر دی ایسی قسمت

کیا تاب اونکی بات کو کہیے جو نادرست
وہ جھوٹ ہی کہیں تو کہوں میں بجا درست

اس عاشقی میں جیسے کو تیسا ملا ہی خوب
کیا غیر نے کیا ہی تجھے سے وفا درست

یہ ضد بڑی ہوئی ہے کہ وصل رقیب کو
گر میں کہوں درست وہ فرمائیں نادرست

وہ آئیں اور پہ کچھ نہو ہمکو ہو جب یقین
گر امتحان میں اونسے کوئی پارسا درست

اتنا ہی یاد شکوہ پہ وصل رقیب کے
کہنا کسی کا ہائی وہ جی ہاں بجا درست

پہلو ہر ایک بات میں ہوتے ہیں سیکڑوں
اک طرح ہے درست تو اک طرح نادرست

اپنوں میں پائی ہمنے تو بیگانگی کی بو
ہمکو کوئی ملا ہی نہیں آشنا درست

رہبر ہر ایک گام پہ ہے شوق بیخودی
کیا راہ روان عشق کا ہے راستا درست

اوس سنگدل کے دل میں جگہ تک نکر سکے
افسوس کوئی کام نہ ہمسے بنا درست

پھر دیکھوں کسطرح نہیں ہوتا نہیں اثر
بیٹھے اگر ہدف پہ یہ تیر دعا درست

کیا بے بسی ہے غیر کی تعریف اوسنے کی
اور ہمکو دل کو تھام کے کہنا پڑا درست

وہ مہربان ہون تو بھی تو ممکن نہین وصال
حسرت مین کیا کہون مری قسمت مین نا درست

کیا خاک دل نشین ہو مرے چارہ گر کی بات
ہے دردِ دل کی بات نہ دردِ جگر کی بات

قاصد نہ لینا ہاتھ مین جل جائیگا ورق
تحریر ہوگی جب مرے سوزِ جگر کی بات

ہو دردمند میر نصیحت کو چھوڑ کر
ناصح اگر سنے مرے دردِ جگر کی بات

کوئی بھی اوسکے جور کا آتا نہین یقین
بیداد سب بنی ہوئی ہے ہر فتنہ گر کی بات

شرمندگی سے ہوگئی نوبت جنون تکی
آتی نہین سمجھ مین مرے نامہ بر کی بات

قسمت [illegible]
سن لے جو کوئی حسرتِ خستہ جگر کی بات

کھلتی ہے نئی اور یہ بیداد کی صورت
آتی ہے نظر [illegible] جلاد کی صورت

گر یون ہی قفس مین رہی فریاد کی صورت
بگڑے گی اسیرون سے بھی صیاد کی صورت

تصویر تری کھینچکے دل کھینچنے لگا ہے
بگڑی ہے بہت مانی و بہزاد کی صورت

دھوکا ہے مرے عشق پہ کیا اوسکو جنون کا
آئی ہے نظر آج جو فصاد کی صورت

ہے عشق ہمین کوچۂ دلدار سے [illegible]
دیکھین نہ کبھی جنتِ شداد کی صورت

حسرت کو کبھی دیکھکے کہتا ہے یہ مجنون
اللہ نے دکھائی مجھے استاد کی صورت

تڑپ تڑپ کے کسی نے یہین گذاری رات
[illegible]

عدو کے ساتھ گذاری ہے تمنے ساری رات
خبر ہے کیا تمہین کیسی کٹی ہماری رات

نئی نئی وہ طبیعت کا ٹوٹ کر آنا
کسیکو نیند نہ آنا وہ ہای ساری رات

کسی کے ساتھ کبھی عیش مین گذرتی تھی
ضرور مزے کئے وہ دن تمہے وہ پیاری پیاری رات

تمہین وصال عدو تھا مجھے وصال وصال
شریک ہو نہین سکتی مری تمہاری رات

کسی نے رات کے آنیکا کیا وعدہ
جو آج صبح سے کہتا ہو نہین کہ آری رات

شب فراق گذرتی ہے روز محشر سے بڑی
مثل یہ سچ ہے کہ بیمار کو ہے بھاری رات

مزا تو جذبۂ دل جب ہے وہ کہین مجھ سے
بری طرح ترے ہجر مین گذاری رات

نہ آتا تھا تمہین وعدہ کی شب تم آئے
بہت رہی دل مضطر کو بیقراری رات

یہ کہہ رہی ہے تمہاری نگاہ ای حسرت
کسیکے ساتھ گذاری ہے تمنے ساری رات

کچھ ایسی ہی تھی جان پر رات
اپنی تھی مجھے نہ کچھ خبر رات

بے چین ہوا تھا فتنہ گر رات
نالون نے کیا تھا کیا اثر رات

بے چین رہا ہون مثل ماہی
نیند آئی نہ مجھکو تا سحر رات

کیون ہو نہ بطرح تو غیر بیتاب
کس جا یہ رہا وہ فتنہ گر رات

کچھ وصل کے ہو رہے تھے چرچے
اک لطف رہا تھا تا سحر رات

تم عیش کرو تمہین خبر کیا
حسرت نے گذار دی کدہر رات

ردیف التاء ہندی

ہجر میں سوئیں کونسی کروٹ
چین آتا نہیں کسی کروٹ

ساتھ سویا تو اس طرح ظالم
میری جانب سے پھیر لی کروٹ

حشر ہو تو بدل لیں کچھ پہلو
کب سے سوتے ہیں ایک ہی کروٹ

سانس لینے کی جبکہ تاب نہ ہو
لے سکے خاک آدمی کروٹ

غش سے ہوگا علاج بیتابی
لینے دیگی نہ بیخودی کروٹ

دیکھئے دل میں ہی رہ گیا ارمان
گرم کی اوس نے غیر کی کروٹ

ہای رے زور ناتوانی کا
سانس لینے میں پھر گئی کروٹ

کب سے سویا ہی منہ کو پھیر کے تو
دیکھ نہ جائے کہیں تری کروٹ

ہای بدلا نہ کچھ مزاج ترا
گو زمانے کی پھر گئی کروٹ

اپنی تحریر میں ہیں سو پہلو
دیکھیں بیٹھے یہ کونسی کروٹ

خواب میں ہی وہ چونک پڑتے ہیں
پھیر لیتے ہیں دوسری کروٹ

آج حسرت لڑے عدو سے وہ
میری قسمت نے پھیر لی کروٹ

وہ بلاتے ہی مرے گھر میں چلا آیا جھٹ پٹ
آج نکلی ہے مرے دل کی تمنا جھٹ پٹ

دیکھ لیں غیر مرا آ کے تماشا جھٹ پٹ
جی میں آتی ہے کہ لے لوں ترا بوسہ جھٹ پٹ

لے چلا ساتھ لگا کر پھر محفل اونکو
غیر کے دل کی تو نکلی ہے تمنا جھٹ پٹ

وہم یہ تھا کہ دوبارہ نہ کہیں جی اوٹھے
کیا اوٹھایا ہے مرا غیر نے مردا جھٹ پٹ

اک طرف وے دیکھا تھا کہیں کیا ناصح
ہو گیا زلف پریشاں کا جو سودا جھٹ پٹ

چل دیے ایک نگہ میں مرا دل لیکر
جو ہوا عشق کے بازار میں سودا جھٹ پٹ

تنگ آئی جو بہت عشق کے بیماروں سے
چڑھ گئے چرخ چہارم پہ مسیحا جھٹ پٹ

وہ قدم اوٹھکے سرپر ہم جو وہ چل نکلے
ہمنے دیکھا ہے قیامت کا تماشا جھٹ پٹ

منہ چھپاتے رہے حسرت وہ ہمیشہ ہم سے
تجھکو جلوۂ دیدار دکھایا جھٹ پٹ

ہجر کی شب اے دل مضطر نہ لوٹ
دیکھ آیا نامۂ دلبر نہ لوٹ

بے ادب کچھ پاس قاتل ہی رہے
اے دل مضطر تہ خنجر نہ لوٹ

سر چڑھی ہے کچھ ادب ہی چاہیے
دیکھ اے زلف سیہ رخ پر نہ لوٹ

جذبۂ دل جب تری تاثیر ہے
خود کہیں وہ آکے مضطر نہ لوٹ

لوٹنے کو دیکھکر اے دل ترے
ہو گیا بیتاب وہ دلبر نہ لوٹ

اے دل بیتاب دم بھر تو ٹھہر
ہے زمانہ میں بپا محشر نہ لوٹ

ہیں تہ و بالا زمین و آسمان
اس قدر تو اے دل مضطر نہ لوٹ

ہوش میں آ اے دل مضطر سنبھل
آ گئے ہیں وہ ترے در پر نہ لوٹ

دل تڑپتا ہے عجب انداز سے
کس طرح ہو جائے وہ دلبر نہ لوٹ

عشق میں حسرت تحمل چاہیے

گر فلک بھی گرے ترے تیغ و سپر لوٹ

اچھی نہیں فتنہ گر بناوٹ
کیا دیگی تجھے ثمر بناوٹ

کہنے کے ہیں سارے قول و اقرار
کرتا ہے وہ سیمبر بناوٹ

دشمن سے یہ جنگ زرگری ہے
باہم ہوئی یکدگر بناوٹ

آئینہ نما مصاحب اونکا
کرتے رہے رات بھر بناوٹ

درمان سے بڑھا ہے درد میرا
کرتا نہیں چارہ گر بناوٹ

زاہد نے کبھی بھی سچ نہ بولا
کرتا رہا عمر بھر بناوٹ

حسرت نہ یقین دل میں لانا
کرتا ہے وہ حیلہ گر بناوٹ

تو یک بیک نقاب نہ او مہ جبین الٹ
گھبرا کے دم ہی جائیگا میرا کہیں الٹ

چھپ جائیگا وہ پھر کوہی مغرب میں آفتاب
پردہ جو رخ سے دو گے بت پردہ نشین الٹ

میری طرح سے دیکھنا تیرا بھی حال ہو
رخ سے جو دو نقاب وہ دامن نشین الٹ

نیچی نگہ کی پڑتی ہے لاکھوں کے دل پہ چوٹ
دیگی جہان کو یہ نگہ شرمگین الٹ

دست جنوں کی آتی ہے در پردہ روک تھام
جاتے نہ دو لگا کے تو داماں کہین الٹ

گر مجھ سے سخت جان کا منظور قتل ہے
دامن سنبھال تیغ نکال آستین الٹ

حسرت جو دل لگاتے ہو اپنی خوش نصیب
کیا جائیگی تمہاری نوشت جبین الٹ

تمنے بدلی مری جانب سے جو جانان کروٹ
لیگئی ساتھ ہی کچھ گردش دوران کروٹ

دنکو جھناب رہا رات کو خورشید رہے
ایسی بدلے کوئی اب گردش دوران کروٹ

کچھ جو اوڑتی سی سنی تیرے آنیکی خبر
تیری بیمار نے بدلی بصد ارمان کروٹ

کچھ خطا دست ہوس نے تو نہ کی تھی ایسی
پھیر لی کیون مری جانب سے مری جان کروٹ

دل کو وابستہ ہے مین ایک ہی پہلو کے رہا
لینے دیتا نہیں مجکو غم ہجران کروٹ

بوسہ رخ نہیں تیرا کہ ہو لینا دشوار
جب مرے جی مین ہو لیتون شب ہجران کروٹ

آج ہفتے مین عدو کل مین ہونگا او نیر
پھیری تقدیر نے لی گر کسی عنوان کروٹ

منہ کو پھیرا جو کعبہ سے تمہاری جانب
لی شہیدون نے تمہارے سر میدان کروٹ

عشق کے نام سے حسرت کو ہے نفرت ایسی
سوئے لیکن نہ سوئے کوچہ جانان کروٹ

ردیف الثاء

بے سبب کیون خفا ہو گیا باعث
نہ کھلا ہمکو رنج کا باعث

لطف دیکھو کہ اونکی رنجش کا
ہے سمجھے دشمن سے کہدیا باعث

وصل کی رات منہ چھپانے کا
نہیں کھلتا ہے دلربا باعث

گالیان غیر ہمکو دیجائے
آپ کا منہ تھا آپکا باعث

وعدہ حشر ہو کہ ہو تو سہی
دل کی تسکین کو ذرا باعث

اونکے آنے کی کچھ توقع ہے
ہے یہی اپنی زیست کا باعث

چھیڑ دیکھو کہ بے قراری کا
پوچھتا ہے وہ دل رُبا باعث

شب وعدہ جو تم نہیں آئے
اس نہ آنے کا کوئی تھا باعث

غیر سے گر نہیں لگاؤ نہیں
منہ لگانے کا پھر ہے کیا باعث

نہیں آیا جو دل کہیں حسرت
بیقراری کا پھر ہے کیا باعث

خفا ہوا ہے وہ دلدار آج کیا باعث
بڑھی ہے مفت میں تکرار آج کیا باعث

وہ دوستی ہی تو وعدہ کبھی کر لیتے تھے
ہوئے ہیں غیر سے اقرار آج کیا باعث

خطا قصور گنہ میرا کچھ تو فرمائیں
خفا ہیں مجھ سے جو سرکار آج کیا باعث

اسی امید پہ کٹتی تھی زندگی اپنی
ہوا ہے وصل کا انکار آج کیا باعث

کسی کا وعدہ فردا الٹ گیا شاید
تڑپ رہا ہے یہ بیمار آج کیا باعث

وہی تو ہم ہیں کہ دیدار کی تمنا تھی
ہوئے وہ شکل سے بیزار آج کیا باعث

غدر تھا حضرت ناصح کو اسقدر کل تک
ہوا ہے عشق کا آزار آج کیا باعث

کھلے گی دیکھیے کس خوش نصیب کی قسمت
وہ آئے باندھ کے تلوار آج کیا باعث

مری نگاہ میں آثار حشر پھرتے ہیں
کھڑے ہیں طالب دیدار آج کیا باعث

اثر پڑا ہے بلا شک تری نگاہوں کا
شراب پیتے ہیں دیندار آج کیا باعث

وہ وعظ و پند کی باتیں کہاں گئیں حسرت
جناب ہو گئے میخوار آج کیا باعث

خواہش وصل سے ہے آپکو انکار عبث — عاشقِ زار سے ہے مفت کی تکرار عبث

شکوۂ تیغ پہ پھیری ہے نگہ یار عبث — باتوں باتوں میں کبھی جاتی ہے تلوار عبث

قتلِ عشاق کو تو تیغِ نگہ ہی کافی — آئے ہو آج جو تم باندھ کے تلوار عبث

غور سے دیکھو تو مقصود ہے دونوں کا وہی — یہ جھگڑتے ہیں ہم کافر و دیندار عبث

ایسے ہنگامہ میں کیا کوئی کسیکو دیکھے — حشر کی آس پہ ہیں طالبِ دیدار عبث

جب ہو موجود تو پنہاں ہی چھپاتا ہے کوئی — قطرۂ خون سے ہے برہم ترا سوفار عبث

برگِ گل ہی لبِ نازک سے بھلا کیا نسبت — منہ کی کھاتی ہے مرا بلبلِ گلزار عبث

تو وہ یوسف ہے ترے در پہ ہیں لاکھوں گاہک — بکنے آیا ہے مرجان سرِ بازار عبث

سخت جان میں ہوں گلا ہے تمہارا نازک — کھینچکر آئے ہو تم خنجرِ خونخوار عبث

پردہ پردہ میں سکھایا ہے عدو نے کچھ تو — گالیاں مجھکو سناتا نہیں دلدار عبث

ایسی چالوں سے تو آتی نہیں چالیں تیری — حشر ہوتا ہے یہ برپا دمِ رفتار عبث

شکوۂ غیر تو گستاخ کوئی بات نہیں — ایسے ہوتے ہیں خفا آپ تو سرکار عبث

جھوٹی باتوں سے تو ہوتی نہیں دل کی تسکین — وعدۂ وصل کیا کرتے ہو ہر بار عبث

سچ تو یہ ہے کہ ہوئی سخت حماقت حسرت
نوجوانی میں کیا عشق کا انکار عبث

بختِ خفتہ کی ہوئی طالعِ بیدار سے بحث — رات انکار کی ہوتی رہی اقرار سے بحث

دلِ بیتاب نہ کرنا نگہِ یار سے بحث — اتنی سی جان پر اِس گھاٹ کی تلوار سے بحث

نہ وہ برش ہو نہ تیزی ہو نہ وہ خم ابرو میں [illegible] — تیغ ابرو کی ہوا دل ہو [illegible] سے بحث

سخت جانی کے بھروسے ہیں ساری باتیں — کی رگ جان مری خنجر خونخوار سے بحث

اپنے باتوں سے کہیں اسکو شفا ہوتی ہے — ہے مسیحا کو عبث آپکے بیمار سے بحث

جلوہ چھپنے کا نہیں برق تجلی کی طرح — آپ کرتے ہیں عبث طالب دیدار سے بحث

سچ تو یہ ایک ہی مطلب کے ہیں طالب دونوں — مفت ہنسی ہے عبث کافر و دیندار سے بحث

حال کھلجائیگا ای زاہد سبنم تیرا — دیکھ کرنا نہ مری آہ شرربار سے بحث

بھاگیا ہے جو ترے جور و ستم کا انداز — موت کچھ کرتی ہے ابتو تری تلوار سے بحث

ابتو باقی نہیں حسرت کی طبیعت میں لگاؤ
تیرے اقرار سے مطلب نہ انکار سے بحث

وحشت قیس کو سمجھا دل نادان میراث — اپنے وحشی کی نہ کیوں ہو غم ہجران میراث

ای جنون یہ نہیں انصاف ہمارے ہوتے — تیشۂ فرہاد کی ہو کوہ و بیابان میراث

لطف دیجاتی ہے ایسا ہی کبھی ہوتا ہے — کچھ بلاؤن کی نہیں ہے شب ہجران میراث

اور زخمی بھی ہیں کس لطف کے وہ کشتے ہیں — تیرے زخموں کا نہیں میرا نمکدان میراث

لطف تو جب ہے کہ ایسا ہو اثر ای ناصح — دست وحشت کی بنے تار گریبان میراث

پوچھتا کیا ہے دم قتل تمنا سے بھی — زخم دل کے لیے ہو جائے نمکدان میراث

اتفاقاً جو ہنسا جا کے تعجب سے پری — دل نادان کی ہوتی زلف پریشان میراث

لطف جب ہے کہ در یار پہ لوٹیں حسرت

آبلون کی نہین کچھہ خار بیابان میراث

ردیف الجیم

قتل کرتا ہے وہ ستمگر آج
مجھہ سے پھرتا ہی تو مقدر آج

بام پر آئیگا وہ دلبر آج
چاند چمکے گا دیکھین کیونکر آج

کچھہ تو بر آئے قتل کی خواہش
مول لائین کہین وہ خنجر آج

ہای قاصد کا آکے یہ کہنا
تیری گھر آئین گے ستمگر آج

کچھہ ستم کچھہ کرم کیا اوس نے
دونون باتین ہین برابر آج

بات کچھہ تو ہے گو نہین کھلتی
غیر پھرتا رہا ہی مضطر آج

کل سے ہین طالب شہادت ہون
باندھکر آئے ہین وہ خنجر آج

وعدہ وصل تو کیا اوس نے
دید نہ ہوگا اگر مقدر آج

گر ہی آنا تو آچکو اب بھی
لب پہ آئی ہی جان مضطر آج

جذبہ دل نے کچھہ کمی کردی
ورنہ آتے ہی وہ ستمگر آج

کچھہ بن آتی نہین ہی اب حسرت
ایسا بگڑا ہی وہ ستمگر آج

خوب کرتی ہی سنا ہے نگہ یار علاج
آج ہوجائیگا تیرا دل بیمار علاج

مرض عشق کی ملتی ہی نہین کوئی دوا
کرچکے حضرت عیسی بھی تو سو بار علاج

وہ عیادت کے لیے آئین تو جی اوٹھون ابھی
مردے جی اوٹھتے ہین جب کرتی ہی رفتار علاج

ہے چارہ گر اوسکی مسیحائی کا — لب جان بخش نے جو کئے دو چار علاج
ہے ترے اعجاز کی یا تنک تاثیر — انکو کرتے ہین مسیحا تری بیمار علاج

مقسوم ذرا بھی نہ ہوئی کچھ تاثیر — بدلی سو بار دوا بدلا ہی سو بار علاج
بیمار کو اللہ ہی شفا بخشے گا — ترک سب کر چکے جب ہو گئے ناچار علاج

لے وہ جنھین دعوی تہا مسیحائی کا — کون پھر تیرا کریگا دل بیمار علاج
جب اوس سے کیا مجکو تو دشمن نے کہا — یہی تہا ایسے گنہگار کا سرکار علاج

ین تجھسے کیے ہمنے ہزارون آپ جیسے — تیرا ہی اب ہمین کرنا پڑا ناچار علاج

اور بھی کوئی خبر تمنے سنی ہے حسرت
آج وہ میرا کرینگے سر بازار علاج

دن دشمن کی قسمت کا عروج — رہ گیا تہا یہی شماتت کا عروج
ست دیکھا ہے تجھے اے مہ لقا — آسمان پر ہے طبیعت کا عروج

دل بات تو جب ہی سے — دونون جانب ہے محبت کا عروج
ون کا کبھی لیتی نہ حلق — دیکھتی گر میری وحشت کا عروج

ن ہی نہین کچھ ہو سکے — حال سے تیری قیامت کا عروج

ہے تغافل طور یہی ستمگر سا — اللہ اللہ تیرے نزاکت کا عروج
شکوہ سے کیا کیون منفعل — ہے یہان اشک ندامت کا عروج
دل اوسکو لا یا کہیں جا — آج دیکھا ہمنے قسمت کا عروج

اوسکے کوچہ ہی مین جاکر جان دی
اللہ اللہ اپنی ہمت کا عروج

فتنے اوٹھتے ہین تمہاری چال سے
اب زمانے مین ہے آفت کا عروج

امتحان کو تیغ لیکر آئے ہو
دیکھنا شوقِ شہادت کا عروج

سامنے بیٹھا ہے وہ خورشید رو
دیکھنا حسرت طبیعت کا عروج

اللہ نے رتبہ یہ بڑھایا شبِ معراج
جبریل تمہین لینے کو آیا شبِ معراج

خود طالبِ دیدار ہوے حضرتِ موسیٰ
اور آپکو آپ اوسنے بلایا شبِ معراج

آنکھون سے اوٹھے آپکے سب پردہ ظاہر
جو کچھ تہا ارادہ وہ دکھایا شبِ معراج

اک یہ ہی پسندیدہ ہے جبریل کی خدمت
معشوق کو عاشق سے ملایا شبِ معراج

امت کی شفاعت کے لئے آپکو خلعت
خود عرش پہ اللہ نے پہنایا شبِ معراج

جو جلوہ ازل سے ہی نہ دیکھا تہا کسی نے
وہ جلوہ محمد کو دکہایا شبِ معراج

پوشیدہ ہوا ساےٗ تو یہ بات تہی اوسمین
آنکھون مین فرشتون کی سمایا شبِ معراج

ای ختمِ رسل فخرِ رسل شافعِ امت
ان کلمون سے احمد نے بلایا شبِ معراج

یہ مرتبہ ہان تیرے سوا کسکو ملا ہے
مشتاق تہے ہو کے بلایا شبِ معراج

اتنک یہی ہی اوسکی تجلی کا سبب ہے
مہتاب نے کچھ نور جو پایا شبِ معراج

جسوقت فلک پر تری پہنچی ہے سواری
غل تہا یہ فرشتون مین وہ آیا شبِ معراج

امید ہے حسرت کو کہ ملجائیگی جنت

لکھکر تری تعریف وہ لایا شبِ معراج

ی پاس غیر کے کیونکر نہ آئے رنج
کیا کیا تری سبب سے نہ بیٹھے اوٹھائے رنج

ولتِ وصال سے محروم ہی رہا
حاصل نہیں ہوا مجھے کچھ بھی سوائے رنج

یان سے وہ اگر اسکی داد دین
پھر تو خوشی سے دل مین بھولا سمائے رنج

ریگی کچھ نہ اذیت عذاب کی
مرقد مین ہجر کے جو مجھے یاد آئے رنج

ن طرح کسی پہ جو دل آئے ای بتو
ایسا ہی پھر تمہین بھی تماشا دکھائے رنج

کوئی ایسے بھی دشمن کو مہمان
آتا ہی دوڑ دوڑ کے کیون لے بلائے رنج

حسرت کا حال قابلِ حسرت ہے آجکل
ہر مبتلای درد ہے دل مبتلائے رنج

ردیف الجیم فارسی

ہماری قتل مین او راسقدر سوچ
ذرا دل مین تو اے بیداد گر سوچ

یہی کہتا ہو مین اے جوشِ گریہ
نہ گر جائین کہین دیوار و در سوچ

تفکر کی کہین عادت نہ ہو جاے
کیا کرتے ہو کیون ہر بات پہ سوچ

جوابِ خط مرا لکھتے ہین جسوقت
کیا کرتے ہین وہ دو دو پہر سوچ

نہ آئی وصل کی شب نیند مجھکو
رہا جبتکا اونکے رات بھر سوچ

ہماری آرزو جب بر نہ آئے
کوئی تدبیر ایسی چارہ گر سوچ

کہینگے وہ تو کچھ مجھسے کہین گے
ترے دل مین ہے کیون پیغامبر سوچ

ہوئی ہے ایک سی دونوں کی حالت
طریقہ کیا مصیبت نے نکالا

ٹھکر ہے ادہر تو ہے ادہر سوچ
لیا ہے اس نے کیا میرا ہی گہر سوچ

پہنسا ہے آپکا حسرت کہیں دل
کہ دن بہر ہے تفکر رات بہر سوچ

تم وار ہی کرو نو کرو تین چار پانچ
گنتی ہمارے زخمونکی ہون تین چار پانچ

بوسے نہ دیتے ہون تو نہ دو تین چار پانچ
تم گالیان ہی دینے لگو تین چار پانچ

قاتل نہ بن سکوگے فقط میرے قتل سے
مقتل مین چلکے قتل کرو تین چار پانچ

باتین سنی ہین آپنے دشمن کی سیکڑون
کیا ہو جو میری آکے سنو تین چار پانچ

آتا نہین ہے ایک کے لینے مین کچھ مزا
دیتے ہون تمکو بوسے تو دو تین چار پانچ

اندوہ و یاس و درد و الم حزن اور ملال
ہمدم ہمارے تم ہی تو ہو تین چار پانچ

برپا ابھی ہو حشر اوٹھین سے فتنے سیکڑون
گر تم قدم اوٹھا کے چلو تین چار پانچ

تم میری ایک بات بھی سنتے نہین کبھی
سنتے ہمیشہ غیر کی ہو تین چار پانچ

اس کا جواب کیا ہے کہ وہ مجھ سے کہتے ہین
دل لاکے ہمکو آج ہی دو تین چار پانچ

امید تو نہین ہے کہ ہو ایک بھی وفا
کرنے کو جھوٹے وعدے کرو تین چار پانچ

جانا کبھی نہ بھول کے بزم رقیب مین
جبتک نہ اپنے ساتھ مین لو تین چار پانچ

بوسے شب وصال جو لون تو وہ کہتے ہین
لیتے ہون تمکو لے ہی چکو تین چار پانچ

دہوکا یہ اونکو دیجیے جو بیوقوف ہون
ہر بات مین نہ ہمسے کرو تین چار پانچ

عشرت ملا نہ ہمکو تو معشوق ایک بہی
تم لیکے اپنے ساتہ نہو تین چار پانچ

باکبیار تجہیبا ہونکو سکہاتے ہین جہوٹ سچ — ہر بات کو وہ بہیری بتاتی ہین جہوٹ سچ
ن کے گہر وہ روز ہی جاتے ہین رات کو — اور ہم سے آکے باتین بناتی ہین جہوٹ سچ
و تو اوسکے نام سے نفرت ہے واقعی — دشمن کو تمسے لوگ لگاتی ہین جہوٹ سچ
دہ کیا ہی وصل کا جہوٹا ہی گو سہی — مجکو پسند ایسے تو آتی ہین جہوٹ سچ
رونکو تمنے منہ تو لگایا ہے دیکہنا — کیا کیا ابہی وہ تمکو سکہاتی ہین جہوٹ سچ
ار ہے زبان سے تو انکار آنکہ سے — ہر عہد مین وہ روز بناتی ہین جہوٹ سچ
ہین داستان محبت کو سنکے وہ — سب پیرکی آپ روز اوڑاتی ہین جہوٹ سچ
سے کہتے ہین مرا حال سنکے وہ — اوسکی طرح سے مجکو بہی آتی ہین جہوٹ سچ
وصل کی کبہی کرتے نہین وفا — مجکو بہی آپ اپنو سکہاتی ہین جہوٹ سچ
رعب کچہ نہین سکتے ہین اپنا حال — قصّے ہم اونکو روز سناتی ہین جہوٹ سچ
یاد ہونگے نہ شیطان کو کبہی — جتنے جناب شیخ کو آتی ہین جہوٹ سچ
گیا نہین ہون کبہی میکدہ کو مین — بہتان مجکو لوگ لگاتی ہین جہوٹ سچ
ہی بات غیر کبہی مانتے نہین — ہم ہین کہ تیری روز اٹہاتی ہین جہوٹ سچ
رآئین میری عبادت کیواسطے — یون ہی خبر یہ لوگ اوڑاتی ہین جہوٹ سچ

پہسلا لیا ہے باتون ہی باتون مین یار کو

حسرت غضب کے آپکو آتی ہین جوڑ پیچ

ردیف الحاء

مستی مین دیکھنا بتِ میخوار کی طرح — آنکھین جھکی ہی پڑتی ہین بیمار کی طرح

پہنی گلے مین سبحہ ہے زنار کی طرح — زاہد بھی ہم سے بنے ہین تو کفار کی طرح

ٹکڑے ہمارے دل کے اشارے مین سیکڑون — ترچھی نگہ نے کر دیے تلوار کی طرح

مقتل مین مجکو ہاتھ لگا کر وہ کہتے ہین — مردہ تڑپ رہا ہے یہ جاندار کی طرح

اللہ کی ہے شان یہ خوبی نصیب کی — سب آشنا بگڑتے ہین اغیار کی طرح

اچھا ہے اوسکی نرگسِ مخمور کا اثر — فریاد مست کرتے ہین ہشیار کی طرح

پائے گا ہمسری نہ قدِ یار سے کبھی — ناحق کو سرو بڑھ گیا چنار کی طرح

زاہد جو دیکھ لیتے ہین اوس چشمِ مست کو — پھرتے ہین جھوم جھوم کے میخوار کی طرح

حسرت ہمارے درد کا ممکن نہین علاج
کہتے ہین سب بری ہے اس آزار کی طرح

بھری شبِ فراق کو گر دیکھ پائے صبح — کیا تاب ہم کا شانہ پہ پھر پہونچ جائے صبح

کہتے ہیں کیسکو گذری ہے یہ ہای رات بھر — ایسا ہو کہ کوئی مجھے دیکھ پائے صبح

کیا قہر ہے کہ اوسپہ بھی پڑتی ہین گالیان — صورت کوئی جو آپکو پہلے دکھائے صبح

زاہد بھی توبہ توڑ کے ہو جاتے ہین شریک — کچھ گدگدی سی کرتی ہے دل مین ہوائے صبح

چھپکر عدو کے گھر مین رہے تو ہو رات بھر — ہو لطف کوئی در پہ جو آ کر بلائے صبح

پہرا تدن کا فرق مرا اونکے توقین — یان آرزوی شب تو وہان ہی ہوے صبح

وہ دن خدا کرے کہ رہو رات بہر یہان — اور غیر ڈہونڈہتا مرے گہر تمکو آئے صبح

زاہد اس آفتاب کو جانے نہ آفتاب — یہ آشنای شب ہی تو وہ آشنائے صبح

شکوی شب فراق کے حسرت اوٹہا رکہو
لڑتے جہگڑتے دیکہو کہین ہو نہ جائے صبح

ہو گئے ہین نگہہ یار سے ذبح — ہم ہوے ہین تری تلوار سے ذبح

چال تلوار سے ملتی ہی تری — سیکڑون ہوتے ہین رفتار سے ذبح

ہمکو تو روز دکہا کر ابرو — کرتے ہی خنجر خونخوار سے ذبح

کیا جلائیگا مسیحا اونکو — جو ہوے ہین تری تلوار سے ذبح

کر گئے اقرار جلاتے ہین کبہی — کبہی کرتے ہین وہ انکار سے ذبح

مر گئے دیکہتے ہی ہم اونکو — ہو گئے جلوہ دیدار سے ذبح

شکوہ غیر کو سنکر بولے — ہو گیا دل اسی تکرار سے ذبح

مر گئے یون ہی تڑپ کر بسمل — نہ کیا آپنے تلوار سے ذبح

کل وہ بولے یہ چڑہا کر ابرو — کون ہوگا مری تلوار سے ذبح

اوسنے تکبیر پڑہی جب بہر قتل — ہو گئی بسمل ہی گفتار سے ذبح

وصل کی رات چڑہا کر تیور — بیجہے کرتے ہین تلوار سے ذبح

اونکی قسمت مین ہی جنت بیشک — جو ہوے خنجر سرکار سے ذبح

پیکنا یہ کا مزا ہے حسرت
کہ عدو ہون مری گفتار سے ذبح

پیسکے پھر ہین ای جناب قدح — مفت کرتے ہو کیون خراب قدح
ساقیا لا پُر از شراب قدح — نوش جان کرلین شیخ و شاب قدح
تیری محفل کا واہ کیا کہنا — منتخب مے ہے انتخاب قدح
ہوش اوڑجائین حضرت زاہد — آپ بھی گر پئین جناب قدح
لب دریا جو مست وہ آیا — بن گیا آج ہر حباب قدح
مجکو امید ہے کہ کوثر سے — دینگے محشر مین بو تراب قدح

اتفاق دیکھتا ہو ای حسرت
کیا نہ پینگے کبھی جناب قدح

ردیف الخاء

وحشت ہو حور کا جسے ہرگز نہ بہائے رخ — اوس سیمبر کا خلد مین گر یاد آئے رخ
کیا جان حور کی ہے کہ تجسے ملائے آنکھ — کیا تاب آفتاب کی تجھسے ملائے رخ
بیمار تیرے عشق کے اچھے ہو سکے — کیونکر فلک پہ پھر نہ مسیحا چھپائے رخ
ہو جائے وصل بھی تو نہ دیدار ہو نصیب — نہ وہ ماہ رو نہ شرم سے اپنا دکھائے رخ
بیساختہ زبان سے صل علی کہے — زاہد مری صنم کا اگر دیکھ پائے رخ
[illegible]

…ری سبب سے آنکھ ملاتا نہیں کوئی | بدلے ہوئے ہیں آجکل اپنے پرائے رخ

موسیٰ کی طرح تمکو غش آنے لگے ابھی
حسرت وہ بے حجاب جو اپنا دکھائے رخ

…ز…ہ عیان صاف بیان ہے ای شیخ | یہ تو فرماؤ کہ آتے ہو کہان سے ای شیخ
…ج کیون کرتے ہو پھر عشق بتان ای شیخ | مرتے ہو جو پہ تم بھی دل و جان سے ای شیخ
…یف حیف تمہین یاد خدا سے ملا | ہمکو حاصل جو ہوا عشق بتان سے ای شیخ
…کہتے ہی او کیون بدلی ہے حالت کیسی | اب تو کچھ اور نکلتا ہے زبان سے ای شیخ
…فقط کوچہ جانان کی تمنا ہمکو | واسطہ کیا ہے ہمین باغ جنان سے ای شیخ
…تر تک آپکی باتون کے سہارے پہ رہے | ایسی ہمت کوئی لائیگا کہان سے ای شیخ
…شتی پیجئے جب بس آپکی جنت کو سلام | لطف حاصل ہو کچھ عمر روان سے ای شیخ
…ج تو ہے آپکو پیر جو وہ طبق روشن ہون | پیجئے تھوڑی سی گر پیر مغان سے ای شیخ

پہنکر جبہ و دستار کو حسرت یہ کہے
معتقد آپکا میں ہون دل و جان سے ای شیخ

…ہ سے اوسکو پھر ملا دیا ای چرخ | تجھ سے سمجھے مرا خدا ای چرخ
…ن دوست ہین جسکے نام پہ ہم | ہو وہ دشمن کا آشنا ای چرخ
…مردن شراب سے ہٹی | ظلم کیا اب بھی رہ گیا ای چرخ
…جلون کو ستائیگا کب تک | ظلم کی بھی ہے انتہا ای چرخ

پھر دی تو جو چھوڑ دی و ظالم
ابھی پورا ہو مدعا ای چرخ

وہ عدو کا ہو ہمنشین افسوس
جو ہمارا تھا آشنا ای چرخ

بیوفائی کی جسکو عادت ہو
وہ عدو سے کرے وفا ای چرخ

تجھکو کیا کام ہم پہ جو گذرے
رہ نہ جائے کوئی جفا ای چرخ

موت آئی سے مجھے نہ یار آیا
تجھسے کچھ بھی نہو سکا ای چرخ

وہ خفا ہین تری شکایت کیا
یہ بھی تقدیر کا لکھا ای چرخ

تجھسے نکلی ہے آرزو کسکی
کس کا بر آیا مدعا ای چرخ

اپنی قسمت ہی جبکہ کھوٹی ہو
پھر شکایت ہے تیری کیا ای چرخ

کیا کہین حال وصل کی شب کا
سچ تو یہ وہ بھی خواب تھا ای چرخ

کون شاکی نہین رہا تیرا
ملگیا کسکو مدعا ای چرخ

ہای حسرت کہ سیکڑون ارمان
خاک مین تو ملا چکا ای چرخ

یہ کل کہنے لگے دو چار گستاخ
ہوئی ہے اب نگاہ یار گستاخ

تری آنکھون سے ہم چشمی کا دعوی
ہوئی ہے نرگس بیمار گستاخ

کسی کا ہای وہ شرما کے کہنا
ہوئے ہو تم تو ابکی بار گستاخ

گئین وہ شرم کی باتین کدھر کو
نگاہین ہوگئین اسبار گستاخ

کسی کا وصل مین اقرار لینا
نہ ہونا ایسے تم زنہار گستاخ

نکل جاتا تھا خاموشی مین مطلب
ہوے وہ تو دم گفتار گستاخ

یہ ہے تاثیر الفت کا کرشمہ
زلیخا ہو سر بازار گستاخ

مسیحا کا کیا ہے ناک مین دم
یہانتک ہین تری بیمار گستاخ

نہ آئے باز اپنے کام سے ہم
کہا اوس نے ہمین سو بار گستاخ

نگاہین صاف کہتی ہین کسیکی
ہوے ہین یہ ہزارون بار گستاخ

لگا رہتا ہے پہلو مین تمہارے
ہوا ہے خنجر خونخوار گستاخ

لکھا اوس شوخ نے جب کوئی نامہ
رقم مضمون کئے دو چار گستاخ

او نہین مد نظر ہے چھیڑ حسرت
ہمین ہونا پڑا ناچار گستاخ

ردیف الدال

ار ضبط کرون کب ہوئی نہان فریاد
کہ میری طرز خموشی سے ہے عیان فریاد

ہمارا دل ہے کسی پر جو ٹوٹ کر آیا
کروگے میری طرح تم بھی مہربان فریاد

شتے چرخ کے بھی الامان پکار اوٹھے
جو دل سے میرے گئی سوے آسمان فریاد

دیکھو جذب نے میرے اثر دکھایا ہے
کہ دل کو تھام کے کرتا ہے دلستان فریاد

ین ہی ہے اوسے تاب سانس لینے کی
کریگا خاک تمہارا یہ ناتوان فریاد

ہماری طرح سے وہ سنگدل نہین ہوگا
خدا سنے گا ہماری بھی مہربان فریاد

جلہ سے کہتا ہے کیسکی اب سنو کوئی
کہ تیری طرح سے کرتا ہے اک جہان فریاد

جواب حشر میں دو گے بتاؤ کیا صاحب
کریگا جا کے تمہارا جو نیم جان فریاد

یہ اضطرابِ محبت کے سب کرشمے ہیں
وگرنہ حضرتِ حسرت کہاں کہاں فریاد

تڑپائے کیوں نہ مجھکو مرے گلبدن کی یاد
بلبل کو داغ دیتی ہے اکثر چمن کی یاد

کس سرو کا یہ قامتِ بالا نظر پڑا
سولی سے کم نہیں مجھے سروِ چمن کی یاد

سنتا ہوں وہ پری کی بھی آشفتہ زلف ہے
کچھ آگئی اوسے مرے دیوانہ پن کی یاد

معلوم ہوگیا ہے اثر جذبِ عشق کا
شیریں کو بعد مرگ ہوئی کوہکن کی یاد

عریاں ہی دفن کیجیو وحشت نہ بہلتی
دستِ جنون کو کس نے دلائی کفن کی یاد

پھر لوٹے دل میں حسرت و ارمان آتی ہیں
آئی ہے کس بہار اوس دلشکن کی یاد

حسرت عدم کو ہستیِ موہوم کیا بھولا ہے
غربت میں آ ہی جاتی ہے اپنے وطن کی یاد

یہ دعا دیگا جو بر لاؤ گے سائل کی مراد
یون ہی بر آئے الٰہی آپکے دل کی مراد

منہ نہ وقتِ ذبح دیکھے ہے یہ قاتل کی مراد
حیف وقتِ مرگ بھی نکلی نہ بسمل کی مراد

دل لگانا سہل ہے دشوار ہے لیکن نباہ
اور پھر مشکل سے ہے بر لانی کسی دل کی مراد

منہ چھپاتے ہیں دکھا کر طالبِ دیدار کو
وہ کبھی پوری نہیں کرتے ہیں مائل کی مراد

میں بھی ہوں تم بھی ہو تنہا اور گھر بھی پاس ہے
وقت اچھا ہے جو بر لاؤ مرے دل کی مراد

دو لگا رکھی ہیں باتیں حسرتِ دیدار نے
حشر کی دل میں ملنا تیری محفل کی مراد

عشق کی تاثیر پیدا ہو تو دونوں ایک ہیں — فرق کچھ رکھتی نہیں مقتول و قاتل کی مراد
وادیٔ وحشت میں کچھ ایسا ہوا گم کردہ راہ — ایک منزل ہو گئی ہے مجھکو منزل کی مراد
وہ یہ سوچے ہیں کہ وعدہ کر کے ٹالا بات کو — اور ہم خوش ہیں کہ ہمنے آج حاصل کی مراد
ایسے بھی ہونگے کہ بر آئی ہے جنکی آرزو — ایک ہم بھی ہیں نہ بر آئی کبھی دل کی مراد
آرزو یہ تھی کہ نکلے جان تیرے پاؤں پر — بعد مدت آج بر آئی ہے بسمل کی مراد

نا امیدی سب طرف سے ہو تو حسرت کیا کروں
سخت مشکل ہے کہ بر آئے مری دل کی مراد

اونکے جاتے ہی دل میں اوٹھا درد — کیوں نہ ہو دوست ہے پرانا درد
نہیں سینہ میں جانشین کوئی — دل کے بدلے مگر ہے دل کا درد
رنگ یہ ہو گیا زمانے کا — اب کسیکو نہیں کسیکا درد
دونوں جانب ہو کاش عشق کی چوٹ — مجھکو تیرا ہو تجھکو میرا درد
وہ نگاہیں پڑیں جو رک رک کر — دل میں تھم تھم کے میرے اوٹھا درد
یہی وہ سامان اب تو دل میں ہیں — حسرت و آرزو تمنا درد
دل لگانے کا لطف جب ہوتا — اون کو ہوتا اگر ہمارا درد
لطف کچھ پہلے یاد آتے ہیں — بیکسی میں ہے اک سہارا درد
دل سے نکلی نہ آرزو کوئی — جانشین پھر ہوا ہے کس کا درد
دل گیا تو بھی وہ ہی حالت ہے — ساتھ دل کے گیا نہ دل کا درد

یاد آتا ہے جب مجھے حسرت
دل میں اوٹھتا ہے میٹھا میٹھا درد

خط میں لکھا ہے فقط ہمنے یہ فقرا قاصد
تنگ ہو کر تری جانب کو ہے بھیجا قاصد

کوئی کہدو دل بیتاب کی تسکین کے لیے
دیکھنا نامۂ دلدار وہ لایا قاصد

یہ تو ممکن نہیں وہ دیوے نہ مری خط کا جواب
نہیں معلوم یہ پہنچا کہ نہ پہنچا قاصد

پاؤں کیوں پیچھے کو پڑتے ہیں پریشان کیوں ہے
کیا کہیں خط کو مری یار نے پھینکا قاصد

حال ابتر وہ ہوا ہوش ٹھکانے نہ رہے
تیرے کوچہ میں بنا جاکے تماشا قاصد

کیا لکھوں حسرت دیدار مجھے رشک یہ ہے
تجھ سے پہلے تری بر آئی تمنا قاصد

اوڑتے ہیں کوچہ میں پھرتے ہیں خطوں کے پرزے
ہے یہی کوچۂ دلدار کا نقشا قاصد

پوچھتے رہتے ہیں ہم جا کے سر راہ یہی
آنے والو نہیں ہے کوئی ہمارا قاصد

لوٹ لیتے ہیں وہ باتوں میں متاع دل و جان
دیکھ جاتا تو ہے پر انکو بچانا قاصد

جی میں ہے کچھ تری صورت پہ نثاری کر دوں
واں کے جاتے ہی بدل جاتا ہے نقشا قاصد

اضطراب دل مشتاق لکھے کیا حسرت
یہی کہدینا جو کچھ تو نے ہے دیکھا ہمدم

تمام عمر تو پوری ہوئی تمہاری ضد
شب وصال میں رکھلو ذرا ہماری ضد

کسی کا وصل میں انکار لطف دیتا ہے
وہ میٹھی میٹھی شکایت وہ پیاری پیاری ضد

یہ بیوقوف ہمیں ہیں جو بات سہتے ہیں
عدو کے سامنے چلتی نہیں تمہاری ضد

چھل رہے ہین وہ کیا کیا سوالِ بوسہ پہ
لگا رہی ہے جگر پر مرے کٹاری ضد

عدو کی بزم نہین آج وصل کی شب ہے
لو ابتو ہٹہ نہین سکتی مری تمہاری ضد

چھل سکیگا نہ ابتو سوالِ بوسہ پہ
کہ ہمنے صدقہ مین سر کے ہی اوتاری ضد

شبِ وصال ہے منہ کھولو بات گو نہ کرو
ہمارے کام مین اور یہ تمہاری ضد

کیا تہا ہمنے جو اصرار وصل پر تہا
لو ابتو خوش ہو کہ تم جیتے اور ہاری ضد

شبِ وصال کے ہین لطف کیا کہون حسرت
وہ بہولی بہولی ادائین وہ پیاری پیاری ضد

گلگشت کو وہ آئے ہین لو گل کو ہو نوید
گلچین کو آج مژدہ ہو بلبل کو ہو نوید

عاصی و بیگناہ کی تخصیص کچھ نہین
وہ شافعِ امم ہوئے اب کل کو ہو نوید

صحنِ چمن مین کہول کے وہ بال آئے ہین
تشبیہ کچھ تو پائیگی سنبل کو ہو نوید

اب مسکرا کے چار طرف دیکھتے ہین وہ
ان تشنگانِ چشمِ تغافل کو ہو نوید

سنتے ہین آج حضرتِ واعظ ہی آئینگے
ساقی کو میکدہ کو مے و گل کو ہو نوید

دونون سے کام کیا ہے جو دنیا ہے چھوڑدی
مژدہ ہو مفلسی کو توکل کو ہو نوید

آئینہ دیکھتے ہین ان [illegible] بلے
زلفِ سیہ کو طرہ و کاکل کو ہو نوید

بیکار میری آہ و فغان اب نہین رہی
سننے لگے ہین غور سے وہ غل کو ہو نوید

حسرت وہ پہول چن کے بناتے ہین ہار آج
قسمت کہلی نصیب کہلے گل کو ہو نوید

آتی نہین ہے دل کو کوئی آرزو پسند
ہان ایک تو پسند تری جستجو پسند

پیتا نہین ہون میکدہ جاتا ضرور ہون
مجھکو بہت ہے بادۂ گلگونکی بو پسند

جب مل گیا تو ساری ہی شکوے مٹا دیے
ظالم مجھے ہے ایک یہی تیری خو پسند

پیتا ہے جب سے خون جگر کا یہ حال ہے
کرتی نہین ہے تیغ تمہاری گلو پسند

سچ ہے برا زمانہ مین اب انکا حال ہے
جنکو زیادہ جان سے ہے آبرو پسند

بیٹھے بسا لگی ہے چاٹ خدا خیر ہی کرے
تیر نگاہِ یار کو آیا لہو پسند

کیا لطف ہو وہ مجھ سے کبھی تند تیز ہو
اور مین کہون جواب مین آیا ہے تو پسند

عزت کا اپنی پاس ہے ناصح تو دور ہو
آتی نہین ہے مجھکو تری گفتگو پسند

نقشہ جما ہوا ہے جو تیرا نگاہ مین
آیا نہ ہمکو خلد مین اک خوبرو پسند

لب پر ہے یہ دعا کہین ہے نکل نہ جائی
ایسی ہوئی ہے دل کو مری آرزو پسند

ہمی مین ہے اپنے دشمنِ جان ہم بھی جانتے ہین
ہونے لگا ہے دل کو کسیکے عدو پسند

حسرت تری بیان کی کیا بات واہ وا
آئی رقیب کو بھی تری گفتگو پسند

کیا تیری طرح ہے فتنہ گر نیند
کیون آتی نہین ہے رات بھر نیند

تم ساتھ عدو کے کل جو سوئے
بھولے سے نہ آئی میرے گھر نیند

بے تیرے نہ آئی رات مجھکو
ہمراز ہوئی تری مگر نیند

فرقت مین جو آئی شب کو ہمدم
آنکھون نے کہا بدر بدر نیند

چل سو رہیں وقت خواب کا ہے — آنے لگی اسکو سیہر نیند
کیا صبح وصال دیکھیے ہو — آتی ہی نہیں گئی کدہر نیند
اب چونک پڑو کہ رات کم ہے — اچھی نہیں دیکھو اسقدر نیند
نالوں نے کیا ہے کسکے بیتاب — آتی نہیں تجکو فتنہ گر نیند

حسرت نے جگا دیا تو بولے
آئی تھی بہت ہی زور پر نیند

ردیف الدال ہندی

یہ حسن و نزاکت پہ اتنا گھمنڈ — نہیں اچھی صورت پہ اتنا گھمنڈ
رہے ہیں ہمیشہ نہ رہ جائینگے — نہ کر مال و دولت پہ اتنا گھمنڈ
بہت اہل ثروت زمانے میں ہیں — عبث شان و شوکت پہ اتنا گھمنڈ
برے وقت میں ساتھ دیتی ہے یہ — نہیں ہے مصیبت پہ اتنا گھمنڈ
نہیں جتنا رسوائی پر ناز ہے — نہیں انکو شہرت پہ اتنا گھمنڈ
وہ کہتے ہیں یہ خواہش حور پر — نہیں ایسی نیت پہ اتنا گھمنڈ
کوئی پیچ چلتا نہیں موت سے — عبث تاب و طاقت پہ اتنا گھمنڈ
بتوں میں لگے بیڑیاں توڑنے — ہوا زور وحشت پہ اتنا گھمنڈ
وہ تصویر یوسف کہتے ہیں یہ — اسی بہونڈی صورت پہ اتنا گھمنڈ

سمجھتے نہیں کچھ بھی حسرت تجھے

ہمیں ہے طبیعت پہ اتنا گھمنڈ

کیا بُرا ہے گر کرین دلبر گھمنڈ
زیب ہے اچھونکو صورت پر گھمنڈ

ہے عجب حُسن کا ترا دلبر گھمنڈ
رات بھر ہی عاجزی دن بھر گھمنڈ

کھینچتے ہین تصویرِ یوسف دیکھکر
اسقدر اور ایسی صورت پر گھمنڈ

ہنس گئی دل سے تعجب ہے مجھے
آگیا دل مین ترے کیونکر گھمنڈ

صاف کہتا ہے پسینہ کا ابھار
دل مین جو تھا آگیا باہر گھمنڈ

عشق نے دونون کا حصہ کر دیا
میرے سر وحشت تمہارے سر گھمنڈ

کچھ نرالا ہے حسینون کا بناو
چاردن کا حسن اور اوسپر گھمنڈ

بے وفا ہے یہ صفت شیطان کی
تو کیا کرتا ہے کیون اکثر گھمنڈ

دیدۂ عبرت سے دیکھین پچھلے حال
جنکو ہو کچھ مال و دولت پر گھمنڈ

پیمائی سے ہے کوئی ہمسا نہیں
آگیا ہے آئنہ لیکر گھمنڈ

آگئی ایسے سے حسرت کیا بنے
جسکو ہو ہر ایک کلمہ پر گھمنڈ

بھرے پڑے ہین چندا رکھے کیا تمہارے ڈنڈ
یہ گوری گوری کلائی یہ پیاری پیاری ڈنڈ

کبھی وہ سوئے اودھر کو کبھی اودھر سوئے
بجائے تکیہ ہے رات بھر ہمارے ڈنڈ

جو ایک ہاتھ مین خنجر کا وار دو تھم
تو قتل گاہ مین ہم بھی چلین تمہارے ڈنڈ

کسی کے آتے ہی یہ بزم کی ہوا بدلی
کہ سینہ تانے ہر کوئی کوئی ابھارے ڈنڈ

سمجھہ لیا ہی مقابل جو مجھہ سے لاغر کو
سکئے ہین غیر نے کیا کیا خوشی کے مارے ڈھونڈھ

جہان مین ہی کوئی ایسا کہ سامنے آئے
کسی کے دور سے کرتے ہین یہ اشارے ڈھونڈھ

گر آج دل کی ہی خواہش تو کل جگر کی ہی
کہان تلک اب کوئی بھگتا کرے تمہارے ڈھونڈھ

مزا تو جب ہی کہ دونون ہمرونکے تکیے ہون
کبھی ہمارے ہون پیارے کبھی تمہارے ڈھونڈھ

نہ کیون خوشی سے چپک جائے آکے بازو پر
پسند آگئے تعویذ کو تمہارے ڈھونڈھ

وہ اپنا جوشِ جوانی بھی یاد ہی حسرت
کیا جو کرتے تھے دریا کے تم کنارے ڈھونڈھ

باقی نہین ہی اب تو کسی زخم پر کھرنڈ
نوچے ہین داغِ دل کے یہان اب پھر کھرنڈ

درکار پھر مدد ہی تری ناخنِ جنون
پھر لا چلا ہی کچھ مرا زخمِ جگر کھرنڈ

دستِ جنون کی تجھکو دکھاتا بہار مین
ہوتا جو زخمِ دل پہ مری چارہ گر کھرنڈ

یہ حال ہی تو چارۂ زخمِ نہان ہو کیا
رکھتا نہین ہون کوئی بہر دو پہر کھرنڈ

شیدا ہے اسی کی ابھی گل کو بھول جائے
بلبل کو زخمِ دل کا جو آئے نظر کھرنڈ

زخمی دلون کا ہو نہین سکتا ہی التیام
آیا نہ ارغوان کے کبھی داغ پر کھرنڈ

دل پر لگی دوبارہ تمہاری نظر کی تیغ
آنے نہ پائے تھے پہلے مرے زخم پر کھرنڈ

رکھو نگاہ زخمِ دل پہ نہ پھاہا لگا ہوا
یہ تاب ہی نہین کہ رہے چارہ گر کھرنڈ

اوسکے بھی دل مین داغ لگے مدعا ہے یہ
پہنچا ہے زخمِ دل کا جو دشمن کے گھر کھرنڈ

اوٹھتے نہین ہین ضعف سے دستِ جنون مرے
افسوس آنہ جائے کہین زخم پر کھرنڈ

تیغِ جفا کے وار ہون ہان دل پہ متصل / آنے نپائے زخم پہ بیداد گر کھرنڈ

کہتا ہے چارہ گر ترے توڑونگا آج ہاتھہ / زخمِ جگر کا اب کے بھی نوچا اگر کھرنڈ

ہین تمسے حال حسرتِ وحشی کا کیا کہون
زخمونکا آج نوچکے پہینکا ہے ہر کھرنڈ

ردیف الذال

درد کا حال جو لکہا تو یہ تڑپا کاغذ / دامنِ برق بنا ہے مرے خط کا کاغذ

بیقراری کا ذرا حال مجھے لکھنے دو / ناصحو تمکو دکھائیگا تماشا کاغذ

چاہتے تو تمہین دشوار نہ تہا خط کا جواب / کچھہ نہ کمیاب سیاہی تھی نہ عنقا کاغذ

جب فرشتون نے مرا نامۂ اعمال لکھا / جرمِ عصیان سے مرے پہوٹ کے رویا کاغذ

وہ دکھانے کو مرے پاس اوڑا لائی صبا / اوس نے خط کا جو مرے پہاڑ کے پہینکا کاغذ

خط دیا اوس نے مرا غیر کو اس حیلہ سے / دیکھنا کیسی سیاہی ہے یہ کیسا کاغذ

لکھہ ہی دیتا ہون خطِ شوق اوسے حسرت
ہاتھہ آتا ہے کسی وقت جو اچھا کاغذ

ہو نہ انکار کا یا رو یہ کہین ہان کا کاغذ / آج لایا ہے نیا قاصدِ جانان کاغذ

تیرے نامہ کو جو درکار ہے جانان کاغذ / سوچتا ہون کہ بنے یہ رگِ جان کاغذ

تیرا ہو جائے اگر شورِ تبسم تحریر / زخمِ دل کے لئے بنجائے نمکدان کاغذ

نامۂ غیر کے مضمون تو دل مین رکھو / اور مرے خط کا اوڑا او سرِ میدان کاغذ

تیری کھینچی تھی جو نقاش ازل نے تصویر
دیکھتے ہی جسے ہو جائے تسلی دلکو
لگ گئی ہے مرے طالع کی سیاہی شاید
دیکھ لیتا مری قسمت کا نوشتہ کیا ہے
حال لکھوں جو کبھی دل کی پریشانی کا
لکھنے دیتا نہیں پھر رشکِ خطِ شوق سے مجھے

ورقِ جان کا بنایا تھا مری جان کاغذ
کاش ایسا کوئی لائے شبِ ہجران کاغذ
دمِ تحریر جو ہوتا ہے پریشان کاغذ
نہ کیا کاتبِ قسمت نے نمایان کاغذ
آپکی زلف سے بڑھکر ہو پریشان کاغذ
تیری صورت کا نہ نکلے کہیں خواہان کاغذ

جوشِ گریہ میں لکھا اوسکو جو حسرت نامہ
ہوگیا دیدۂ خونبار سے افشان کاغذ

ایسا ترا بیان ہے او خوش بیان لذیذ
پس ماندگوں نے پوچھے منزل کے لطف کو
کرتے ہیں آج بیٹھی نگاہوں نے قتل وہ
دلسے دکھائیں گر کسی شیرین دہن کے ہونٹ
منہ میں جو تیرے آئے تو اسکا جواب دوں
وہ جانتے ہیں جن سے پڑا ہے معاملہ
مطلب نہیں ہے کچھ بھی مگر چھیڑتا ہوں میں
تیری ہیں لطف آئے یہ کہنے کی بات ہے
دن رات کا ہوا ہے اوسے ایک مشغلہ

میری بھی ہو چلی ہے کچھ اب تو زبان لذیذ
گم کردگانِ راہ کو ہے کاروان لذیذ
ہے طالبانِ شوق کا کچھ امتحان لذیذ
ہمکو ترے ستم تو نہیں آسمان لذیذ
میری زبان ہے یا کہ تمہاری زبان لذیذ
تیرا دہن لذیذ ہے تیری زبان لذیذ
تجھکو تو گالیاں ہیں تری پاسبان لذیذ
سچ پوچھیے تو سبکو جوانی ہے ہان لذیذ
دل کو ہوا ہے کچھ مرے سوزِ نہان لذیذ

نفرت سے پھینکے نہ مرے لخت دل کو آپ
چکھیے ذرا کہ سب سے ہے یہ مہربان لذیذ

دیتے نہیں جو بوسہ تو دشنام دیجیے
حسرت کو ہر طرح ہے تمہارا بیان لذیذ

ساقیا آج مجھے بھر کے پلا جام نبیذ
مردہ دل میں ہوں تو ہے روح فزا جام نبیذ

ساقیا ابر ہے دے آج ذرا جام نبیذ
ایسی سردی میں تو کمبخت پلا جام نبیذ

عید کا دن ہے نہ کر پاس ادب کچھ ساقی
آج زاہد کے بھی دے منھ سے لگا جام نبیذ

جام پر جام عدو کو تو دیے ہیں تم نے
ایک ہی دیجیے مجھے بہر خدا جام نبیذ

چشم میگون کا کسی کی ہے تصور جب سے
دل میں پاتا ہے مرے نشو و نما جام نبیذ

میں یہ سمجھا کہ سحر ہو گئی سورج نکلا
ہاتھ میں رات جو ساقی نے لیا جام نبیذ

ایک پیالی میں تو کھلتی ہے حقیقت ساری
چشم بینا ہو تو دیتا ہے دکھا جام نبیذ

مجکو معلوم ہوا عیش میں بھی گردش ہے
کہ سر بزم جو ہاتھوں میں پھرا جام نبیذ

میکدے ہو کے چلو جانب مسجد واعظ
مجلس وعظ میں کچھ دیگا مزا جام نبیذ

کوئی دم تشنگی جانکو نہیں سکون ہوتا ہے
درد دستان الم کی ہے دوا جام نبیذ

لاکھ واعظ مجھے سمجھائے مگر کیا ہوگا
یہ تو ممکن نہیں ہو لب سے جدا جام نبیذ

کیا کہوں حضرت واعظ کی حقیقت حسرت
لطف ہو جائے جو دو اونکو پلا جام نبیذ

کیا کہیں ہے دل عاشق کی تمنا تعویذ
آپ کے سینے سے رہتا ہے جو لپٹا تعویذ

نہین معلوم برآئین گی مرادین کیا کیا | آج تو نام خدا آپ نے پہنا تعویذ
سے بلا لیے مرے گھر آپ چلے آئین وہ | ہای کر دے کوئی ایسا مجھے گنڈا تعویذ
ہمنے دیکھا ہے کسی مین کوئی تاثیر نہین | کاغذ زر ہی ہے اسوقت مین چلتا تعویذ
خیر ہے بد نظر اب سے اسیری اسکی | آج کیون آپ نے جوڑی مین بندھایا تعویذ
دل مین معشوق کے تاثیر ذرا سی ہو جائے | آج تک ہمنے نہ ایسا کوئی دیکھا تعویذ
نقش دل کو مرے کیا کھیل سمجھ رکھا ہے | دیکھنا تمکو دکھائیگا تماشا تعویذ
ہو سکے خاک وہان میری دعا کی تاثیر | جسکی گردن مین پڑے رہتے ہین صدہا تعویذ
کچھ ذرا جذبۂ دل مین ہو ترقی میرے | ہای ایسا کوئی اب تک نہین لایا تعویذ
فاتحہ پڑھنے کو آنا تو غلط ہے لیکن | اونکے مرقد کا مری دور سے دیکھا تعویذ
دل کو دیکر جو کہا اسکی حفاظت رکھنا | تو کہا دل ہے ترا یا کوئی گنڈا تعویذ
دیکھتے ہی مجھے وہ آنکھ چرا لیتے ہین | خیر کرنے لگا اتنا اثر اپنا تعویذ
اور بھی سیکڑون باندھے ہوئے ہونگے ظالم | تیرے بازو پہ نہین ایک تو کیا تعویذ

حضرت داغ کی ہو جائے ترقی جس سے
ہای ایسا کوئی حضرت نے بنایا تعویذ

ردیف الراء مہملہ

لذت عشق اوٹھاتی ہے جو مائل ہو کر | میرے سینہ ہی مین رہ جاؤ ذرا دل ہو کر
جان سے جائین ترے طالب دیدار مگر | در فردوس پہ جائین گے نہ سائل ہو کر

حسرت مرگ کی امید تھی پر آنے کی
ساتھ ہوئے ہو مگر بل کی لئے جاتے ہو
ہو جو توفیق وہی نام خدا پر دیدے
نیک بختوں کے لئے خلد ہے یہ سن رکھو
وہ یہ کہتے ہیں کہ دل آپ تو دیدیتے ہیں
رقص بسمل کا تماشا نظر آجائے انہیں
نہ تکلم نہ اشارت نہ تبسم نہ نگاہ
ڈھونڈھنے اوسکو بیابان عدم میں جاؤں

وہ ہی سینہ میں رہی جاتی ہے اب دل ہو کر
پھر الگ مجھ سے ہوئے جاتے ہو شامل ہو کر
آج تو آئے ہیں در پر ترے سائل ہو کر
ہم سے جاؤ گے کہاں حور شمائل ہو کر
آپکے سینہ میں پھر خاک رہیں دل ہو کر
کوئی آجائے نظر اونکو مرا دل ہو کر
کیا کرے کوئی بھلا آپکا مائل ہو کر
عمر رفتہ بھی گئی ہے اسی منزل ہو کر

بھولکر بھی کوئی آئی جو تمنا حسرت
رہ گئی ہے دل مایوس میں وہ سل ہو کر

نام خدا ہے حسن تمہارا بہار پر
رونق نہ گلستان پہ نہ وہ لالہ زار پر
گر جائیگی نگاہ سے بجلی کی شوخیان
بیدل ہوا ہے غیر تمہارا یہ حال ہے
یہ عیب بھی دکھائیگا اک بانکپن کا حسن
جو جان ہی سے تنگ ہو اوسکو نہ چھیڑنا
یہ بھی خدا کی شان ہے دشمن کے ساتھ ساتھ

آنے لگا ہے جوش سے سینہ ابھار پر
جوبن ہے آجکل جو دل داغدار پر
دیکھو تو رکھکے ہاتھ دل بیقرار پر
دل ہم سے مانگتے ہو تو کس اعتبار پر
کج ہو کے تم سوار تو ہو راہوار پر
ہوتا ہے ایسا ایک ہی ہماری ہزار پر
وہ فاتحہ کو آئیں ہمارے مزار پر

معلوم ہو رہے ہو کہ ہے نوجوان کی قبر
وہ بیکسی برستی ہے اپنے مزار پر

آکر پڑا ہے معرکہ اونکی نگاہ سے
آئے نہ کوئی حرف دلِ بیقرار پر

پیدا ہوئی ہے اس سے بھی اک شکلِ بیکسی
لکھا نہیں ہے کچھ مرے لوحِ مزار پر

بعدِ فنا ہو دل کے بہلنے کی کچھ تو بات
تصویر اونکی کھینچ دو لوحِ مزار پر

میں دیکھتا ہوں اوسکا بھی بیہ اسا حال ہے
جب سے کھلا ہے بھید مری رازدار پر

نقشِ قدم سے وصل ہو ایسا کہاں نصیب
وہ کیوں قدم دھریں مری خاکِ مزار پر

حسرت غضب میں جان ہے میں بھی کیا کروں
دل آگیا ہے ایک تغافل شعار پر

ہے وقت نزع جان ہے باقی ذرا سی اور
قربان تیرے آج تو ساقی ذرا سی اور

جاتے ہو گھر رقیب کے کیوں اتنی دیر کو
بیمارِ غم کی زیست ہے باقی ذرا سی اور

اتنا ہی یاد ہے شب میں اوس مستِ ناز کا
کہنا وہ شوخیوں سے کہ ساقی ذرا سی اور

ایدل خدا کے واسطے ہمت نہ ہارنا
منزل ہے راہِ شوق کی باقی ذرا سی اور

بتخانہ سے ہی راہ ہے اک کوے یار کی
ہمت اگر ہے تجھ میں عراقی ذرا سی اور

اون سے شبِ وصال ہم اے کاش یہ کہیں
حسرت ابھی تو دل میں ہے باقی ذرا سی اور

کیا فکر ہے کہ حضرتِ ناصح ہی آ چکے
آنے میں اونکے دیر ہے باقی ذرا سی اور

نامِ خدا ہے آج تو دشمنوں کو پلا
ہمت تجھی سے چاہیے ساقی ذرا سی اور

توبہ کیے ہوئے تھے مگر اب یہ حال ہے

حسرت یہ کہہ رہی ہین کہ ساقی ذراسی دور

چلنا پڑیگا آپ کو در سے ذراسی دور
گھر ہی ہمارا آپکے گھر سے ذراسی دور

آتے ہی آتے راہ مین کیا جانے کیا ہوا
تیر نظر رہا تھا جگر سے ذراسی دور

حائل ہیں اک نقاب کا پردہ ہی رہ گیا
دل تھا ہمارا اونکی نظر سے ذراسی دور

جلدی سے بند کر دیا تقدیر دیکھتا
ہم رہ گئے تھے روزن در سے ذراسی دور

وہ ہاتھ تیغ کی ہی نزاکت نے روک تھام
خنجر رہا تھا اونکی کمر سے ذراسی دور

جاتے ہی جاتے رک گئے کچھ مجھکو دیکھکر
دست عدو تھی اونکی کمر سے ذراسی دور

کسکا خرام ناز یہ پامال کر چلا
تڑپا کیا مین راہ گذر سے ذراسی دور

تیر نگاہ رہ گیا سینہ مین آتے ہی
دل ہو ذراسی دور جگر سے ذراسی دور

دشمن تو ساتھ ساتھ پھرے سارے باغ مین
ہم جا سکے نہ آپکے ڈر سے ذراسی دور

اللہ کی ہی شان وہ دیکھو سے آگئے
گھر تھا ہمارا غیر کے گھر سے ذراسی دور

اچھا ہوا کہ آپ ذرا پہلے آگئے
میری دعا رہی تھی اثر سے ذراسی دور

کہتے ہین دیکھکر وہ مری دود آہ کو
یہ آسمان تو رہ گیا سر سے ذراسی دور

ڈالا ہی خلد مین تری رحمت نے کھینچکر
دوزخ رہا تھا دامن تر سے ذراسی دور

مالک ہین آپ حشر کے یا شافع امم
جنت کا در ہی آپکے در سے ذراسی دور

آتے ہی اونکے چہرے پہ تھا یہ چھٹ گئی
سمجھے کہ ہم رہے ہین قمر سے ذراسی دور

وہ مسکرا کے رہ گئے مقتل مین ہای ہا
شور نمک تھا زخم جگر سے ذراسی دور

باتین یہ پیار کی ہین سب آنکھونکے دیکھتے / پھر کچھہ نہین ہوی جو نظر سے ذراسی دور

کیا دل کسی نے لوٹ لیا کیا غضب ہوا / حسرت گئے تھے آپ ادہر سے ذراسی دور

آنے مین تمنے وان جو لگائی ذراسی دیر / سینہ مین یان نہ سانس سمائی ذراسی دیر

قاتل نے تیغ بھی نہ اوٹھائی ذراسی دیر / کب ہاتھہ کی دکھائی صفائی ذراسی دیر

سینہ پہ رکھہ کے دست حنائی اوٹھا لیا / دل مین ہمارے آگ لگائی ذراسی دیر

ہم مرمٹے تباہ ہوے خاک مین ملے / صورت نہ تمنے آکے دکھائی ذراسی دیر

کہتے ہین تیری رات کے نالونکا ہے اثر / اونکو جو رات نیند نہ آئی ذراسی دیر

کندہے پہ رکھکے نعش مری گھر سے پھینکدی / ایذا عدو نے آج اوٹھائی ذراسی دیر

اللہ ری نازکی کہ غش آنے لگا اونہین / تہامی جو مینے اونکی کلائی ذراسی دیر

دشمن سے اور اون سے ہوی جنگ زرگری / تھی چھیڑ دیکھنے کو لڑائی ذراسی دیر

جاتا ہی اس لئے مجھے بزم رقیب مین / کرتی ہے کچھہ لگائی بجھائی ذراسی دیر

ہے نیند کا خیال ترے پاسبانکو کب / کمبخت کو تو موت نہ آئی ذراسی دیر

جھوٹون بھی وصل کا کبھی وعدہ نہین کیا / دلکی کلی نہ تمنے کھلائی ذراسی دیر

بدلون مین اپنے دلکو تری دل سے بیوفا / مانگے ملے جو مجھکو خدائی ذراسی دیر

بھولیگی عمر بھر نہ مرے دل سے یاد یہ / لذت جو تمسے وصل مین پائی ذراسی دیر

دشمن سے سیکھہ آئے تھے آخر کو چپ ہوے / باتین بنائین سیکھی سکھائی ذراسی دیر

دشمن نے جو کیا ہے وہ سب جانتے ہو تم
لیکن سزا کیے کی نہ پائی ذرا سی دیر

آٹھون پہر ہے ذکر بیان تو زبان پر
تمکو جو یاد آئی تو آئی ذرا سی دیر

یہ سوچتا ہون میرا انتقا وہ دیکھین
مانگے ملے جو موت پرائی ذرا سی دیر

اب مر رہا ہون اسکی پشیمانیون مین ہین
فرقت کی رات نیند جو آئی ذرا سی دیر

حسرت نہ شاد کیون ہون مرا کام بن گیا
دشمن کو اوسنے آنکھ دکھائی ذرا سی دیر

ٹھہرے نہ تم جو گھر مین ہمارے ذرا سی دیر
آیا نہ چین درد کے مارے ذرا سی دیر

شاید وہ بے وفا کہین آتا نہو ادہر
رہنے دو نعش گور کنارے ذرا سی دیر

کیا جانیے پھر مرا دلِ افسردہ کیا کرے
یہ ہی رہے جو تیرے اشارے ذرا سی دیر

اوٹھیگی میرے ساتھ قیامت ہی بزم مین
یہ ہی رہے جو طور تمہارے ذرا سی دیر

کس مُنہ سے یہ کہا تہا ہم آئینگے رات کو
ٹھہرے نہ عہد و قول تمہارے ذرا سی دیر

سائل ہین یا جواب ہو یا مدعا ملے
ٹھہرے یہان تیرے در کے سہارے ذرا سی دیر

تو ہے عدو ہے اور تری بزم ناز ہے
ہم بھی تو کر لین تیرے نظارے ذرا سی دیر

ای آہِ واپسین تری تاثیر دیکھ لی
ٹھہرے وہ میری نعش پہ بارے ذرا سی دیر

وہ ماہ رو جو بام پہ جلوہ فگن ہوا
ٹھہرے نہ پھر فلک پہ ستارے ذرا سی دیر

حسرت ترا پتا ہی نہ تہا رات کو کہین
وہ آکے تیرے در پہ پکارے ذرا سی دیر

دربان اب وہ رکھتے ہین در پر ادہر اودہر
پہ مار تو نہین ہین کہین گنج حسن کے
رکھتے ہو کوئی بات تو کہتے ہو اس طرح
کوئی لگا نہ لے وہ نہین ہاتو نہین خوف ہے
ایسا مزا ملا خلش خار کا جسے
آرام سے بسر وہ کرین بزم غیر مین
پہنی پڑیگی آپکو انبوہ کات حسن
چھٹنا کسی طرح نہین تاکا مہونکا ساتھ
یہ تو نہین امید کہ کچھ اور ہو سکے
تاثیر میرے جذبۂ دل کی جو رنگ لائی
او خوش خرام اس قدر رعنا کی یاد مین
اتنا کیا ہے قتل وہ کہتے ہین غیر سے
قاتل یہ کہہ رہا ہے کہ ہو مجھکو جب خوشی
کچھ ہے سخت جانون کا بیچے مقابلہ
ایسی ہو بات کچھ مجھے اللہ کم کرے
موقع برا ہے راہ پہ کوئی لگا نہ لے
یہ ہے غرور حسن کہ تجھکو خبر نہین

دیکھے شتا کوئی او نہین جھپکر ادہر اودہر
زلفین پڑی ہین آپکے رخپر ادہر اودہر
تم دیکھتے ہو سے پہلے مکرر ادہر اودہر
محفل مین غیر بیٹھے ہین آکر ادہر اودہر
تکیون کی جای رکھتا ہون خنجر ادہر اودہر
ہم رات بھر بھٹکتے رہین سر ادہر اودہر
سائل ہین جمع آپکے در پر ادہر اودہر
مجکو پھرا رہا ہے مقدر ادہر اودہر
اوس کوچہ مین لگاتے ہین چکر ادہر اودہر
تم دل کو تھام کر پھرو مضطر ادہر اودہر
سر پیٹتے ہین سرو و صنوبر ادہر اودہر
لاکھون پھرینگے خون کے محضر ادہر اودہر
مقتل مین سیکڑون ہون اگر سر ادہر اودہر
کیا تم دکھا رہے ہو یہ خنجر ادہر اودہر
تم ڈھونڈھتے ہو پھر پھر محشر ادہر اودہر
پھرتا شراب پیکے نہ یا ہر ادہر اودہر
برپا ہے تیری چال سے محشر ادہر اودہر

لاکھون کو ذبح کرتا ہی اونکا خرام ناز
رفتار ہی کہ باندہے ہین خنجر اودہر اودہر

تاثیر کر گئی ہے کہین دل جلون کی آہ
کچھ جلتے تو دیکھتے ہین وہ ہنسکر ادہر اودہر

کہلتا نہین ہی حال کہ گہبرا رہی ہین کیون
حسرت کچھ آج پہرتے ہین مضطر ادہر اودہر

دل کو پسند آیا ہی اک گلعذار پہر
آئی لبون پہ ہاے مری جان زار پہر

جلوہ کسی کا دور سے دیکہا ہی بام پر
قابو مین اب نہین ہی دل بیقرار پہر

پورے ستم پہ ہوگئے دشمن کے حوصلے
اوس بزم مین ہوئی ہی ہماری پکار پہر

مدت سے اس امید پہ دن کاٹتے ہین ہم
ہونگے نصیب ہمکو ہی بوس و کنار پہر

باقی اگر ہے عمر تو رونق ہی کس لئے
ای عندلیب آئیگی اسبکے بہار پہر

برباد ہو رہی ہی کسی دل جلے کی خاک
چہایا ہوا ہے چرخ پہ گرد و غبار پہر

چہوڑا ہی ساتھ دل کا جو ہوش و حواس نے
کیا یاد آگیا کوئی غفلت شعار پہر

تیر و کمان لئے کوئی آتا ہی اسطرف
کیا خاک تو وہ ہوگا ہمارا مزار پہر

افسردہ کیون ہے ای دل ناکام شاد ہو
تیر نگاہ یار کریگا شکار پہر

اوٹہتا ہی بعد مرگ بھی کچھ دل مین ولولہ
دامن سے جا لگا ہی کسی کے غبار پہر

ڈگری ہوئی تہی مجکو یہ حسرت ہی تو ہین
پیتے ہین اب شراب وہ لیکر اودہار پہر

نہین کہتا کہ میری آئین گھر
کاش اپنے ہی وہ بلائین گھر

میری آنکھوں میں دل میں سینہ میں
کاش آ کر کہیں بنائیں گھر

بہولکر وہ کبھی تو آئیں گے
غیر کے نام سے بتائیں گھر

ایسی تقدیر ہی کہاں دشنام
وہ بلا کر ہمیں سنائیں گھر

ایسی تدبیر کوئی بن آئے
وہ کسی طرح میرے آئیں گھر

جب فلک سے کہیں اوترتی ہیں
پوچھتی ہیں مرا بلائیں گھر

بیخودی سے نہیں ہے یاد ہمیں
اپنا ہم اونکو کیا بتائیں گھر

تیرے جی میں ہے اب دلِ بیتاب
گالیاں جا کے اوسکی کہائیں گھر

جذبۂ دل کا جب اثر سمجھوں
دوڑ کر خود وہ میرے آئیں گھر

یہی سمجھے ہو کچھ کہ اب دل میں
گر کہیں آپکی چھپائیں گھر

یہی دل میں ہے آرزو حسرت
کبھی ایسا ہو وہ بلائیں گھر

چلے آئیں الٰہی وہ نمکداں ہاتھ میں لیکر
دلِ زخمی کریں پھر ہم نمایاں ہاتھ میں لیکر

یہ ضد ہے دشمنِ ایماں انکو اپنی جھوٹی باتوں پر
قسم مصحف کی کہالے پھر مسلماں ہاتھ میں لیکر

سر اسنے تیغ لیلی ہے نہوتا عذر قاتل کو
چلے ہیں قتل کا ہم اپنے ساماں ہاتھ میں لیکر

جو کی صحرا نوردی تمنے ہم بھی دیکھتے ہیں
وہ فرماتے ہیں تصویرِ بیاباں ہاتھ میں لیکر

بناؤ ظلم اپنا حشر میں کیونکر چھپاؤ گے
پھرینگے نامۂ اعمال انساں ہاتھ میں لیکر

مری ناصح نے کی تدبیر کچھ پر نہ بن آئی
نہ چھوڑا وحشت نے گریباں ہاتھ میں لیکر

کہان جاتے ہو دیکھو وقت ہے یہ اد بلنو کا
کہینگے حشر مین ہم اونکا دامان ہاتھ مین لیکر
توکل کی وہ دولت ہے اگر انسانکو حاصل ہو
تو پہینکے خاک مین مہر سلیمان ہاتھ مین لیکر
پریشانی کا اپنی حال گر مین اونسے کہتا ہون
دکہا دیتے ہین وہ زلف پریشان ہاتھ مین لیکر
عجب کچھ حال ابتر ہو گیا ہے اب زمانے کا
ہزارون بیچتے پہرتے ہین ایمان ہاتھ مین لیکر

جو آجاتا ہے حسرت ذکر کچھ یوسف کی صورتکا
دکہا دیتے ہین ہم تصویر جانان ہاتھ مین لیکر

شرم ہے اوسکو مرے پاس وہ آئے کیونکر
غیر کا گہر ہے وہان مجکو بلائے کیونکر
دسترس مجکو تقدیر پہ ممکن ہی نہین
بخت خوابیدہ مرا کوئی جگائے کیونکر
سخت جانی کا مری صرف بہانہ ہے اوسے
ہاتھ اوٹہتا ہی نہین تیغ لگائے کیونکر
نالۂ دل کو مرے پاس ادب ہے اوسکا
جاکے راتونکو وہان شور مچائے کیونکر
نالہ کرتے ہوئے ڈرتا ہون شب وصل عدو
کوئی اوس فتنۂ خفتہ کو جگائے کیونکر

رحم آتا ہے اوسے حشر ہوا ای حسرت
ساری عالم کو وہ دیدار دکہائے کیونکر

آچکا چین مجھے قبر مین مردا ہوکر
خاک کیا میری اوڑیگی نہ بگولا ہوکر
جلوہ فرما جو وہ بت ہوگا صنم خانہ مین
شیخ بہی آئے گا رہبان کلیسا ہوکر
حسرتین دل کی نکالونگا مین کیا کیا اپنی
تو اکیلا مرے کوچہ سے جو گذرا ہوکر
دیکھ تو پردہ محمل کو اوٹھا کر لیلی
قیس کی خاک اوڑی ہے یہ بگولا ہوکر

کیا تماشا ہی کہ اب حسرتِ دیدار مری
رخِ روشن پہ تری چہائی ہی پردا ہوکر

ہان مدد آہ ذرا بل تو نکالون اسکا
چرخ کجباز یہ چلتا نہین سیدہا ہوکر

بات بھی اسکی کبھی تم تو نہین پوچھتے ہو
پہر رہے گا دلِ بیمار یہ کس کا ہوکر

او کماندار پڑا ٹھیک نشانہ تیرا
رہ گیا تیر مرے دل مین تمنا ہوکر

منہ چھپایا جو مجھے اوسنے دکھا کر حسرت
رہ گیا ایک اندھیرے مین اوجالا ہوکر

دوست پہلو مین رہا جان کا خواہان ہوکر
دل سلگتا ہی چراغِ تہِ دامان ہوکر

آپ پہلو سی چلے جاتے ہین مہمان ہوکر
دل مین اک رات تو رہ جایئے ارمان ہوکر

منہ چھپاتے ہو عبث ایسا دبے ان مین ہو
کہ نگاہین مری رہ جاتی ہین مژگان ہوکر

میری مرتے ہی وہ بیداد کا عالم نہ رہا
ظلم سے توبہ وہ کرتے ہین پشیمان ہوکر

خاکساری کا نتیجہ یہ ملیگا مجھکو
پاؤن چومونگا تری ریگِ بیابان ہوکر

حسن کا جوش چھپائے سی کہین چھپتا ہے
منہ چھپاتے ہو عبث مہرِ درخشان ہوکر

منہ سی کچھ بات نکلتی نہین میری آگے
نیچی کر لیتے ہین گردن وہ پشیمان ہوکر

حائلِ خلد ہی افسوس عدم کا صحرا
باغ مین جاتے ہین پر ایک بیابان ہوکر

وہ تصور مین بھی آئین تو رکاوٹ ہی وہی
دل مین رہتے ہین مگر غیر کا ارمان ہوکر

روز انکار سے اور روز ہی پی لیتا ہون
توبہ رہتی ہے مگر آپ کا پیمان ہوکر

خوبرو چھٹتے ہین بگڑ لیسے سنور جاتے ہین
دیکھین کیا قہر کری زلف پریشان ہوکر

بن گئے حسرت و ارمان کے ہزاران مدفن | دل یہ سینہ مین رہا گور غریبان ہوکر

عشقبازی کا تمہین شوق تو ہوا ہی حسرت
حسرتین دل کی نکلجائین گی ارمان ہوکر

سب سے اچھی ہے مری جان تمہاری تقدیر | ہان مگر تمسے بھی دشمن کی ہے پیاری تقدیر
حرف اچھا کوئی پایا تو مٹایا فورًا | خوب ہی کاتب قدرت نے سنواری تقدیر
لڑکے دشمن سے وہ آئے ہین ہمارے گھر مین | آجکل تو ہے ترقی پہ ہماری تقدیر
بخت خفتہ مرا بیدار ابھی ہوجائے | میری قسمت سے جو لڑجائے تمہاری تقدیر
دن بھی پھر جاتے ہین جسوقت نصیبے الٹے ہون | یاد آتی ہے بُرے وقت مین پیاری تقدیر
غیر کے پاس وہ ہین اور دعا کیا مانگین | اپنے دشمن ہی کی قسمت ہو ہماری تقدیر
عشق کے واسطے دل ہمنے لگایا تھا مگر | مفت کے رنج سہے یہ ہی ہماری تقدیر
دیکھنا تم کو دشمن سے مٹاؤن کیسا | میری قابو پہ جو چڑھجائے تمہاری تقدیر
وصل کی شب ہو میسر تو عدو سے پوچھین | دیکھ اچھی ہے تری یا کہ ہماری تقدیر
تمکو دشمن کی محبت ہے تمہاری ہے مجھے | میری تقدیر سے ملتی ہے تمہاری تقدیر

ہای حسرت نہوا کوشش احباب سے کچھ
خود ہی لڑجائے تو لڑجائے ہماری تقدیر

ابھی سیکھے ہو تم ستم دوچار | کھائے بیٹھے ہین جسپہ سم دوچار
آپکا کب فریب کھلتا ہے | دیکھئے اور آگئے دم دوچار
دیکھین ہم بھی پھر قیامت کو | وہ اوٹھائین اگر قدم دوچار

یہ نہ سمجھو کہ تمپہ مرتے ہین
آہی رہتی ہین یان ستم دو چار

مرنیوالے سنبھل نہین سکتے
اور کر لیجے ستم دو چار

قتل ہونے کی جب ہٹی حسرت
ہم جو دنیا مین لین جنم دو چار

یہ عنایت ہی ہمکو کافی ہے
کیجیے سو ستم کرم دو چار

یان ہزار ونکا روز مجمع ہے
دل مین میرے نہین ہین غم دو چار

ابھی آئی نہین ہے طرز جفا
روز کرتے ہو گو ستم دو چار

ہمسا ملتا نہین ہے ایک تمہین
ڈھونڈہ لاتے ہین تمسی ہم دو چار

اونکی سرکار کا ہے کیا کہنا
روز بھرتے ہین وان شکم دو چار

اونکو مد نظر ہے مشق جفا
ذبح ہوتے ہین کم سے کم دو چار

تم ذرا ٹھہر کے چلے جانا
اور باقی رہے ہین دم دو چار

دل کے پھنسنے کی شکل پھر کیا ہو
زلف مین گر رہین نہ خم دو چار

دم اولجھتا ہے ایک ہونیسے
مجکو درکار ہین عدم دو چار

یہ شہیدون کی اونکے کثرت ہے
روز بھر جاتے ہین ارم دو چار

مجکو فرصت نہین ہے گو حسرت
کرے مضمون مگر رقم دو چار

ردیف الراء الہندی

جاؤ تم اغیار کو لیکر پہاڑ
رکھ لیا ہے تمنے چھاتی پر پہاڑ

آگ ہوتی گر نہ دل مین عشق کی
کوہکن پتھر کاٹتا کیونکر پہاڑ

دل لگانا سہل ہی سمجھے تھے ہم
میری جان پہ سخت ہی پتھر پہاڑ

تیرے دیوانہ پہ یہ پتھر پڑے
سنگ طفلان سے ہوا اکثر پہاڑ

کیون نہ چونکین خفتگان خاک پھر
جب ہلاتی ہے تری ٹھوکر پہاڑ

کچھ اثر تجھکو نہین اے سنگدل
میری آہون سے ہے پتھر پہاڑ

دہوم ہے یارب یہ کسکی آہ کی
کانپتا ہے آج کیون تھر تھر پہاڑ

ناتوان ایسا ہون کہ ذرہ ریت کا
اب ڈراتا ہے مجھے بنکر پہاڑ

حلق کیا دل کیا کلیجا کیا مرا
کاٹ ڈالے گا ترا خنجر پہاڑ

آہ کا ہوتا نہین کچھ بھی اثر
دل ترا ہے آئنہ منظر پہاڑ

یاد تھے تیرے وقار و تمکنت
خواب مین دیکھا کیا شب بھر پہاڑ

اوٹھ نہین سکتا ہو نہین اس بوجھ سے
بار عصیان ہے مرے سر پر پہاڑ

کس مصیبت مین ہون حسرت کیا کہون
غم کا ٹوٹا ہے مرے سر پر پہاڑ

دیکھیے اچھی نہین کرتی کسی مائل سے چھیڑ
چھیڑ ہی مد نظر ٹھہری تو دلکو دل سے چھیڑ

ہان مدد اے باد صحرا اب یہ تیرے ہاتھ ہے
خاک مجنون کی چلی جائے ذرا محمل سے چھیڑ

پڑ سکینگے خضر کیونکر بادیہ پیمائی عشق
یونہی ہمسے کر رہے ہین قطع کی منزل سے چھیڑ

سخت جانی کی بدولت آجتک جیتا ہون مین
روز گو کرتا ہون جاکر خنجر قاتل سے چھیڑ

نوک کیوں توڑی ہے خنجر کی سبب اسکا ہے کیا
آجکل مدِ نظر ہے آپکو بسمل سے چھیڑ

یہ تو ممکن ہی نہیں ہے وصل و نکاح ہو سکے
ہاں کیے جاتے ہیں لیکن سعیِ بیجا وصل سے چھیڑ

دل کا لینا ہے اگر مدِ نظر تو آپ کو
واقعی بیکار ہے بے سود ہے بیدل سے چھیڑ

سینۂ افگار کی رگ رگ بجے گی تار سا
رنگ دیکھائینگی ظالم پر ذرا تو دل سے چھیڑ

کیوں طلب کرتے ہو اسکو آج بزمِ ناز میں
تمکو ہی منظور ہے کچھ حسرتِ مائل سے چھیڑ

دوستی کو ہو گئی مدت نہ توڑ
دیکھ ظالم رشتۂ الفت نہ توڑ

وصل ہوگا پر تحمل چاہیے
اے دلِ مضطر مری ہمت نہ توڑ

صاف آئینہ نہیں ہے دیکھ لے
دل میں ہے کندہ تری صورت نہ توڑ

ہجر لکھدے غیر کی تقدیر میں
تو قلم اے کاتبِ قسمت نہ توڑ

زندگی کا ایک حیلہ ہے یہی
ناامیدی آس کی صورت نہ توڑ

کر نہ پامالِ خرامِ ناز تو
دیکھ او ظالم مری تربت نہ توڑ

جو ترے جی میں ہو وہ کرلے ستم
بیوفا ہمسے مگر چاہت نہ توڑ

جان نثار و نیر نہ کر ظلم و ستم
بیگناہ ہوں پر تو یہ آفت نہ توڑ

دل لگی کا ہے یہی اک سلسلہ
بیڑیاں تو میری اے وحشت نہ توڑ

پہلی ہی شب ہے نکر انکارِ وصل
ایسی باتوں سے دلِ حسرت نہ توڑ

مدِ نظر ہی گر کسی مائل سے چھیڑ چھاڑ
دلکو لگا کے کیجیے پھر دل سی چھیڑ چھاڑ

کرتا ہی دور دور سے ایسی لگاوٹین
دریا کی جیسے ہوتی ہی ساحل سی چھیڑ چھاڑ

لو منہ چڑا رہے ہین وہ آئینہ دیکھکر
کرتے ہین اپنے مدِ مقابل سی چھیڑ چھاڑ

ہم اور خضر بادیہ پیما سے عشق ہین
باہم شروع ہے کئی منزل سی چھیڑ چھاڑ

آتے ہین بام پر وہ نکلتے ہی چاندنی
ہر رات ہوتی ہی مہ کامل سی چھیڑ چھاڑ

اوس شاخِ گل کی رکھی ہی تصویر باغ مین
گلچین سے دل لگی ہی عنادل سی چھیڑ چھاڑ

اندیشہ ناک ہم وہ سراپا حجاب ہین
ہوتی ہی ایسے وقتمین مشکل سی چھیڑ چھاڑ

یونہی رہی یہ چھیڑ تو زندان مین ہم کہان
کرنے لگے ہین ہاتھ سلاسل سی چھیڑ چھاڑ

کرتا ہون اوسکی بزم مین جنت کے تذکرے
مدِ نظر ہی حور شمائل سی چھیڑ چھاڑ

وہ آنکھ ہی چرا لیے تو اپنا یہ حال ہی
ہم اپنے آپ کرتے ہین قاتل سی چھیڑ چھاڑ

اوس نامراد نے تو کیا صبر اختیار
حسرت تم آپ ہی نہ کرو دل سی چھیڑ چھاڑ

ردیف الزاء منقوطہ

مجھکو معلوم تو ہو مین نہین آیا کس روز
پھر بجا ہان تمنے مجھے گھر مین بلایا کس روز

میری ہی جان پہ ہر روز جفا ہوتی ہی
غیر کو آپ ہی فرمائین ستایا کس روز

تو تو بے صبر ہی یہ آپ بجا کہتے ہین
مجھکو فرمائیے دیدار دکھایا کس روز

بات کرنے کی نہین ضعف سے جب تاب مجھے
میری بالین پہ وہ آیا ہی تو آیا کس روز

جب وہ بگڑی ہوئی اغیار کے گھر بیٹھوتھے / دوستون نے مرا احوال سنایا کس روز

دل بیتاب پہ کب ہوگی عنایت اونکی / پھر سے ارمان بر آئینگے خدایا کس روز

منتین کرکے کبھو کب نہین روکا مینے / ہاتھ سے آپنے دامن نہ چھوڑایا کس روز

مینے کس روز کیا ہاتھ کو سینہ سی جدا / چین سے پیر دل بیتاب نے پایا کس روز

تمنے کس روز لگایا ہی گلے سے مجکو / پھر ارمان مرے جان بر آیا کس روز

پھر سے افسانہ کو پہلے ہی سی کہتے ہو برا / تمنے کس روز سنا مینے سنایا کس روز

مفت کا آج نہ حسرت کو لگاؤ الزام
اوس نے کب عذر کیا تمنے بلایا کس روز

سب سے بالا ہے نرالا ہے تمہارا انداز / ہر حسین سیکھنے والا ہے تمہارا انداز

ساری دنیا سے نرالا ہے تمہارا انداز / دل مرا دیکھنے والا ہے تمہارا انداز

بیوفائی کا نو انداز برا تھا لیکن / حسن نے خوب سنبھالا ہے تمہارا انداز

حور و غلمان و پری جن و بشر کوئی ہو / سب کے انداز سے بالا ہے تمہارا انداز

کس طرح اوسکو اوڑالیگی پرستانکی پری / کیا کہین منہ کا نوالا ہے تمہارا انداز

وہی شوخی ہو وہی ساری شرارت اسمین / اب تو دل نے ہی نکالا ہے تمہارا انداز

کچھ چھپاتا ہو گمان دل کی طرف جاتا ہو / یہی پہچاننے والا ہے تمہارا انداز

لیگا حور کی صورت سے نتفر اوسکو / جو کوئی دیکھنے والا ہے تمہارا انداز

نوک کیون دل مین خدا جانے نہ چھبی جاتی ہے / کوئی برچھی ہو نہ بھالا ہے تمہارا انداز

سنتے سنتے ہی کچھ آئی ہے طبیعت اپنی
ہمنے دیکھا ہے نہ بہالا ہے تمہارا انداز

جان کی طرح ہمیشہ ہی رہا ہے دل مین
عشق نے خوب ہی پالا ہے تمہارا انداز

کوئی پہلو مین نہین دیکھنے والا دل کا
ہان مگر دیکھنے والا ہے تمہارا انداز

نام سے آپ نہ حسرت کے تنفر کیجے
اسکے باعث سے دوبالا ہے تمہارا انداز

اونکی دل مین جگہہ جو پائے راز
دلمین بہولا نہ پہر سمائے راز

دلمین آیا تو آئے گا لب پر
اس سے دلمین نہ آنے پائے راز

یہ بہی درپردہ بات ہے کوئی
دلمین آتا ہے بے بلائے راز

نہو کچہہ بہی تو کیا سکھے کوئی
دلمین گر ہو تو لب پر آئے راز

نہین باقی رہی جگہہ دل مین
مجکو اپنا نہ منہ دکہائے راز

دخل کیا ہے جو لب تک آجائے
ہمکو اپنا کوئی سنائے راز

سامنے ہو تو کچہہ کہے منہ سے
نہ چہپے خود تو کیون چہپائے راز

اوسکے مطلب کی ہم کرین کوشش
ہمکو حسرت اگر بتائے راز

عشق کہے ہمکو چہپائے راز
آنسوؤن سے اگر بتائے راز

صاف کہدو جو رات گذری
نہ چہپاؤ سنے سنائے راز

بات کہنے سے جی مین ڈرتا ہون
کہین اپنے نہون پرائے راز

دل مرحوم جب ہی دفن ہوا
ہمنے مرقد مین سلائے راز

بدگمانی سے یہ ہوا فتنہ
کہ نہ دلمین بہی آنے پائے راز

ہی بلاکر عدو کو محفل مین
ہمنے پوچھے چھپے چھپائے راز

مین کہونگا نہ انکو محشر مین
دلمین ہین کچھہ دبے دبائے راز

رازداری کا دلکی کیا کہنا
کچھہ بڑہا دی نہ کچھہ گہٹائے راز

بدگمانی سے ہے اوسکی جانب یون
تمکو حسرت کو کب بتائے راز

ردیف سین مہملہ

کوئی جینے کا نہین اپنے سہارا افسوس
ہوگیا ہمسے خفا آج وہ پیارا افسوس

موت کے بعد بھی دلمین ہی ارمان رہا
آنکھہ بھر کر اوسے دیکھا نہ دوبارا افسوس

وہ بھی دیکھے کہ تم منہ جو چہپا لیتے ہو
اس کٹاوٹ نے مجھے جان سے مارا افسوس

پاس جنکے کبھی دن رات رہا کرتے تہے
ابتو اونکا نہین ملتا ہی نظارا افسوس

آرزو جسکو کبھی تھی مرے گھر آنے کی
ابتو ملنے سے وہ کرتا ہے کنارا افسوس

گالیان یون ہمین بارہا سنا جاتے تہے تم
دل ہی قابو مین نہین ہے ہمارا افسوس

ڈوبکر عشق کے دریا مین ادہر کوئی
نہین اس بحر کا ملتا ہے کنارا افسوس

رہ گئے گھر مین مرے رات وہ آتے آتے
پھر گیا کچھہ مری قسمت کا ستارا افسوس

پہلے پہل اوسکی نظر دل سے مرے پار ہوئی
تیر ظالم نے مرے تاک کے مارا افسوس

ہو گیا صبح شبِ وصل مرا حیف وصال
وصل اوسکا نہوا ہای دوبارا افسوس

تنگ آ کر مری نالون سے وہ فرماتے ہین
مرنیوالون لئے تو ہی ہے تجھے یارا افسوس

ہمسے ناراض تو ہوتے ہو خبر بھی ہے تمہین
اور پر مرتا ہے وہ دوست تمہارا افسوس

رہ گئی جلوۂ دیدار کی حسرت دلمین
ایک ہی وار مین سفاک نے مارا افسوس

یہی حسرت ہے کہ نیچی ہی نگاہون سے کبھی
میری جانب ہوا کوئی اشارا افسوس

ہم تو حسرت اسی احسان مین بکے جاتے ہین
صاف کرتے ہین جو دیوان ہمارا افسوس

یون جلے دل غمِ نہان افسوس
خاک ہی جائے رائگان افسوس

دل کی دل ہی مین رہ گئی حسرت
حیف ای مرگِ ناگہان افسوس

ناز بھی تیرا اوٹھہ نہین سکتا
ہوگیا ایسا ناتوان افسوس

آہ کرتی نہین ہے ہائے اثر
کارگر کچھہ نہین فغان افسوس

آ لگی تیغِ ناز کا صاحب
وہ تڑپتا ہے نیمجان افسوس

سوزِ پنہان نے مجکو پھونکدیا
جلگئے مشتِ استخوان افسوس

ہوگئی تمکو غیر سے الفت
ہای افسوس جانِ جان افسوس

ہوگیا اونپہ رازِ عشق عیان
کیا کیا تو نے رازدان افسوس

پاس ایمان نہین رہا حسرت
آپ اور کوچۂ بتان افسوس

تہے جمع غیر حور شمائل کے آس پاس
حسرت کا تہا ہجوم مرے دل کے آس پاس

ہم ہی ہوئے نہ کشتۂ تیغ نگاہ پہر
لاکہون تڑپ رہی ہین ہ قاتل کے آس پاس

امید و بیم و حسرت و حرمان و یاس کا
کیسا ہجوم ہے تری بسمل کے آس پاس

کس طرح سے گذر ہو وہان مجہ غریب کا
پہری لگے ہین غیر کی محفل کے آس پاس

گردش مین چرخ سی نہین کم قیس کا غبار
قربان ہوتا پہرتا ہی محمل کے آس پاس

اونکو دکہاؤن مین جو گل داغ کی بہار
آبیٹہین بلبلین بہی مرے دل کے آس پاس

اک تو ہی میرے پاس رہتا ہے دور دور
کیسا ہجوم گل ہے عنادل کے آس پاس

منظور خیر جان کی حسرت ہے گر تمہین
جانا کبہی نہ کوچۂ قاتل کے آس پاس

ہجر کی کیا ہو زندگانی راس
ہمکو آئی نہ یہ جوانی راس

آگئی نیند حال غم سنکر
آئی ہے کیا مری کہانی راس

وہ مٹاتے ہین آکے تربت کو
ہے شہید ونکو یہ نشانی راس

جہوٹ کہتا ہون گر عدو کا حال
مجکو آئے نہ یہ جوانی راس

گالیان جسکو دین وہ رام ہوا
آپکو تو ہے بدزبانی راس

چہٹ نہین سکتی اب ہے کہنہ
مجکو آئی ہے یہ پرانی راس

فارغ البال ہمتو رہتے ہین
کچہ قفس کا ہے دانہ پانی راس

راس آئی ہے دلدہی مجکو
تمکو آئی ہے دلستانی راس

دیکھو لپٹے تم عدو کا دل — یہ نہیں چیز تمکو آتی راس
گھر کو لوٹا ہے میہمانون نے — دل کو آئی نہ میزبانی راس
تم نہ جانا عدو کی دعوت مین — نہین ایسونکی میہمانی راس
اونکو نفرت ہوئی ہے دشمن سے — تجکو آئی ہے بدگمانی راس
لطف دیکھو کہ اونکے طالع سے — رل گئی میری ناگہانی راس

آگ حسرت لگے عدو کے گھر
آہ کی ہو شرر فشانی راس

ردیف شین معجمہ

رخ شعلہ مزاج یار آتش — پہونکے گی یہ لاکہہ بار آتش
تلوون مین لگی تہی کسکے مہندی — بہڑکی جو سر مزار آتش
ہے برق اگر ترا تبسم — رخسار ہین اے نگار آتش
ہے رشک بری بلا کا دل مین — لگجاتی ہے ایکبار آتش
جلتا ہے جو دل سلگ سلگ کے — تہی سر و حنای یار آتش
دل ہے جو شرر جگر ہے اخگر — آتش سے ہے ہمکنار آتش
دوزخ مین تمہارے جلون سے — ہو جائیگی شرمسار آتش

جل کر تپ ہجر سے عجب کیا
حسرت کا بنے غبار آتش

برقع ترا جو حور شمائل ہی پاش پاش
ٹکڑے ہوا ودہر نقاب ادہر دل ہی پاش پاش

تیغ ادا سے یار نے چورنگ کر دیا
سینہ مین پارہ پارہ جگر دل ہی پاش پاش

دیوانگی کا دیکھ لیا زور چارہ گر
زندان مین اپنا طوق و سلاسل ہی پاش پاش

گستاخ ہو گیا کوئی دست دراز کیا
رخصت کیوقت دامن قاتل ہی پاش پاش

جھنجلا کے اوس نے پھینک دیا میری وار پر
ساغر پڑا ہوا سر محفل ہی پاش پاش

کیا قیس کی نگاہ بھی تلوار بن گئی
لیلے کا آج پردۂ محمل ہی پاش پاش

پٹکا ہے آستانۂ جانان پہ اسقدر
ٹکڑے ادہر ہی سر تو ادہر دل ہی پاش پاش

حسرت اب اون سے خوب ہی رہتی ہے تاک جھانک
در کا جو اونکے پردۂ حائل ہی پاش پاش

عمر کی ہوئی ہی اب اوسی منزل مین بود و باش
پہلے کبھی تھی آپکی جس دل مین بود و باش

وہ بھی تمہاری طرح سے آئی چلی گئی
کرتی نہین ہی عادل سائلین بود و باش

آباد کرتے جاتے ہین سب گوشۂ مزار
آخر ہر اک کی ہی اسی منزل مین بود و باش

خوش ہین جو جان دیتے ہین اونکے واسطے
مشکل نہین ہی کوچۂ قاتل مین بود و باش

تیر نگاہ یار یہ گوشہ کی جا تو ہے
اچھا ہی گر کرے تو مرے دل مین بود و باش

تقسیم پاتے ہوتے ہین سارے جہان مین
فتنونکی رہتی ہی تری محفل مین بود و باش

آنکھون مین پھر رہی ہے جو مقتول کی شبیہ
قاتل کی کیا ہی دیدۂ بسمل مین بود و باش

چھوڑون تو اونکے عشق کو کس طرح زاہدا
اسکی تو ہی ازل سے مرے دل مین بود و باش

لیلی تجھے تو دیدۂ مجنون حجاب ہے
اچھی نہیں تجھے آپ کا گھائل ہے خاص

بے شبہہ اب خلش کے مزے آ ہی جائینگے
تیر نگہ کی [illegible] صورت کا دل مائل ہے خاص

ایسا جہان مین اب تو کوئی انقلاب ہو
میری خیال کی [illegible] ہی محمل ہے خاص

خالی نہین ہے ہی کبھی عشرت سرای دل
لیلی وشونکی ہے اسی [illegible] منزل ہے خاص

حسرت مری نصیب سے کیا پیچ پڑ گیا
دل کی ہے زلف حور شمائل مین بود و باش

ہے خاص
ہے خاص

اونکے جانے ہی ایسا کچھ ہوا ہوش
ہمکو باقی تھا [illegible] ہے اپنا [illegible] مرض ہے خاص

آپ سمجھے نہ حشر کا وعدہ
برق مضطر اسکا آب و گل ہے خاص

شکوہ کرنا تو در کنار ای عدم
عشق کے دریا کا وہ ساحل ہے خاص

دونو جانب اگر معاف ہو
میرا عیسی ہی مرا قاتل ہے خاص

زہر جو کہا [illegible]
پہلے دل

دیکھ کر حسرت کو وہ کہتے ہین یہ
ایک ہی بوسہ کا یہ سائل ہے خاص

اسکا بیتاب یہ ہات ہے ناقص
وصل ممکن ہی نہین اپنا گمان ہے ناقص

اوسکے کچھ کسکی زبان ہے ناقص
ہمسے فرماتے ہو تم تیرا بیان ہی ناقص

[illegible]ل سنتے اغیار کی گالی و پھر
اور بیچارا تو یہ سب شور و فغان ہے ناقص

[illegible]ان مین نہ جا ای دل بیچارا ابھی
ضعف باقی ہے تجھے تاب و توان ہی ناقص

بات بتاتے ہین بڑی اور سنو
وہ یہ کہتے ہین ترا راز نہان ہی ناقص

وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمتو نہیں آتے آئین
دلِ ویران تو ترا ایک مکان ہے ناقص

محتسب آپ سوئے میکدہ جاتے ہیں مگر
کوئی پھبتی نہو رندونکی زبان ہے ناقص

لطف تو یہ ہے کہ اغیار بھی کہتے ہیں انہیں
وہ تو اچھے ہیں مگر اونکی زبان ہے ناقص

غیر کے گھر سے وہ آکر مجھے بہلاتے ہیں
تیرے ہی سر کی قسم تیرا گمان ہے ناقص

کبھی ملنے کا نہیں ایسی عبادت کا صلہ
زاہدا یہ ہوسِ باغِ جنان ہے ناقص

کوئی حسرت نظر آتی نہیں اچھی صورت
اپنی نظرون میں تو اب سارا جہان ہے ناقص

ردیف ضاد معجمہ

گالیاں مفت جو دے کون ہے ایسا فیاض
اب تو دنیا میں نہیں کوئی بھی تمسا فیاض

مانگنے والا نہ حاتم کو ملا تھا کوئی
ملکِ ویران میں جو وہ مشہور تھا اچھا فیاض

ہو تری ذات کا برا کام نکلتا تو نہیں
ہمنے مانا کہ ابھی ہین وہ سراپا فیاض

دل کا دینا نہ سہی تمسے یہ چھوٹوں تو کہا
آج ہی ہمنے تو اغیار کو دیکھا فیاض

سن لئے حاتمِ طائی کے پرانے قصے
اس زمانہ میں تو پیدا نہیں ہوتا فیاض

طالبِ بوسہ ہوئے بزمِ بتان میں تو ملا
اتنی محفل میں کوئی ایک نہ نکلا فیاض

دل تمہیں مفت دیا دل میں ذرا غور کرو
کوئی مجھسا نہوا اور نہ ہوگا فیاض

نام حاتم کا زمانہ میں ہے ابتک روشن
تم بھی کوئی نہ بنے جو نہ تھا فیاض

کبھی دیدۂ خونابہ فشان سے نہ ہوئی
دلِ بیمار نہیں جو مرا تمسا فیاض

گردش چرخ سے یہ حال ہوا اپنا حسرت
لوگ کہتے ہین کہ یہ شخص کبھی تہا فیاض

جسقدر ہو سکے کر حسرتِ بدنام ریاض
آخر الامر ترے آئیگا کچھ کام ریاض

لطف ہو حشر مین میخوار کو جنت ملجائے
کام آئے نہ ترے زاہدِ خودکام ریاض

سب طلبگار تمہارے ہین سبب کیا اسکا
کیا کیا تمنے ہوای راحت آرام ریاض

چاہنے والون سے پوچھے کوئی دلکی حالت
کرتے رہتے ہین وہی کچھ سحر و شام ریاض

سچ ہی اچھو نکی بُری بات بھلی ہوتی ہے
میرا سجدہ ہی بُرا اونکی ہے دشنام ریاض

کچھ سمجھکر ہی تجھے کرتے ہین سجدہ عاشق
تو نے بے شبہہ کیا ہی بت خودکام ریاض

عیش مین رہتی ہے گردش اسی بیچارے کو
سچ تو یہ بزم مین گویا ہی بہت جام ریاض

شرم کی بات ہی کچھ حضرتِ انسان سے نہو
اور صحرا کے کرین سب یہ دد و دام ریاض

زلف مین دل جو پہنسا ساری طریقے بہولا
کیا کرے مرغِ گرفتارِ تہِ دام ریاض

ہو کے شیشہ مین بہی جاتی ہے تلچھٹ باقی
ساقیا میرا رہا جاتا ہے ناکام ریاض

ہوگا اوسوقت تجھے لطفِ عبادت حسرت
حشر مین جب تجھے دلوائیگا انعام ریاض

برا ہی محبت کا یارب مریض
نہو کوئی الفت کا یارب مریض

سقدر برا ہے مرض ہی یہی
مین ہون اپنی قسمت کا یارب مریض

شب ہجر یہ ہی دعا تھی مری
وہ ہو ایسی حالت کا یارب مریض

یہ کہتا تھا شب کو کوئی دلجلا
نہو کوئی فرقت کا یارب مریض

مجھے ہوت منظور لیکن یہ دل
نہو اچھی صورت کا یارب مریض

مجھے لطف آئے جو ہوجائے آج
و دشمن کی الفت کا یارب مریض

کہونگا قیامت میں زاہد تجھے
یہ ہے حرصِ جنت کا یارب مریض

بدلتی نہیں ہائی عادت تری
ہوا ہوں مروت کا یارب مریض

کہا دیکھکر مجھکو عیسی نے آج
کہ ہے یہ قیامت کا یارب مریض

ملے مجھکو محشر میں آزادگی
میں ہوں جوشِ وحشت کا یارب مریض

دعا ہے یہ حسرت کی کوئی نہو
جہاں میں محبت کا یارب مریض

امید ہے کہ آج ہو اوس فتنہ گر سے فیض
کچھ ہو چلا ہے نالۂ دل کے اثر سے فیض

اب ہمسری وہ کرنے لگا مہر و ماہ سے
ذرہ کو یہ ہوا مرے داغِ جگر سے فیض

اے چارہ گر یہ سچ ہے ہماری بلا پہنسے
کسکو ہوا ہے کاکلِ بیدادگر سے فیض

ہمکو ملی ہے دولتِ نظارہ بارہا
مدت سے پا رہے ہیں ترے چاکِ در سے فیض

افسوس ہے کہ ہاتھ لگانے سے بل پڑا
غیروں کو اور ہو تری نازک کمر سے فیض

آہ و فغاں وہ روز کی سنکر یہ کہتے ہیں
کیا تمکو ہے بتاؤ تو اس شور و شر سے فیض

جنگل ہرے ہوئے مژۂ اشکبار سے
عالم کو ہو رہا ہے مری چشمِ تر سے فیض

کیا جانے وصل کہتے ہیں کسکو وصال کیا
ہمکو ہوا نہیں کبھی اوس فتنہ گر سے فیض

کیا کیا سہو نہ رنج و مصیبت مگر کبھی
حسرت ہوا نہ کوچۂ رشکِ قمر سے فیض

ردیف طا مہملہ

مجکو اب لکھتا ہی وہ دلدار خط
جب نکل آیا سر رخسار خط

کچھہ کا کچھہ جلدی مین لکھتا ہون انہین
پھاڑتا ہون بے وزین دو چار خط

گالیان ہر بار وہ دینگے تجھے
مانگتا قاصد مگر سو بار خط

ہین کرون تحریر انکو اپنا حال
لکھنے دی گر دیدۂ خونبار خط

ہاتھہ کاٹے جائین ویسی حجام
جو بناتا ہی ترا ای یار خط

قتل کی میری مقرر کی جگہہ
اوسنے کھینچا ہی سر بازار خط

تونے میری سخت جانی دیکھلی
کھنچ سکا تجھسے نہ ای تلوار خط

اسکے حالت ہی نئی برسات کی
روز بارش ہوتی ہی دو چار خط

پھاڑ کر بولے وہ میری نامہ کو
ایک خط کے کر دئے دو چار خط

مجکو حسرت اوسنے لکھا یہ جواب
پھر نہ لکھنا ہمکو یون بیکار خط

دل ناکام تجھسی کیا ہی ربط
غیر سے انکو اب ہوا ہی ربط

چھوڑ کر اب نہ تو چلے جانا
بیکسی تجھسے ہو گیا ہی ربط

غیر بھی مضطرب سا پھرتا ہی
اب ترا کس سے بیوفا ہی ربط

لطف دیکھو وہ مجھہ سے کھنچے ہین
مجھسے کب آپسے ہوا ہی ربط

دوست سمجھا ہی حال لکھنا ہے
بیر دشمن سے یہ بڑھا ہی ربط

آدمیت نہین تو پھر کیا ہے
تیرا ہر ایک سے بجا ہی ربط

وصل ہوگا اگر سقدر ہے
اوسنے نام خدا ہوا ہی ربط

چھوڑتا کیون ہے غیر کی خاطر
مجھسے مدت سے بیوفا ہی ربط

میری صورت سے کیون تجھے نفرت ہو
اونکو اورون سے ہوگیا ہی ربط

جان دیتے ہین جسکے نام پہ ہم
اوسکا دشمن سے بڑھ گیا ہی ربط

صبر مین کرچکا مجھے کیا ہے
غیر سے گر ترا بڑھا ہی ربط

بل بے بے ربطیان ستمگر کی
مجھسے وہ پوچھتا ہی کیا ہی ربط

چھوڑتی ہی نہین مجھے حسرت
دختِ رز سے یہ بڑھ گیا ہی ربط

وہ بلاتے ہین زمانے کو سر بزم نشاط
شیخ بیتاب ہی آنے کو سر بزم نشاط

کوئی بھی جائے بلانے کو سر بزم نشاط
مستعد اب ہین وہ آنے کو سر بزم نشاط

غیر کو سیر مقابل وہ بلاتے یون ہین
کوئی فتنہ ہین اوٹھانے کو سر بزم نشاط

اسقدر آپ تو اغیار سے کھل کھیلے ہین
آدمی آیا بلانے کو سر بزم نشاط

ربط اغیار سے یون ہی تجھے پیدا ہوگا
نہ بلا میری جلانے کو سر بزم نشاط

کیون جلاتا ہی مرے دل کو بتا تو ظالم
شمع کافی ہے جلانے کو سر بزم نشاط

ہم بھی تیار ہی بیٹھے ہین چلے جانے کو — کوئی آئے تو اوٹھانے کو سرِ بزم نشاط
رنگ بدلا ہی جو محفل کا کہ ابتو اغیار — اوٹھتے ہین ہمیں اوٹھانیکو سرِ بزم نشاط
نظر آتا نہین قاتل کی کمر مین خنجر — کیا ہی سینہ سی لگانے کو سرِ بزم نشاط
مجھسے میری دلِ مضطر کی تڑپ کہتی ہے — کوئی ارمان ہی بر آنے کو سرِ بزم نشاط
غیر سے پوچھتا ہون تمکو خبر ہو تو کہو — کچھ بھی ہی پینے پلانے کو سرِ بزم نشاط
نہین منظور ہی کچھ غیر کی خاطر اونکو — آئے ہین میری جلانے کو سرِ بزم نشاط

غیر کے ساتھ طلب اوسنے کیا ہی حسرت
اک قیامت بھی ہی آنے کو سرِ بزم نشاط

اغیار کے وصال کا انکار ہے غلط — سو بار گر کہوگے تو سو بار ہے غلط
مہر کی خطا ہے کیا دلِ بیتاب پر لگاؤ — پڑتی تمہارے ہاتھ سی تلوار ہے غلط
باور اگر نہین ہے تو اب امتحان سہی — سچ جان لو کہ الفتِ اغیار ہے غلط
گر حالِ دل سنائین تو کہتا ہی فتنہ گر — سچ تو یہ ہے کہ عشق کا آزار ہے غلط
دل تھا بہائی بوسہ یہ سب لیجے وہ دیجے — حجت غلط ہی آپ کی تکرار ہے غلط
رونے کا ماجرا جو سنا ہنس کے یہ کہا — اظہارِ حالِ چشمِ گہربار ہے غلط
کیا وصل ایسی بات تو نکلا آئے مجھے یقین — ناصح سراسر آپکی گفتار ہے غلط
وہ سنگدل کے دل مین اثر کیا کرے گی آہ — تیرا یہ سب خیالِ دلِ زار ہے غلط

کوئی صنم مین جائے ہو چھپ چھپکے رات کو

حسرت بظاہر آپکا انکار ہے غلط

ردیف ظا معجمہ

کب پاس وہ کسے ہو سکے ہر بات کا لحاظ / ممکن نہین کہ نبہہ سکے دنرات کا لحاظ

دیکھا جو مجکو دور سے وہ مسکرا دیے / آہی گیا ہی پچھلی ملاقات کا لحاظ

دشمن کی اس امید پہ کرتا ہون خاطرین / کل آئیگا اوسے بہی مدارات کا لحاظ

آنکھین ادہر ملائیے بس ہو چکی حیا / مجکو نہین پسند یہ دنرات کا لحاظ

کرتے خلاف وضع نہین کچھہ برا بہلا / اچھے ضرور رکھتے ہین ہر باتکا لحاظ

اوٹھتے ہی میری بزم مین دشمن سے کہل گئے / اونکو فقط تہا ایک مری ذاتکا لحاظ

یہ ناتوان نہین تو خنجر نہ ہل سکون / قائل مگر ہی مجکو ترے ہات کا لحاظ

ہمسے شب وصال جو ہونا تہا ہو چکا / اب اور رہ گیا تمہین کس باتکا لحاظ

جب دل لیا ہی میرا تو بوسہ بہی دیجیے / انسان کو ضرور ہی سوغات کا لحاظ

پیتا نہین ہون سونگھہ تو لیتا ضرور ہون / کرتا ہون دل سے پیر خرابات کا لحاظ

کچھہ دوستی کی شرم نہ الفت کا پاس ہی / ظالم تجھے نہین ہی کسی بات کا لحاظ

مین اور توبہ مے سے کرون اس بہار مین / ای محتسب ضرور ہی برسات کا لحاظ

آنکھین بھی تم ملاتے ہو منہ بھی چھپاتے ہو / ہمنے کبھی نہ دیکھا تہا اس گہاتکا لحاظ

مانا کہ وہ حسین نہین اسکو کیا کرون / حسرت کچھہ آپڑا ہی مجھے بات کا لحاظ

غیر کا کرتا ہی جب وہ ستم ایجاد لحاظ
پھر ہی کس بات کا تجکو دلِ ناشاد لحاظ

دید گل کے لئے رہنے دے قفس مین روزن
کچھ تو کر مرغِ گرفتار کا صیاد لحاظ

مجھ سے دیوانہ کو آیا ہی پہنانے بیڑی
میری وحشت کا کیا تو نے نہ حداد لحاظ

نظر آتا نہین آنکھون مین حیا کا وہ لطف
محفلِ غیر مین تم کر چکے برباد لحاظ

قتل کرنا ہی تو خنجر کو چٹا لے پتھری
سخت جانی کا مری چاہیے جلاد لحاظ

یاد اوس طرزِ جفا کا مجھے اب تک ہی مزا
ہای کرنا وہ کسی کا دمِ بیداد لحاظ

اک زمانہ تھا کہ تم بھی تھی حیا کے پتلے
اب تو شوخی مین نہین ہی تمہین کچھ یاد لحاظ

ایسے معشوق پہ تو تھمتے ہوی نالے پیچھے
چاہیے اونکی نزاکت کا بھی فریاد لحاظ

مفت برباد نہ جاتی کبھی جانِ شیرین
جھوٹی باتون کا جو ہوتا نہ تجھے فرہاد لحاظ

ہم تو تیار ہین مجلس مین پلا دی ساقی
کچھ کسی بات کا کرتے نہین آزاد لحاظ

کس سے یہ طرزِ جفا تو نے اوڑائی ہی بتا
تیری آنکھون مین نہین کچھ بھی ستم ایجاد لحاظ

امتحان کے لئے تیار ہین ہم شرط یہ ہے
غیر کا کچھ نہ کرو تم دمِ بیداد لحاظ

ترک اسلام کیا اک بتِ ہرجائی پر
تو نے کچھ بھی نہ کیا حسرتِ ناشاد لحاظ

غیر کی بیشک ہی صحبت بد لحاظ
ہو گیا وہ بے مروت بد لحاظ

مجھ پہ منہ آتا ہی بزمِ غیر مین
تو نے کیا سیکھی ہی عادت بد لحاظ

سنتے ہی مجھ پر پڑینگی گالیان
گر کہون آئی ہی شامت بد لحاظ

ہیں نہ تا مضطر و بے صبر ہون — ہو مگر تم بے مروت بد لحاظ
ہمنے دیکھا غیر کی صحبت مین جب — تجھکو کچھہ آئی بھی غیرت بد لحاظ
اس مین کیا شک ہی حیا پرور ہو تم — ہو گیا مین میری قسمت بد لحاظ
یون گلے ملتا تہا کسدن غیر سے — یہ نئی سیکھی ہی عادت بد لحاظ
مین نہ سمجھا تہا کہ وہ ہو جائیگا — دیکھکر دشمن کی صورت بد لحاظ
ہر گھڑی رہتا ہی اکثر بام پر — تیری کیا بدلی ہی نیت بد لحاظ
غیر کو بوسے دیئے جب بزم مین — کیون نہو پھر تجھسے نفرت بد لحاظ
بات بھی کرتے نہین مجھہ سے ہی حیا — غیر سے رہتی ہی صحبت بد لحاظ

گالیان دیتا ہے سب کے سامنے
کر لیا اوس بت کو حسرت بد لحاظ

یہ تو فرماؤ کہ سے ہے عقل کہان ای واعظ — آپ جاتے ہین سو کوی بتان ای واعظ
آج پھرتے ہو جو حیران و پریشان و خراب — تمکو کسدن سے ہوا عشق بتان ای واعظ
وسوسے اوٹھتے ہین کچھہ اور بتاؤ مجکو — آپ جاتے ہین یہ راتو نکو کہان ای واعظ
جسے کہتا ہی کہ جنت نملیگی تجھکو — تیرے قبضہ مین ہی کیا باغ جنان ای واعظ
اشتیاق اک ہی جوانون کے لئے دنیا مین — آپ کرتے ہین جو حورون کا بیان ای واعظ
خواہ دوزخ مین ہین خواہ رہین جنت مین — ہمسے چھٹنے کا نہین عشق بتان ای واعظ
اہل سوچہ دوست سے سدہ وہم کو کیا نسبت ہی — اوسکا کوچہ ہے یہان خلد کہان ای واعظ

منتظر کسکے ہو کیا بات ہے فرماؤ تو — آج ہوتے ہو جو ہر سو نگران ای واعظ
حال میرا سا تمہارا ابھی پریشان ہونا — تمکو اوس زلف کا سودا ہی کہان ای واعظ

روز کہتا ہے کہ مین ترکِ بتان کرتا ہون
سن لیا آپ نے حسرت کا بیان ای واعظ

ردیف عین مہملہ

سب اہلِ بزم دیکھتے ہین سحر بیانِ شمع — گلگیر سے اگر نہ تراشتی زبانِ شمع
وہ شعلہ رو جو آکے گلی سے مری چلے — جلجائین سوزِ رشک سے دشمن بسانِ شمع
اک شعلہ رو کی اوسکو بھی ہے لو لگی ہوئی — روشن ہے اہلِ بزم پہ رازِ نہانِ شمع
محفل فروزِ غیر ہوا ہے وہ شعلہ رو — حسرت سے جل رہا ہون یہان مین بسانِ شمع
ہوتی امید ہمکو بھی تاثیرِ آہ کی — اپنا اثر جو کچھ بھی دکھاتی زبانِ شمع
میری طرح سے پھرتا ہے کس پیچ تاب مین — اوس بزم سے نکل کے پریشان دخانِ شمع
خاموش ساری رات جلی اور بجھ گئی — کھلتا نہین کسی پہ یہ رازِ نہانِ شمع

کل معرکہ مین ہمنے جو حسرت غزل پڑھی
کیا کیا جلے ہین رشک سے حاسد بسانِ شمع

سو حسرت و امید کا ہی دل مین اجتماع — کیسا ہوا ہے سینۂ بسمل مین اجتماع
محشر بپا کیا ہے تری تیغِ نگاہ نے — ہے بسملون کا کوچۂ قاتل مین اجتماع
نکلی کبھی دعا تو کبھی بد دعا بھی ہے — دونو کا رہتا ہے لبِ سائل مین اجتماع

آتے ہی اوسکے چھوڑ کے سب دور ہو گئے
کیسا امید و یاس کا تنہا دل میں اجتماع

تیکھی نگاہیں اونکی مرے دل میں چبھ گئیں
لیلیٰ و شیون کا ہے اسی محمل میں اجتماع

آفت کا حشر کا شب ہجر انکا موت کا
سب کا ہو کاش غیر کی محفل میں اجتماع

کہتے ہیں صاف پیچوں کے پہلو گہر ہوئے
ہوگا دلوں کا زلف مسلسل میں اجتماع

آئینہ رکھکے کہتے ہیں وہ اپنے عکس سے
دونوں کا آج تو ہو مقابل میں اجتماع

جوہر نہیں ہے چشم بصیرت سے دیکھیے
ہے سر تونکا خنجر قاتل میں اجتماع

دل ہی کے ساتھ تھے وہ تمنا کے جھگڑے
ہوتا نہیں ہے سینۂ بسمل میں اجتماع

حسرت فزون ہوئی ہے سبب غم ہجر اوستاد
گو اور بھی غموں کا ہے اب دل میں اجتماع

رونا آنکھوں نے ہماری کیا ذرات شروع
ایکے موسم میں ہوئی ہی نئی برسات شروع

آرزوے وصل کی کس دھوم سے پوری ہوگی
کاش ہوجاے مری اونکی ملاقات شروع

رخ تابان پہ کیے بال پریشان اوسنے
دن سے پہلے ہی ہوئی جاتی ہے لو رات شروع

پہلے دو چار کو رندوں پلا دیتے ہیں
میکشی کرتے ہیں جب رند خوش اوقات شروع

گالیاں پہلے تو دو بیس سنا لیتے ہیں
جب وہ کرتے ہیں کسی شخص سے کچھ بات شروع

ڈھنگ پہلے سے وہی انکو نکالے آخر
پھر ہوئی آپ کی دشمن سے ملاقات شروع

گالیاں پہلے مرے نام پہ دی لیتے ہیں
تخیر کی کرتے ہیں جس وقت مدارات شروع

پیسا ہی اونہیں اغیار نے کچھ بھیجا ہے
چلیے پھر ہم بھی کریں بھیجنی سوغات شروع

غیر اس طور سے چڑھتا نہ تمہارے سر پر
اوسکے اقبال کی ہوتی جو بکاوات شروع

شاہان وزرات ترستے ہین غضب کیے قدری
تیری محفل سے جو ہوتی جو ہر بات شروع

کر چکے جب تو معشوق سے تو بہ حسرت
جا کے مسجد مین کرو ذکر و مناجات شروع

چرخ ہو جائیگا کرنا ستم ایجاد شروع
دل ناشاد نے کی گر مری فریاد شروع

تم پہ کہل جائیگا جو کچھ ہے محبت اوسکو
غیر پر آج ذرا کیجے بیداد شروع

ملگئی طائر جان کو مری اوڑنے کی مدد
تیر اچلتا جو ہوا خنجر فولاد شروع

رحم بہی حال پہ بلبل کی کچھ آیا تہا تجہے
تو نے پر نوچے جسدم کو صیاد شروع

کیا دو بارا اسی وعدہ پہ بلایا تہا ہمین
پھر وہی پہلی سی ہونے لگی بیداد شروع

دیکھیے اور اوٹھانے مین مصیبت کیا کیا
عشق کی دل مین ہوئی ہے ابہی بنیاد شروع

دعوی دل کا مرے حشر مین چکنا معلوم
استغاثہ کی ہوئی ہے ابہی روداد شروع

غیر کے ساتہ مری گھر مین چلا آتا ہے
تو نے کچھ چھیڑ یہ کی ہے ستم ایجاد شروع

قصہ وصل عدو مجھکو سناتا ہے ضرور
یہ بہی کی ستم ایجاد نے بیداد شروع

رحم آجاتا ہے رہ رہ کے جوانی پہ تری
ورنہ کرتا مین ستمگر ابہی فریاد شروع

نہین آتا ہے مگر خوف قیامت تجھکو
میکشی تو نے جو کی حسرت ناشاد شروع

ردیف غین معجمہ

جلیے تری فراق میں ہم جو اوٹھائے داغ
دشمن کو بھی خدا نہ کبھی یہ دکھائے داغ

سینہ میں میری داغ تھا پہلے بجائے دل
لیکن ہوا ہے تو آگ سے روشن بجائے داغ

ہین لالہ و قمر میں کہان یہ نشان
میری ہی دل مین ہوتی ہے نشو و نما داغ

جب آپ سے وصال کی نکلی ہے آرزو
غم مدتوں سہا کیے برسوں اوٹھائے داغ

مین بھولتا ہون اوسکو نہ جاتا ہے دل سے وہ
مجھپر فدا ہے داغ تو مین ہون فدائے داغ

مہمان بے بلائے مرے دل مین ہو گیا
کیسی ہوئی ہے دیدہ بے شرم حیائے داغ

میرا تو شاعری مین جو حسرت ہے اعتقاد
کرتا نہین پسند کسیکو سوائے داغ

تجھ کو دیکھیں کیا ملے اونکا سراغ
ہمکو اپنا ہی نہین ملتا سراغ

گم ہوئی تھو آپ جیسے انکی طرح
خضر نے پایا تو کیا پایا سراغ

کیا کیا تمنے تمہاری زلف نے
مجھکو کچھ ملتا نہین دلکا سراغ

دیکھتا مین بھی خط تقدیر کو
کاتب سر کا گر ملتا سراغ

رات دن رہتی تھی جسکی جستجو
ملگیا دل مین مرادوں کا سراغ

ہے بتایا یہ ہی صراط عشق کا
انکو کھویا تو کچھ پایا سراغ

خانہ دشمن کا جب ڈھونڈا کبھی
آپکے ہی دل مین کچھ پایا سراغ

میرے ہی دل مین تو چھپتے تھے تو
آج مجھکو ملگیا تیرا سراغ

بیخودی کا ہوا ہے ڈھونڈ دن سے
داغ دل گم ہو گیا دلکا سراغ

ناتوان وہ ہون کہ میرا موت کو
ابتو ڈہونڈھے سے نہین ملتا سراغ

ہمنے ڈہونڈا حسرتِ وحشی بہت
اب کہین ملتا نہین اوسکا سراغ

حاجت نہین جلائے کوئی قبر پر چراغ
روشن ہے داغِ دل کا یہان رات بہر چراغ

ظاہر ہوا کہ دونون مین باہم ہے دشمنی
پروانہ روز جلتا ہے کیون دیکہکر چراغ

ظاہر مین فنا ہوئین میری کرامتین
دشمن چڑہانے آئے مری قبر پر چراغ

مجھسا کوئی نہ عاشقِ جانباز پاؤگے
ڈہونڈوگے دنکو ہاتہہ مین لیکر اگر چراغ

میری شبِ فراق ہی تو ہے غمگسار
جلتے رہے ہین دونون وہین تو ہم چراغ

اوڑتی سی کچھ سنی ہے مرے قتل کی خبر
گھی کے جلے ہین آج تو دشمن کے گھر چراغ

کیا لطف کی ہے بات شبِ وصل بار بار
وہ مجھسے کہہ رہے ہین کہ ٹہنڈا کر چراغ

ناراض وہ ہوئے تو دوالا نکل گیا
دنکو جلا ہے آج تو دشمن کے گھر چراغ

پہیلی ہوئی ہے سینۂ عاشق مین روشنی
مشعل جو داغِ دل ہے تو داغِ جگر چراغ

میری ہی تو مکان مین رہی بزمِ میکشی
جلتا رہا ہے میری ہی گھر رات بہر چراغ

حسرت کسی کی اسکو بہی ہے لو لگی ہوئی
جلتا ہے جسکی یاد مین یہ رات بہر چراغ

کیونکر نہ پر ہوا آپکا پیمانۂ دروغ
دشمن سے روز سنتے ہین افسانۂ دروغ

پوجا جہان مین جہوٹ کی ہوتی ہے آجکل
دل مین ہر ایک رکھتا ہے بتخانۂ دروغ

ہی جام کذب منہ سو ہر اک کے لگا ہوا
محفل ہی تیری یا کہ ہی میخانۂ دروغ

جھوٹی حکایتون کا ہے چسکا پڑا ہوا
نام خدا ہین آپ بھی دیوانۂ دروغ

وعدہ کبھی وصال کا سچا کیا نہین
دل مین ہی تیرے یار ہی کاشانۂ دروغ

آتا ہی اونکو عشق کی باتون مین کچھ مزا
ہم گرہ کے روز لاتے ہین افسانۂ دروغ

کیا اس زمانہ مین ہی رفیقون کا اعتبار
گھر مین بنائے بیٹھے ہین خمخانۂ دروغ

کیونکر بتائین تجکو نہ جھوٹون کا بادشاہ
سر پہ ہی تیری طرۂ شاہانۂ دروغ

ہیر افسانہ غیر کا قصہ نہ جانیے
دو اور ہین جو کہتے ہین افسانۂ دروغ

جھوٹی حکایتون سے لبھاتا ہے آپکو
سچ پوچھیے تو غیر ہی فرزانۂ دروغ

حسرت نہ بھولنا کہین تم راہ راستی
حائل ہی ایک راہ مین ویرانۂ دروغ

ردیف الفاء

اون نگاہون سے ہوئی تجکو جو ایدل تکلیف
کب وہ اٹھا سکتا ہی ایسی کوئی بسمل تکلیف

سچ تو یہ ہے کہ ہوئی موت سی مشکل آسان
ڈھونڈھتی مجکو پھری ہی کئی منزل تکلیف

رگ گردن مین عجب طرح کی ہی آج تڑپ
کاش یہ ہو کہ کری خنجر قاتل تکلیف

کشتۂ ناز کے ہین پھول یہ سب کہتے ہین
آپ بھی آج تو کیجے سر محفل تکلیف

کالبد میرا فرشتون نے بنایا جسوقت
روح سے پہلے ہوئی جسم مین داخل تکلیف

زاہد خلد کی امید نہ کیونکر ہو مجھے
اوسکے در سے کبھی ہٹنے نہین سائل تکلیف

وصل میں ہجر کی باتیں مجھے یاد آتی ہیں
عیش میں میری رہا کرتی ہے شامل تکلیف

دیکھہ تیر انہو کچھ حال پریشان لیلی
قیس کی ہٹا کے لی جانبِ محمل تکلیف

سچ ہے یہ غمزہ و انداز کہاں حورن میں
خلد میں پائینگے جا کر تری پائل تکلیف

ہمکو کہتے ہیں کہ دونو کا نہیں کچھ بھی ثبات
عیش گر ہیچ ہے دنیا کا تو باطل تکلیف

کیا تماشا ہے وہ حسرت سے یہ فرماتے ہیں
تو ہی تکلیف کے قابل تری قابل تکلیف

کیوں نہو انسان کی عادت مختلف
جب ہوئی پیدا طبیعت مختلف

ظاہر اچھے مگر کھوٹا ہے دل
ہے تری صورت سے سیرت مختلف

غیر کا قصہ نہ پوچھو حالِ دل
پھر ہی اسکی ہے حکایت مختلف

وصل دشمن کو ملا مجھکو فراق
ہوتی ہے انسان کی قسمت مختلف

ہوش میں ہے یہ کبھی بیہوش ہے
ہے تری وحشی کی وحشت مختلف

تیرے میں مرتا ہوں تم اغیار پر
اپنی اپنی ہے طبیعت مختلف

رند کو بتخانہ مسجد شیخ کو
سب کا ہے بیتِ عبادت مختلف

ہے کبھی ہمسے کبھی اغیار سے
آپکی بھی ہے محبت مختلف

مجھسے بگڑے ہیں بگڑ کر غیر سے
آج ہے دونو کی شامت مختلف

مشرف آمد ہو یا دیدار ہو
دیکھیں اسبابِ اسامت مختلف

ایک سا سب کو سمجھہ لیتے ہو تم

ہوتے ہیں انسان حسرت مختلف

کچھ شکایت نہیں ہوتے اگر اغیار خلاف
یہ ستم ہے کہ ہوا مجھسے مرا یار خلاف

جب سے حسرت وہ ہوا ہے بت عیار خلاف
دو موافق مری ہوتی ہیں تو پھر چار خلاف

قابل ترک ہے یہ شہر عدو کی صحبت
عرض کرتا نہیں ہوں آپ سے سرکار خلاف

پھر رہا ہی نہیں جینے کی امید اوسے
جسکی گردن پہ ہوئی ہے تری تلوار خلاف

اونکی یہ صحبت اغیار میں عادت بگڑی
مجھسے سو بار ملے اور ہوئے سو بار خلاف

اور کیا بات ہے یہ بھی ہے مقدر میرا
یوں سر بزم ہوئی آپکی گفتار خلاف

جاننے والے ہی کچھ اسکو سمجھ لیتے ہیں
پہلے انداز سے جو ہیں ترے اطوار خلاف

کچھ خطا ہی تو نہیں خوبیِ قسمت دیکھو
مجھسے بیوجہ ہوئی ہیں مری سرکار خلاف

تو وہ بکتا ہے کہ سب تیری طرف آتے ہیں
گرچہ یاں ہم ہیں بہت کافر و دیندار خلاف

زندگی کی مجھے امید سی کچھ ہوتی ہے
چشم بیمار سے کچھ ہے دل بیمار خلاف

گو وضو کرتا ہے پڑھتا ہے نمازیں لیکن
سب یہ باتیں ہیں تری حسرت مکار خلاف

دیکھا جو تمنے بزم میں اغیار کی طرف
ہم دیکھتے ہیں چرخ ستمگار کی طرف

آیا ہوں تنگ بہت دل کے ہاتھ سے
پھر چلا ہے کوچۂ دلدار کی طرف

بھولے سے کوئی نام یوسف کا لے کبھی
گذریں جو آپ مصر کے بازار کی طرف

مد نظر ہوا ہے انہیں قتل عام اب
کھڑکی لگائی جاتی ہے بازار کی طرف

شامت یہ کسکی آئی ہے کسکی مجال ہے
دیکھے جو کوئی اوس بت عیار کی طرف

لیجائے مجھکو گر ترے کوچے سے قاتلین
پھر پھر کے دیکھتا ترے دیوار کی طرف

کی ہے اسی نگہ نے مرے دل مین گدگدی
دیکھا ہے اوس نے قہر سے اغیار کی طرف

شرمندہ ہو نہ مجھکو شوق شہادت کہ آج وہ
پھر دیکھتے ہین خنجر خونخوار کی طرف

قتلے ہزار اوٹھتے ہین نیچی نگاہ سے
جھک جھک کے دیکھتے ہین وہ رفتار کی طرف

اوسکی ہی کہتے ہین مرے غمخوار دیکھنا
کوئی نہین ہے اب دل بیمار کی طرف

حسرت عدو بھی ہوگا وہان بھی مقابلہ
دیکھین تو کون حشر مین ہو یار کی طرف

ردیف قاف

جا گزین دل مین ہو گیا ہی عشق
کونسے بت کا پا جدا ہی عشق

مرنے والو سے پوچھ کیا ہی عشق
موت کا نام ہو گیا ہی عشق

دیکھ پیری مین وہ بولے کیسے
سیکڑون کوس چل بسا ہی عشق

سچ تو فرمایئے حضرت ناصح
آپکو بھی کبھی ہوا ہی عشق

ق

اتنا پوچھی تو اوسنے کیا پوچھی
ہمکو سمجھایئے تو کیا ہی عشق

تم نہ سمجھو گے کیا بتائین تمہین
ہوش اوڑتے ہین وہ بلا ہی عشق

دل بہ سمجھا ہے اب تو دیکھ لیا
کیون نہ کہتے تھے ہم برا ہی عشق

رنج کی کوئی انتہا نہ رہی
غمگسارون مین ہو گیا ہی عشق

واویلا مچائینگی محبت کی — اونکو نام خدا ہوا ہی عشق

قول اپنا بھی ہی یہی حسرت
ہاں بُرا ہے بہت بُرا ہی عشق

وہ بھی ہماری طرح ہوئے گرمِ راہِ شوق — تاثیر کر چلی ہے یہ اپنی نگاہِ شوق
کیا اب بھٹک گئے مرے مرتے ہی ولولے — اب خاک بھی کسیکی نہیں گردِ راہِ شوق
پیچھا ہی تلاش میں پھرتے ہیں رات دن — کچھ حضرتِ خضر بھی ہیں گم کردہ راہِ شوق
حائل ہماری دید کی ہوتی ہے کب نقاب — آہن میں رخنہ کرتی ہے اپنی نگاہِ شوق
کیا میں کہوں کہ مجھکو ہے کیا تیرا اشتیاق — رکھی ہوئی ہے سر پہ مرے کج کلاہِ شوق
فرہاد و قیس پہلے ہی بدنام ہو چکے — ثابت مجھی پہ ایک نہیں ہے گناہِ شوق
بھٹکے ہوئے ہیں سیکڑوں یاں حضرتِ خضر — آسان نہیں ہے ڈھونڈ لیں جو آپ پیادۂ شوق
مٹ جائینگے کسی کے کسی وقت ولولے — دل پر اثر کریگی مری جب ان آہِ شوق
کہتے ہیں وہ کہ اور تو کچھ بھی نہیں مگر — دل میں چھپی ہوئی ہے کسی کی نگاہِ شوق
وہ دل کے پار ہو تو یہ آہن گداز ہے — تیری نگہ سے کم نہیں اپنی نگاہِ شوق

حسرت کا کیا قصور یہ رستہ ہی اور ہے
الیاس و خضر تک بھی ہیں گم کردہ راہِ شوق

مجھسے مایوس کا ہونا تھا یوہیں غرقِ فراق — میری ہی جان پہ گرتی تھی مگر برقِ فراق
غم کا اس طرح مرے دل پہ ہی چھایا بادل — مجھکو ہر سمت سے آتی ہے نظر برقِ فراق

وصل کا آج تم اقرار زبان سے تو کرو
میرے ارمان تراشینگے ابی فرقِ فراق

برقِ خاطف ہے وہ جلجائے تو بہتر یہ ہے
یا الٰہی کسی دل پہ نہ گرے برقِ فراق

ہم تو کہتے تھے کہ دونون کو برابر سمجھو
لذتِ وصل سے کچھ کم تو نہیں فرقِ فراق

سچ تو یہ اونکی ہر اک بات پہ ہم مرتے ہیں
وصل کا فرق سمجھتے ہین نہ کچھ فرقِ فراق

وہ مرے پاس ہی آجائیں تو معلوم نہو
دلِ مایوس یہانتک ہی مرا غرقِ فراق

یہ وہ دریا ہے کہ ساحل نہیں ملتا جسکا
ہمنے اوبھرا ہوا دیکھا ہی نہیں غرقِ فراق

رنگ بے رنگ ہی بگڑی ہی یہ صورت اوسکی
دل پہ حسرت کے گری آج مگر برقِ فراق

نہیں ہیں پیا گر ہوں اغیار مشتاق
ہزارون ہین ترے ای یار مشتاق

نہایں ممکن نہو کچھ ذکر تیرا
ہوئے ہین جمع جب دو چار مشتاق

لہو کس کا لگا ہی اسکے منہ کو
ترے ناوک کا ہی سوفار مشتاق

ستم کا لطف جو مجھسے سنا ہے
جفا کے ہو گئے اغیار مشتاق

خبر ہے کسکے آنیکی الٰہی
کہ گل ہین منتظر گلزار مشتاق

کہانی میری سنکر رات کو وہ
ہوئے سو بار چپ سو بار مشتاق

کسی کا بام پر آکر یہ کہنا
ہمین درکار ہین دو چار مشتاق

نہین یہ یاد رکھو جذبِ دل سے
نکالین گے سرِ بازار مشتاق

نکلتا ہی نہین وہ گھر سے اپنے
نہون جبتک کھڑے دو چار مشتاق

زیارت آپکی کی آج حسرت
ہوے تھے سنکے ہم اشعار مشتاق

ردیف کاف

کون بیٹھا ہے امید اثر ہونے تک — کون جیتا ہے شب ہجر سحر ہونے تک
ایک لحظہ بھی یہان زیست کی امید نہین — عمر درکار ہے نالون کے اثر ہونے تک
آمد مرگ قریب اور زمانہ ہے بعید — اوس ستمگر کو باندازِ دگر ہونے تک
سر نئے سر سے کوئی اورہین پیدا کرلون — خواہش سوزش سوداے دگر ہونے تک
ہاے وہ رات کو چھپکر تو نہ ٹھہرے ہرگز — رونق حسن تجلی قمر ہونے تک
دیدۂ تر مین مری خاک اوڑیگی اختر — کہ ہمارا اسکی ہی خوناب جگر ہونے تک

آپ بھی پھر تو نیا ایک تماشا دیکھین
غیر بیٹھا رہے حسرت کے اگر ہونے تک

جائین کیا لیکے کوی قاتل تک — پاس اپنے نہین رہا دل تک
یہ بھی لیلی غبار مجنون تھا — اوڑکے پہنچا جو تیری محمل تک
ایسی تدبیر کوئی اے دل ہو — جا سکین ہم بھی اوسکی محفل تک
ہمنے مانا نہون سوال و جواب — وہ کسی طرح آئین سائل تک
نہین امید بحر الفت سے — پہنچے کشتی ہماری ساحل تک
تیر کے آتے ہی مٹ گئے سارے — دل کے اندیشہاے باطل تک

دیکھکر تجھکو ہو گئے بیخود
گل و گلچین سے لے عنادل تک

دل مین ارمان رہ گئے اپنے
جا سکے ہم نہ کوئے قاتل تک

اور کیا ہی جسے چھپائینگے
دیکھے ہمتو آپکو دل تک

پاؤن ٹوٹے ہوے ہین مسافر کے
جائے کمبخت خاک منزل تک

بیخودی وصل مین اگر ہوگی
آ سکیگی نہ آرزو دل تک

کوئی آیا نہ پہر وطن کے بعد
آشنا سب تہے پہلی منزل تک

حضرت داغ سے ملے حسرت
پہنچے ہین اوستادِ کامل تک

پہنچ سکتے جو یار کے در تک
پہوڑتے جاکے ہم مقدر تک

ہای کہنا ترا شب وعدہ
ابھی آتا ہون ہو کے مین گہر تک

کیون چھٹاتے ہو دل سے خون مرا
یہ مشقتی رہیگا محشر تک

سخت جانی سے میری تنگ ہوئے
تیغ و نیزے سے لیکے خنجر تک

اب بھی ظالم ہی بدگمان ہمسے
امتحان مین کٹا چکے سر تک

حال ابتر ہوا ہی یہ کہدے
کوئی پہنچے جو یار کے در تک

جب برا وقت آکے پڑتا ہے
ساتھہ دیتا نہین مقدر تک

بخت بیدار سا ہی جب پہنچے
دل مرا گیسوی معنبر تک

ایسی قسمت کہان تری زاہد
دسترس ہو ترا اب حجر تک

اس پہ دعویٰ ہی خوش بیانی کا — گالیاں بیچو آئے ہین گھر تک
دل لگانے کی گون نہین ہمکو — گو رسائی ہی آپکے در تک
جب سنی ہی خبر وہ آتے ہین — لب پہ آئی ہی جان مضطر تک
یہ فنا بھی دلیل ہستی ہی — جا ملے قطرہ اگر سمندر تک
بیخودی مین یہ بکتا ہون نہین — کوئی پہنچا ہے یار کے در تک

رستگاری کی فکر کیا حسرت
غم کا طوفان آگیا سر تک

اس ہوا مین ہی خاکسار کی خاک — کیسے ملے نقش پای یار کی خاک
چاہتا ہی جو دل فگار کی خاک — ڈھونڈھ آکر مری مزار کی خاک
یہ اڑی تیری جان نثار کی خاک — نہین باقی رہی مزار کی خاک
اپنے ہاتھون سے تم جو مٹی دو — سب نے خاک شفا مزار کی خاک
آج آندھی چلی ہی کیون شاید — بچ رہی تھی مرے مزار کی خاک
جل گیا دل تو پھر کہان تسکین — ساتھ دل کے ہوئی قرار کی خاک
تو وہ تیر و نگاہ بنائین گے — ڈھونڈھتے ہین مرے مزار کی خاک
ظلم کرتا ہی جسقدر چاہو — پھر ہو الفت ستم شعار کی خاک
تیری آنکھین کیون سما نہ گئی — سر بسر بکھری غبار کی خاک
آپ آئے جو فاتحہ پڑھنے — چڑھ گئی چرخ پر مزار کی خاک

ذکر جنکا ہے آجتک حسرت
اوسکے ملتی نہین مزار کی خاک

ردیف کاف فارسی

لطف دیتی ہے جوانی کی اُمنگ
ہے یہی کچھ زندگانی کی اُمنگ

دے رہے ہین منہ چڑا کر گالیان
اللہ اللہ بدزبانی کی اُمنگ

میرے ہی سر پر نکلجائیگی کیا
ہر بلائے آسمانی کی اُمنگ

تیر کے ہاتون سے نکلجائیگی آج
اس شہید امتحانی کی اُمنگ

دے نہ دے صیاد کچھ پروا نہین
کیا قفس مین دانہ پانی کی اُمنگ

مفلسی نے کہودیے دن عیش کے
اب کہان وہ کامرانی کی اُمنگ

مٹ گئی سب دیکھکر خط کا جواب
تھی جو پیغام زبانی کی اُمنگ

آئی آخر کام مین زندہ دلی
ہے شب غم شادمانی کی اُمنگ

لے اوڑی کیسی مے کہنہ سے مجھے
کوئی دیکھے اس پرانی کی اُمنگ

جب نظر آیا کوئی شیرین ادا
آگئی دل مین جوانی کی اُمنگ

ضعف نے حسرت مٹا ڈالے ولولے
اب کہان وہ نوجوانی کی اُمنگ

دیکھین جو ملائک بھی بہار گل صد برگ
تو صورت بلبل ہون شکار گل صد برگ

سو وار کئے دلپہ تری تیغ نگہ نے
آئی مری سینہ پہ بہار گل صد برگ

ایسی یہ بہار آئی کہ کہنے لگے عاشق
ہیں داغِ جگر آج نثارِ گلِ صد برگ

جب دیکھنے جاتا ہے وہ اغیار کو لیکر
بجلی سے نہیں کم ہے بہارِ گلِ صد برگ

اے ماہ لقا دیکھ کے رخسار تمہارے
رخصت ہوئے سب ہوش و قرارِ گلِ صد برگ

پھولی ہے بسنت آنکھ میں زاہد کے بھی دیکھو
اس دھوم سے آئی ہے بہارِ گلِ صد برگ

کچھ بھی نہیں ہوتا ہے مرے داغِ جگر سے
کب آگ لگاتے ہیں شرارِ گلِ صد برگ

دیکھو تو ذرا دل میں مرے داغ ہیں کتنے
تم آپ کرو آکے شمارِ گلِ صد برگ

جی میں ہے کہ اب پیجئے توبہ ہے کہاں کی
دل ہاتھ سے لیتی ہے بہارِ گلِ صد برگ

کھل جائیگا دیکھو تو ذرا آج ملا کر
تم داغِ جگر رکھو کنارِ گلِ صد برگ

چوٹی میں اگر آپ وہ اک پھول لگا لیں
دشوار نزاکت سے ہو بارِ گلِ صد برگ

گن لیتے ہیں ہر روز مرے داغِ جگر کے
یوں کرتے ہیں وہ آکے شمارِ گلِ صد برگ

سنتے ہیں کہ وہ آئے ہیں اب سیرِ چمن کو
آباد ہوا کیا قرب و جوارِ گلِ صد برگ

موقع ہے یہی اب مجھے آنے دو بغل میں
بلبل ہے بھری دیکھو کنارِ گلِ صد برگ

معشوق ہے اور باغ ہے اور بادہ ہے حسرت
لوٹی ہے تمہیں نے تو بہارِ گلِ صد برگ

گوری صورت ہے وہ پیارا رنگ
آج بگڑا ہے کیوں تمہارا رنگ

کچھ ہی کچھ ہو گئے وہ غصہ میں
اور اس جوش نے ابھارا رنگ

بات کیا ہے کہ نام دشمن سے
اڑ گیا آج کچھ تمہارا رنگ

دل کا آنا ہی قہر ہوتا ہے
نہ وہ ہم ہین نہ وہ ہمارا رنگ

وہ بوڑہا ہے مین آفتاب کہان
گر گیا چہرہ سے کنارا رنگ

راہ پر اونکو غیر لے آئے
خاک جمتا نہین ہمارا رنگ

جو جوانی مین ہائے آیا تہا
ویسا آیا نہ پہر دوبارا رنگ

اونکے آتے ہی منہ پہ رونق ہے
پا گیا کچہہ ذرا سہارا رنگ

دیکہکر وہ قمر کو کہتے ہین
آج لایا ہے پستارا رنگ

منہ پہ ڈالی جو تمنے چادر کا
لائیگا اور کچہہ کنارا رنگ

بزم مین اوسکی رات کو حسرت
دیکہنا ہے ہمین تمہارا رنگ

کچہہ جو بدلا ہوا دیکہا نگہ یار کا رنگ
میرے آتے ہی اوڑا بزم مین اغیار کا رنگ

آج غصہ نے یہ بدلا نگہ یار کا رنگ
مجہ سے جسطرح بدلجاتا ہے میخوار کا رنگ

اس طرح کی تری باتون مین حلاوت کب تہی
ناصحا تو نے اوڑایا کسی میخوار کا رنگ

اب جو مین دیکہتا ہون سارے ہی مین انداز
دلکو بہایا ہے تری نرگس بیمار کا رنگ

آج دیوانی سی پہرتی ہے چہکنا بہولی
میری نالون سے اوڑا بلبل گلزار کا رنگ

تیرے کشتونکو ہو جنت مین تسلی کیونکر
نہین طوبی مین ترے سایۂ دیوار کا رنگ

پاؤن پہندے مین ہو صیاد کہڑا ہو سر پر
دیکہے اسوقت کوئی مرغ گرفتار کا رنگ

حسب مقدور کہا کرتے ہین قیمت اسکی
پہلے ہم دیکہتے ہین ل گے خریدار کا رنگ

سیر کرنے کو چلا جائے جو تجھسا یوسف — پھر تو کچھ اور ہی بنے مصر کے بازار کا رنگ
شوق سے اور ہی کچھ حال بدلجائیگا — دیکھنا حشر مین تم طالب دیدار کا رنگ
توڑ کر دل کو مری یار گیا ہی جب سے — اب کوئی دیکھے تیرِ ہجر کے سوفار کا رنگ
دوستی پہ تو نہین منہ پھراتا ہے مرا — ناصحا اور ہی کچھ ہوتا ہی غمخوار کا رنگ
میری قسمت سے ملے خاک عدو کی تقدیر — بختِ خفتہ مین نہین طالعِ بیدار کا رنگ

دُردِ مے بھی نہین ساقی نے پلائی شاید
آج بگڑا ہی بہت حسرتؔ میخوار کا رنگ

ردیف لام

نہین ہی عارضِ جانان نقاب مین داخل — فلک پہ مہر ہوا ہی سحاب مین داخل
ہوا ہی عکس جو رخ کا شراب مین داخل — یہ آفتاب ہوا آفتاب مین داخل
ہوئی ہین نامِ خدا وہ شباب مین داخل — نگاہِ شوخ رہیگی حجاب مین داخل
سبب یہی ہی جو ساقی نے رنگ بدلا ہی — ہوا ہی عکس کسی کا شراب مین داخل
نہین گناہ سے کچھ کم ہماری نیکی بھی — تری گناہ ہین زاہد ثواب مین داخل
یہان سکوت و خموشی کو ہم رضا سمجھے — وہان جواب نہ دینا عتاب مین داخل
پلائی آج جو نامِ خدا غریبون کو — ہوا ہی پیرِ مغان بھی ثواب مین داخل
یہ مانگتا ہون دعا کاش موت آجائے — شبِ فراق ہی جینا عذاب مین داخل
ملیگا لطف یہ سمجھے تھے عشقبازی مین — لگا کے دلکو ہوئی ہین عذاب مین داخل

ہوئی ہین خضر ہی کچھ عمرِ جاودان سے خوش
یہان ہے عمرِ دو روزہ عذاب مین داخل

بتائے کون مری عمر کی درازی کو
شبِ فراق ہی گر ہو حساب مین داخل

کہین نہ موسمِ گرما مین پہونکدے ساقی
ذرا سی برف بھی کر دے شراب مین داخل

یہ سچ ہے اہلِ ازل پہنس گیا مصیبت مین
ہوا ہون جب سے جہانِ خراب مین داخل

جلا یا دل ہے ہمارا تو مسکرا بھی دو
نمک بھی کر لو ذرا سا کباب مین داخل

کیا ہے گرمیِ رخسار نے اثر ایسا
ہوا ہے موسمِ پیری شباب مین داخل

عجب توسنِ عمرِ روان کی تیزی ہے
کسی کا پاؤن نہین ہے رکاب مین داخل

شمار شعر مین ہوگی تمہاری شوخی بھی
ہمارا صبر بھی ہے اضطراب مین داخل

ترے بغیر جو مل بھی گیا بفرضِ محال
مجھے تو خلد بھی ہوگا عذاب مین داخل

ہوا ہے یون ہی ہجومِ نگاہ سے پردہ
نہ کیجیے رخِ زیبا نقاب مین داخل

غرور خاک مین ملجائیگا حسینون کا
کہ سبکو ہوتا ہے اکدن تراب مین داخل

خیال تھا نہ پر آنے کا جس تمنا کو
وہی ہوئی دلِ خانہ خراب مین داخل

تجھے جو مدِ نظر آج سیرِ دریا ہے
تو آکے ہو مری چشمِ پر آب مین داخل

یہ دیکھنا ہے کہ اس گھر کو کیا بناؤ گے
ہوئے ہو تم دلِ خانہ خراب مین داخل

لگائین دل جو حسینون سے کیا تعجب ہے
ابھی ہین ناصرِ شیدا ہم شباب مین داخل

مصیبتین ہی بھگتتے ہین اکدن حسرت
ہوئی ہین عیش کے دن ہای خواب مین داخل

عرصۂ حشر میں ہوگا نہ حسابِ قاتل
کہ مرے بعد مسیحا ہی خطابِ قاتل

حسرتِ دید نہ رہ جائے دمِ قتل مجھے
اے صبا آج اولٹجائے نقابِ قاتل

سخت بسمل کون ہے جو خون کا طالب ہوگا
دیکھکر حشر میں کل چشم پر آبِ قاتل

حشر میں بات ہی دشوار شکایت کیسی
کہیں مقتول بھی دیتا ہے جوابِ قاتل

سختیِ جانکنی بدولت ہے یہ امید ہمیں
دیکھ لیں آنکھ سے ہم قہر و عتابِ قاتل

کاش بنتی ترے ہر تیر کی پیکان زبان
لب ہر زخم سے دیتا میں جوابِ قاتل

اضطرابی سے گیا میرا نشانہ خالی
پھری سر آنکھوں پہ ہی قہر و عتابِ قاتل

طالبِ مرگ چلے آتے ہیں کوسوں سے کھچے
واہ وا آج پڑی دھوم سرِ بابِ قاتل

یہ تو ممکن نہیں ہوتی نہ دعا کی تاثیر
دیکھکر رحم کچھ آتا ہے شتابِ قاتل

شکوہ کیسا کہ لگے کرنے خوشامد اولٹی
دیکھکر حشر میں ہم چشم پر آبِ قاتل

ایک ہی ہاتھ میں سب سر کے مٹائے ارمان
واہ کیا بات تری تیغِ خوش آبِ قاتل

ہو نہ جائے کسی مقتول کی آہوں کا اثر
ڈر ہے برباد نہ ہو جائے شبابِ قاتل

کام اے دستِ جنوں آج تو آجا میرے
پرزے کر ڈال دمِ قتل نقابِ قاتل

خواہشِ قتل میں لاکھوں ہی ادھر دیکھتے ہیں
بڑھ گئی کثرتِ نظارہ حجابِ قاتل

دیدۂ دل سے تو چھپتی نہیں صورت اوسکی
چشمِ ظاہر ہی کو مانع ہے حجابِ قاتل

بیقراری تو دمِ قتل دکہا نا حسرت
پھر تڑپنے نہیں دیتا مجھے داب قاتل

ہر گھڑی ذکرِ عدو جان سے کلانا شبِ وصل
خوب سیکھا ہے مری جان جلانا شبِ وصل

تاکنے جھانکنے کو غیر نہ بیٹھے ہوں کہیں
خوب ہے شمع کا خلوت میں بجھانا شبِ وصل

بے حجابی میں حجاب آپکے یاد آتے ہیں
کھولنا منہ کا وہ سینہ کا چھپانا شبِ وصل

اتنی مہلت مجھے ملجائے اب اے شادیِ مرگ
دیکھ لے غیر مرا آکے زمانا شبِ وصل

مجھکو کیا شبِ فرقت میں وہ یاد آتا ہے
ساتھ سونا ترا اور لطف اٹھانا شبِ وصل

عرضِ مطلب پہ مرے منہ کو چھپا لیتے ہیں
یاد آتا جو نہیں کوئی بہانا شبِ وصل

گدگدی کرتا ہے دل میں مرے کیا کیا ظالم
مسکرا کر وہ ترا ہاے لجانا شبِ وصل

بوسہ دینے سے تو ہوتی نہیں تسکین دلکی
یاں تو منظور ہے کچھ اور ہی پانا شبِ وصل

حسرت و رنج و غم و یاس و فغان و شیون
انکا دل میں نہیں ملتا ہے ٹھکانا شبِ وصل

گاہ دشمن سے بھی ہوجاتی ہے دلکی تسکین
لطف دیجاتا ہے اغیار کا آنا شبِ وصل

اچھی صورت ہے تو کیوں آپ برے بنتے ہیں
منہ چھپانے سے تو بہتر ہے دکھانا شبِ وصل

لاکھ انکار ہوئے لاکھ ہوئے قہر و عتاب
حسرت اوس بت کا کہا مینے نہ مانا شبِ وصل

رکھتے ہیں ان صفات کا اوسکے نگار دل
افسردہ دل ستم زدہ دل داغدار دل

ایسا پسِ فنا بھی رہا بیقرار دل
بالاے قبر ہے کبھی زیرِ مزار دل

اونکے تو آتے آتے اجل آہی جائیگی
مہلت کہاں ہے تجھکو کرے انتظار دل

ہے آپکی کمر سے سوا جان ناتوان
ہے آپکی نظر سے سوا بیقرار دل

دیکھا کرے جو چین سے میری مصیبتین | ایسا کہان ہو لائے کوئی غمگسار دل
مایوس بیکسی نے کیا اسقدر اسے | اپنی فنا کا آپ ہے سوگوار دل

حسرت ہو کس کے دید کی حسرت مزار مین
کیون کھینچتا ہے بعد فنا انتظار دل

وہ دل کہ جسکو سمجھتے تھے پیار کے قابل | رہا نہ رنج والم سے شمار کے قابل
خدا کی شان کبھی تجھسے مول لیتے تھے | رہے نہ آج تو ساقی ادھار کے قابل
ادھر نگاہ کرو آج دل مرا تاکو | یہی تو صید رہا ہے شکار کے قابل
تنا رہی ہے کسی کے بہار جوبن کی | ابھی ہوا ہی پسینا اوبھار کے قابل
خزان نے حیف ملائے ہین خاک مین کیسے | وہ گل جو باغ مین تھے تو بہار کے قابل
شب فراق تم آو تو داغ دل دیکھو | یہی تو پھول رہے ہین بہار کے قابل
وہی تو ہم ہین کہ اوٹھتی نہین اونگلیان جنپر | فلک نے ابتو نہ رکھا شمار کے قابل
ادا نکالوگے کیا حیا نے کیا جوانی مین | ابھی ہوئی ہو مری جان پیار کے قابل
پیسکے دست ہوس نے کھوا وتاری تھی | ہوئی ہے پاؤن کی چوڑی سنار کے قابل
ہمارے دل مین اداؤن کی کھینچدو تصویر | یہی مکان ہے نقش ونگار کے قابل

عجیب بات ہے حسرت سی تم نہین واقف
وہی ہے ایک جہان مین شمار کے قابل

ہے مبارک مہ دلخواہ ربیع الاول | عید سے بھی ہے سوا ماہ ربیع الاول

سال بہر جسکی توقع مین بسر کرتے ہین
لو نمایان وہ ہوا ماہِ ربیع الاوّل

کچہہ خبر بہی ہے کہ یہ کون مہینہ آیا
کون پیدا ہوئے وہ شاہِ ربیع الاوّل

وہ نبی ختم ہوئی جن پہ نبوت ساری
اونکے مولود کا ہے ماہِ ربیع الاوّل

اونکی تولید سے ہے کون و مکان کا ایجاد
سب زمانہ ہی ہے ہمراہِ ربیع الاوّل

تیرگی کفر کی دنیا سے مٹائی اس نے
نور افگن جو ہوا ماہِ ربیع الاوّل

تیرگی کا نہ پتا تہا نہ سیاہی کا پتا
کہلگئی خلق پہ سب راہِ ربیع الاوّل

جلوۂ نورِ خدائی نظر آیا سارا
یعنی پیدا وہ ہوئے شاہِ ربیع الاوّل

شافعِ روزِ جزا قاسمِ فردوس و نعیم
باعثِ خلق جہان شاہِ ربیع الاوّل

کون ہین احمدِ بے میم ہین جنکو حسرت
آپ خالق نے کہا ماہِ ربیع الاوّل

ردیف میم

دکہا چکے بہت آنکہین ستا ستا کر تم
ادہر نگاہ کرو آج مسکرا کر تم

اوٹہاتے بزم سے کیون ہو جسے بٹہا کر تم
بگاڑتے ہو مری بات اب بنا کر تم

بناؤ کرتے ہو کیون زلف کو بنا کر تم
بگاڑتے ہو اسے اپنے سر چڑہا کر تم

یہ کیا سبب ہے نگاہون سے اب گرا کر تم
کدہر چلے ہو ہمین خاک مین ملا کر تم

عدو کے گہر مین رہے ہو یہ صاف کہلتا ہے
لو منہ تو دیکہو ذرا آئنہ اوٹہا کر تم

جلا کے خاک کیا مجکو سوزِ فرقت نے
تلاش کرتے ہو کیون خاک مین ملا کر تم

عدو بھی مجھ سے یہ کہتے ہیں آ کے اپنی
رہو گے آج مگر آسمان اوٹھا کر تم

ہماری سامنے دشمن سے چھیڑ ہوتی ہے
ذلیل کرتے ہو کیوں بزم میں بلا کر تم

یہ انقلاب زمانے کا صاف کہتا ہے
نہ چین پاؤ گے ہرگز مجھے ستا کر تم

یہ ہمنے دور سے دیکھا تھا رات کو حسرت
کسی کے گھر سے نکلتے تھے منہ چھپا کر تم

شریر و شوخ ہوئے تھے تو انتہا کے تم
وہ دن بھی یاد ہیں چلتے تھے جب حیا کے تم

جواب آج کے ظلموں کا کیا بہلا دو گے
چلو گے حشر میں کل سامنے خدا کے تم

ہمارے نام سے کانوں پہ ہاتھ دھرتے ہو
ابھی سے بھول گئے دست ابتدا کے تم

خبر بھی ہے تمہیں اور وہ جان دیتا ہے
سنو تو حال ذرا اپنے آشنا کے تم

عدو کے وصل کی ہے مانگنی اگر منظور
طریق سیکھ لو مجھ سے مری دعا کے تم

کسی کی آئی تو ای ہمدموں نہیں ٹلتی
نہیں ہو ٹالنے والے مری قضا کے تم

کچھ اور بات تو آتی نہیں جفا کے سوا
جو ہم سے پوچھو تو قابل نہیں وفا کے تم

ہمیں یہ آتی ہے آواز تیرے کوچہ سے
ادھر کو آؤ جو مشتاق ہو قضا کے تم

یہاں تو حرف بھی آتا نہیں شکایت کا
اوٹھا رہے ہو یہ طوفان کس بلا کے تم

نہ مال کام میں آئے گا منعموا سوقت
اگر اسیر ہوئے پنجۂ قضا کے تم

کسی سے نام بھی سنتے نہیں شکایت کا
طریق سیکھ گئے ہو نئے جفا کے تم

یہ کس کی یاد نے بیتاب کر دیا حسرت

کوئی سبب ہی جو طالب ہو قضا کے تم

گہر میں ہی پہلے پہرتے تہے منہ کو چھپا کے تم / اب تاک جہانک کرتے ہو کوٹھے پہ جا کے تم

چتونوں میں بل ہیں اور ہیں تیور پہرے ہوئے / اوٹھے ہو بزم غیر سے کیوں کسمسا کے تم

اس بات کا اخیر جو ہونا ہے سوچ لو / ہم پر جفا جو کرتے ہو بدلے وفا کے تم

دشمن سے روز آنکہہ لڑاتے ہو بزم میں / خلوت میں ہم سے بیٹہتے ہو پہلے حیا کے تم

ظاہر ہی یہ کہ رات کو یاں آوگے ضرور / میں جانتا ہوں جاتے ہو پیچہا چہڑا کے تم

[illegible]

اظہار کر رہی ہے یہ چولی چسلی ہوئی / آئے ہو بزم غیر سے دامن چہڑا کے تم

یہ راہِ عشق ہے کوئی پیغمبری نہیں / بہکو گے خضر اور بہی رستہ بتا کے تم

کیا قہر ہے کہ اب بہی سمجہتے نہیں ذرا / دشمن کو کوکہ دیکہہ چکے آزما کے تم

بسمل یہاں ہزار ہیں کس کس کی لیں خبر / کہتے ہیں وہ شہید نہیں اک ادا کے تم

آؤ نہ آؤ اس کا تمہیں اختیار ہے / کوئی اثر نہیں ہو ہماری دعا کے تم

حسرت یہ بات کیا ہی جو کرنے لگے وضو
کیا ہو گئے مرید کسی پارسا کے تم

بیٹھکر اب دیدۂ دشمن میں ہم / جاتے ہیں اوس کوچۂ پرفن میں ہم

کر دیا سوزِ جگر نے سرمہ سا / یوں سمائے چشمِ جادو فن میں ہم

کس کیا دستِ جنوں نے ایک بہی / تار اب پاتے نہیں دامن میں ہم

اب کہیں بوئے وفا ملتی نہیں / ڈہونڈہتے پہرتے ہیں ہر گلشن میں ہم

لاغری نے کر دیا تنکا ہمیں
کاش بند ہو جائیں تری چین نشیمن میں ہم

گر لگاتے وہ گلے سی ایک دن
بہولجاتے اپنے پیراہن میں ہم

کیا کریں جوش جنون افسوس ہے
پہنسگئے اب حلقۂ آہن میں ہم

چھٹ گیا ہی یا الٰہی کون آج
کیوں گہری ہین نالہ و شیون میں ہم

خاک ہونے سے ہوا یہ فائدہ
جا گزین ہیں دیدۂ دشمن میں ہم

غیر کے ہیں ہم بغل وہ بیوفا
مضطرب ہیں ... گلشن میں ہم

اب نمک پاش جراحت وہ نہیں
کچھ مزا پاتے نہیں شیون میں ہم

گریہ و وحشت ہمیں حسرت رہی
خاک چہانیں گے کسی برزن میں ہم

سودا سا آج پاتے ہیں کچھ اپنے سر میں ہم
[illegible]

تیر نگاہ شوق سے آخر کو تو سہی
رخنے نہ ڈالدیں تری دیوار و در میں ہم

کل توبہ کر کے بیٹھ رہے تھے ہزار حیف
پہرتے ہیں آج کوچۂ رشک قمر میں ہم

دونی لگی ہے آگ تسلی سے یار کی
لذت کچھ اور پاتے ہیں سوز جگر میں ہم

رات کے خمار سے آنکھیں جھکی جھکی
وصل رقیب تاڑ گئے اک نظر میں ہم

دل کو جدا آتش فرقت سے کس لیے
پاتے ہیں مزا جو سوزش داغ جگر میں ہم

مانند آئینہ نہ جدا ہوں خدا کرے
اپنی نظر میں تم ہو تمہاری نظر میں ہم

وہ بیخبر ہیں جو ہمیں کہتے ہیں بے خبر
سرگرم رات دن ہیں کسی کی خبر میں ہم

وعدہ بہانکے آنے کا ہوتا جو صبح کو ۔۔۔ جیتے شب فراق امید سحر میں ہم
ہر ہے یہ کون آج سفر کو چلا گیا ۔۔۔ پہرتے ہیں بیقرار یونہی اپنے گھر میں ہم

گہر سے ہمیں نکالدیا آپنے تو کیا
حسرت ہیں بیٹھہ جاینگے دلمیں ترے ہم

بدگمان تجھکو دیکھتے ہیں ہم ۔۔۔ بیگمان تجھکو دیکھتے ہیں ہم
[illegible] ۔۔۔ بے نشان تجھکو دیکھتے ہیں ہم
[illegible]
غیر کے گہر میں رات کو اکثر ۔۔۔ دلستان تجھکو دیکھتے ہیں ہم
اوسکے کوچہ سے تو نہیں بہتر ۔۔۔ آسمان تجھکو دیکھتے ہیں ہم
کل سے ابتک تو نالۂ شبگیر ۔۔۔ رائگان تجھکو دیکھتے ہیں ہم
ہمنے ہرگز وہان نہ دیکھا تہا ۔۔۔ اب یہان تجھکو دیکھتے ہیں ہم
وہ نہیں دیکھتے ہماری طرف ۔۔۔ آسمان تجھکو دیکھتے ہیں ہم
بات کیا ہی جو حال پر اپنے ۔۔۔ مہربان تجھکو دیکھتے ہیں ہم

تیغ ابروی یار سے حسرت
نیم جان تجھکو دیکھتے ہیں ہم

تمام عمر بہی دل کو جدا نہ کرتے ہم ۔۔۔ مجال تہی کہ بتون کا کہا [illegible] تے ہم
جہکا ہی سر تری نقش قدم کے ہوگئے ہیں ۔۔۔ وگرنہ سجدہ کبہی جا [illegible] کرتے ہم
نہ دیکھتے جو خدائی کی شان ہم ان میں ۔۔۔ بتان دہر کو [illegible] نہ کرتے ہم

اگر یہ جانتے چاہت ایسی ہو بیوفائی ہے
کسیکے چاہِ جہان ہی کیا نہ کرتے ہم

نہ دیکھتے جو کسی کی نگاہ کو پھرتے
جگر پہ ہاتھ دھری یون پھرا نہ کرتے ہم

اگر یہ جانتے ہوگا وہ تیری ہاتھ سے قتل
تو مرگِ غیر کی ہرگز دعا نہ کرتے ہم

کسیکا چاکِ قبا گر ہمین نہ یاد آتا
تو چاک چاک گریبان کیا نہ کرتے ہم

گناہِ عشق کی تعزیر قتل کرنا ہے
سزا نہ ملتی جو ایسی خطا نہ کرتے ہم

بگڑ گئی تھی جو شیخِ حرم سے ای حسرت
تو بتکدہ مین کبھی یادِ خدا نہ کرتے ہم

چشمون سے جو خون بہائینگے ہم
طوفان نیا اوٹھائینگے ہم

اک روز غبارِ راہ بنکر
آنکھون مین تری سمائینگے ہم

ہے عشقِ بتان سے ظاہر انکار
واللہ قسم نہ کھائینگے ہم

اوس بزم مین ہین بہت نظرباز
کس کس سے نظر چرائینگے ہم

پھر دستِ جنون ہے اور دامن
کیا جانے کدھر کو جائینگے ہم

ہے وصل ترا نصیبِ اعدا
تقدیر کو کیا مٹائینگے ہم

گر اٹھکے گئے تری گلی سے
پھر بھول کے بھی نہ آئینگے ہم

تلوار لگائینگے گلے سے
تجھکو نہ گلے لگائینگے ہم

سجدہ یہ کسیکا نقشِ پا ہے
سجدے سے نہ سر اوٹھائینگے ہم

محفل سے نہ جاؤ آج حسرت

اک اور غزل سنائینگے ہم

آئینہ کو منہ لگائینگے ہم — صورت نہ تجھے دکھائینگے ہم
اوردن سے سوا لگی دل لگی آج — ہنس ہنس کے تجھے رلائینگے ہم
وہ کہتے ہیں فکرِ غیر پر ستم — بگڑو گے اگر بنائینگے ہم
تو حور سہی وہ باغِ جنت — کوچہ میں تری بچھائینگے ہم
[illegible] سے نکالا آتشین خو [illegible] — اس آگ میں دل جلائینگے ہم
[illegible]
وحشت میں نہ ہونگے پابہ زنجیر — یارونکو کڑی سنائینگے ہم
گر اوسکی نظر ہو ناوک انداز — سینہ کو سپر بنائینگے ہم

حسرت میں اگر تو دیکھہ لینا
تمکو بھی مزا چکھائینگے ہم

پھر ہی کچھہ سوچتے ہر گز نہیں انجام ہم — کس مزے کے کہا رہے ہیں آپکی دشنام ہم
پھر وہی حالت میں ہیں ہے گردشِ ایام ہم — کھو چکے ہیں گرچہ سارا راحت و آرام ہم
ابتدا میں عشق کا سوچے نہ کچھہ انجام ہم — آگئے چکر میں تیری گردشِ ایام ہم
تیرے کوچہ سے چلے ہیں اے بت خودکام ہم — جیتے جی یوں بیقرار و مضطر و ناکام ہم
کوئی واقف ہی نہ تہا پہلے ہماری نام سے — ہوگئے عشق بتان میں کسقد [illegible]
کہتے ہیں وہ خواب میں آئے تھے ہم پوچھی نہ بات — عجب تقدیر ہے او لٹ [illegible]
وہ تو سنتا ہی نہیں جسکو سنانا ہی ہمیں — ہو اب کسے [illegible]

جب شب عشرت گذر جاتی ہے تو وای ناہوش
یاد کرتے ہین تجھی کو صبح سے تا شام ہم

گر خدا کا فضل شامل ہے تو حسرت دیکھنا
کر ہی لینگے اوس بت کافر کو اپنا رام ہم

روشن کرے جو ہاتھ سے وہ گل چراغ بزم
پروانہ دیکھکر ... جلیں چراغ بزم

لب ہو مقابلہ تری زلف دراز سے
رکھتا ہے گو دخان کی کاکل چراغ بزم

ظاہر کسیکو تا نہو آنا رقیب کا
کرتے ہیں اپنے ہاتھ سے ... گل ...

مجھ لی بھی جو شیخ حرم ہوا یہ حسرت ...
... گل چراغ بزم

وہ رشک ماہتاب جو بیٹھا ہے سامنے
پھیکا ہے اب نگاہ مین بالکل چراغ بزم

پھر پھر کبھی نہ پردہ فانوس سے اوٹھائے
گر دیکھ پائے تیرا تجمل چراغ بزم

ہر چند جلتے جلتے گذرتی ہے رات بھر
کرتا ہے سوز غم کا تحمل چراغ بزم

گر یہ نہون تو کچھ بھی نہین زندگی کا لطف
ساقی کباب شاہد و گل مل چراغ بزم

ایسی کھلی ہے دیکھنا تقدیر کسکی رات
یہ حکم ہے کہ گل ہون ابھی کل چراغ بزم

خیرہ نہ چشم شوق ہو پھرتی رہے نگاہ
باندھو دہوین سے آج اگر پل چراغ بزم

پروانے آکے گرتے ہین اسکا سبب ہے یہ
دیتا ہے تیری حسن کا کچھ جھل چراغ بزم

ہوتے اگر جہان مین معشوق باوفا
کرتا پتنگ سے نہ تغافل چراغ بزم

حسرت کسی کے حسن کی جھلکی ہے روشنی
پھیکا پڑا ہوا ہے جو بالکل چراغ بزم

ردیف نون

کسی کا فر کے مجھکو وصل کے ارمان [illegible]

مجھ سے پھر وصل کے وہ قول قسم کرتے ہین
سچ تو یہ ہے کہ بڑا مجھپہ کرم کرتے ہین

اور بڑھتا ہے بڑا کر جسے کم کرتے ہین
شاخِ انگور کو ہر سال قلم کرتے ہین

زلف کا اوسکی جو سودا ہے ہزارون حافظ
پڑھ کے بس سورۂ والیل کو دم کرتے ہین

کیا قیامت ہے جو آنسو ہون برابر جاری
یون ہی طوفان بپا دیدۂ نم کرتے ہین

سچ تو یہ ہے کہ برا کرتے ہین جو دل مین اپنے
جان اپنی جو فدا آپ پہ ہم کرتے ہین

خبر جسکو ہوا شوق کمانداری کا
صید ہونے کی خوشی صید حرم کرتے ہین

کیا کسی کافر بدکیش سے بگڑی حسرت
آپ ہر روز جواب قصدِ حرم کرتے ہین

اجل کا صفت مین بدنام نام کرتے ہین
جدھر وہ دیکھتے ہین قتلِ عام کرتے ہین

نظارہ چشم کے بالا سے بام کرتے ہین
وہ آج جلوہ کو لو وقفِ عام کرتے ہین

اسی امید مین ہم روز شام کرتے ہین
تمہاری وصل کی فکر مین مدام کرتے ہین

ہم ایک عمر سے اتنا ہی کام کرتے ہین
کہ دل مین خوب تر اخذ نام کرتے ہین

غضب ہی اوسکو انہی سے ربط و ضبط ہوا
یہ لوگ آپکو رسوائے عام کر[illegible]

ہمین تو وصل کی امید ہی نہین باقی
وہ مدتون سے یون ہی [illegible]

مثل یہ سچ ہے کہ آتی ہوئی نہین ٹلتی
ہم اپنے دل کی [illegible]

خدا کا شکر ہوا اتنا ہی سلسلہ جاری
کبھی [illegible]

کسیکو برج مین دل جب سے دیدیا حسرت
عوض سلام کے ہم رام رام کرتے ہین

اس جنس کے اسوقت طلبگار بہت ہین
معلوم ہمی ہی نرخ دل سے خریدار بہت ہین

کیسا یہ اثر جذبۂ دل تونے دکھایا
ہین ورنہ مروت سے مجھسے وہ بیزار بہت ہین

وہ کہتے ہین کس کس کے بھلا ہم ہون معالج
اس نرگس بیمار کے بیمار بہت ہین

یوسف کیطرح کیا تجھے بازار کی حاجت
گھر بیٹھے تری یار خریدار بہت ہین

ہمسایہ کوئی عاشق جانباز سے ملے گا
اور تمسے تو اسوقت مین دلدار بہت ہین

بوسہ کے عوض آپکو دل دیتے ہین لیلو
اس جنس کے گاور خریدار بہت ہین

سیدہی ہی کہو کیون تو سمجھتے ہین بناوٹ
مجھسے تو خفا کچھہ مری سرکار بہت ہین

دس بیس ہی ساغر سی یہان کچھہ نہین ہوتا
کم ظرف سمجھتا ہی کہ وہ چار بہت ہین

رحمت ہین لیجائیگی کل خلد مین زاہد
دوزخ کے لئے تجھسے گنہگار بہت ہین

جاتے ہو نصیحت کو کدہر حضرت واعظ
بیٹھے ہوئے اس تاک مین میخوار بہت ہین

وہ ذکر یہ حسرت کے یہ فرماتے تھے شب کو
عاشق ہین مگر چال مین ہشیار بہت ہین

باہم دل و جگر جو مری بیقرار ہین
ایکا نہ کیون ہو دونون برابر کے یار ہین

جب مین نہین تو پھر کسی ناکس کو قدر ہی
احباب سے زیادہ عدو سوگوار ہین

شوق یا کسی کی محبت ہو دل نشین
میری طرح سے آپ ہی کیون بیقرار ہین

مدت سے جا چکے ہین ہمارے حواس و ہوش
کوسون کنار دل سے ثبات و قرار رہین

ظالم نگاہ لطف ادہر کو بہی ہو کبہی
ہم بہی تو جان نثار ہین امیدوار رہین

آتے ہین میرے پاس تو ہوتے ہین ویسے دور
مجھکو ہے گر قرار تو وہ بیقرار رہین

لیکن مری شہید ہوئین کتنی حسرتین
اتنی سی سرزمین مین ہزارون مزار رہین

نازک کی بات بہی ہے نزاکت بہری ہوئی
کیونکر یقین ہو قول ترے پائدار رہین

ایسے بہی ہین کہ جنکی بر آئی ہے آرزو
ہم مبتلائے کشمکش انتظار رہین

مسجد مین ہم سے آنکہ ملاتے نہین ہین شیخ
میخانہ مین جو آئے تو یارونکے یار رہین

حسرت نے امتحان محبت بہت دیئے
ہمکو تو یہ گمان تہا ناکردہ کار رہین

کیا ظلم ہے کہ میری خطا پر سزا نہین
یہ قحط ہے کہ آپکو پیدا جفا نہین

رکہا ہے ہمنے شوق شہادت کو ناتمام
چلتی ہوئی تو آپ کی تیغ ادا نہین

افسردہ دل کیواسطے کیا لطف زندگی
حسرت نہین امید نہین مدعا نہین

تمکو نہ دون بتاؤ تو پہر دلکو کیا کرون
تمسا حسین جہان مین کوئی دوسرا نہین

سچ تو یہ ہے کہ اپنی توکل پہ ہے گذر
ہمکو سوا خدا کے کوئی آسرا نہین

یہ جانتا ہون مٹ نہین سکتا جبین سے یہ
تقدیر کا لکہا ہے تمہارا لکہا نہین

دو دن مین بہول جائینگے سب آپ قہقہے
جبتک کہ دل لگی ہے کہین دل لگا نہین

ابتک ہے مجھکو یاد شب وصل مین ترا
کہنا وہ ہنسکے پہیر کے او دل ربا نہین

ہر چند اوسنے ناک مین مجکو ملا دیا
دل پھر بھی کہہ رہا ہی کہ وہ بیوفا نہین

رونے پہ پیسکر پا اوڑاتے ہین قہقہے
سچ ہی کسیکا کوئی یہان آشنا نہین

کیا جانے آنکھ ملتی ہی کیا قہر ہوگیا
سینہ مین ڈھونڈھتا ہون تو دلکا پتا نہین

ہم ہین کہ بات بات پہ ہوتے ہین شرمسار
تم ہو کہ تمکو چشم مروت ذرا نہین

حسرت کو اور تمسے ہو انکار عشق
زاہد نہین ولی نہین وہ پارسا نہین

وعدۂ وصل بھی ہی گھر مین بلاتے بھی نہین
صاف ملتے بھی نہین دل سے بھلاتے بھی نہین

سوچتے رہتے ہین ہم یہ کہ کوئی ملجائے
کوئی ملجائے تو پھر دل کو لگاتے بھی نہین

کچھ دنون تک تو جفاہی کا مجھے رونا تھا
ابتو یہ قہر ہوا ہے کہ ستاتے بھی نہین

وہی ہم ہین کبھی پڑتی نہین نگاہین ہم پر
ابتو ظالم تری آنکھو مین سماتے بھی نہین

اونکی ہر بات قرینے سے ہوا کرتی ہے
بیحجابی ہی نہین منہ کو چھپاتے بھی نہین

کاش یون ہی ہو کہ آئے ہون عدو کے لیکر
دیکھین مغموم ہو یا ہین بات بناتے بھی نہین

یاد ہے خوب جفاؤنکا سلیقہ اونکو
ویسے ملتے ہی نہین آپسے جاتے بھی نہین

حال پر اوسکے کرم تھا تو بلاتے تھے اوسے
ابتو حسرت کو کبھی آپ بلاتے ہی نہین

کس سے منہ پھیر ہوئی بزم مین کچھ یاد نہین
آج قابو مین ہمارے دل ناشاد نہین

وضع کا پاس جو تجکو دل ناشاد نہین
کونسا دن ہے کہ تو مورد بیداد نہین

کون آیا تھا مری پاس یہ کچھ یاد نہین
مین ابھی ہوش مین اپنے دل ناشاد نہین

فصل گل سی بھی ہوا لطف خزا نہین ہوتا
یہی وہ دن ہین کہ اندیشۂ صیاد نہین

یہی حالت ہی تو تا شہر کا بسنا دشوار
میری قابو ہی مین آتی مری فریاد نہین

آدمی ہو سکے نہ ہم خلد مین جائین کیا خوب
خلد آدم کو کوئی جنت شداد نہین

انتہا یہ ہے کوئی ظلم نہ چھوڑا اوسنے
چرخ کیو واسطے باقی کوئی بیداد نہین

مہ جبین ہند کے سب ہو لیے ہین زیر راہی
کاشی مین ابھی تو کچھ بھی اہل شاد نہین

دل سلامت ہی تو مل جائینگے لاکھون گل ہک
اور کیا آپ سا دنیا مین پریزاد نہین

کھل گیا بلبل شیدا کا نصیبا شاید
باغبان آج نہین باغ مین صیاد نہین

جسکے گرتے ہوے عیش پا ہی بتان پر حسرت
کیا قیامت ہی کہ اوسوقت خدا یاد نہین

زور ہے زر ہی ہی قابو مرا چلتا ہی نہین
دل کا ارمان کسی طرح نکلتا ہی نہین

دل کسی زلف پریشان سے نکلتا ہی نہین
کوئی افسون مرا کمبخت پہ چلتا ہی نہین

کیا یقین آئی اونہین ہاتھ وہ جب کہتی ہین
پہر کلیجہ مرا سینہ مین اوچھلتا ہی نہین

دل کا ارمان تری تیر سی بڑھ کر نکلا
یہ تو کمبخت نکالے سی نکلتا ہی نہین

جب سے چٹکی مین ملا ہی کسی ظالم کا دل
اتنا ہاتھون سے کبھی پھول مسلتا ہی نہین

ناامیدی کا ہوئی حسرت و ارمان معدوم
اب تو سینہ مین کلیجہ کوئی ہلتا ہی نہین

مجھسے سائل کو ہو کیا عرض کا موقع اوس سے
گہر سے باہر وہ کسیوقت نکلتا ہی نہین

خط کے آنے سے ہوئی اور دوبالا رونق
واہ کیا آپکا جوبن ہے کہ ڈھلتا ہی نہین

کیون ہے نام سے نفرت ہے سبب کیا اسکا
تم تو کہتے تھے عدو آپ سے جلتا ہی نہین

وہ گیا وقت کہ سیماب صفت کہتے تھے
ابتو کروٹ دلِ بیمار بدلتا ہی نہین

خاکساری سے تنفر ہے یہانتک اوسکو
عطر مٹی کا وہ پوشاک مین ملتا ہی نہین

ہم غزل خاک لکھین دل ہے پریشان حسرت
ابتو مضمون کوئی اس بحر مین ڈھلتا ہی نہین

دل چھین کے کہتے ہو کہ ایسا تو نہین مین
مہمان ہون کوئی چھوڑ چکا تو نہین مین

الزام عبث رکھتے ہو ایسا تو نہین مین
ہر گل پہ مرون بلبلِ شیدا تو نہین مین

کرتا ہی نہین کوئی مری قدر جہان مین
نکلی ہوئی عاشق کی تمنا تو نہین مین

کیون مجھکو بنایا ہدفِ ناوکِ مژگان
ظالم کسی عاشق کا کلیجا تو نہین مین

اس ظلم و ستم پر بھی کرون مہر و محبت
دنیا سے نیا چاہنے والا تو نہین مین

جب مینے کہا مجھکو جلا لو تو وہ بولے
معشوق سہی کوئی مسیحا تو نہین مین

کیون فکر ستانے کی ہے ہر سے تجھے ظالم
بگڑی ہوئی تصویر کا نقشا تو نہین مین

کیا بات ہے کیون مجھکو شب و روز ہے گردش
ای چرخ کوئی ساغرِ صہبا تو نہین مین

مانا کہ وفادار ہون پر اسکو کرون کیا
ظالم تری آنکھون مین سماتا تو نہین مین

کیا بات ہے کیون مجھسے وہ بیزار ہین حسرت
بگڑی ہوئی قسمت کا نتیجا تو نہین مین

عشقبازی کرین ہم خاک کہ وہ دن ہی نہین
وہ جوانی وہ امنگین نہین وہ سن ہی نہین

شب فرقت ہو بسر چپکے سے ممکن ہی نہین
رات کمبخت کا کٹنا مجھے کسدن ہی نہین

ہجر مین جیسے آنکلی ہو جا پہنچیگے یہ دن پرکہو
مرنے والونکا مقرر تو کوئی دن ہی نہین

سخت دشوار ہے تحسین بھی ہو وہ ساعت اونکو
مجھسے اگر کہین ملنا کوئی ضامن ہی نہین

کچھ کہا ہاتھ ہی مری تا پیچ نا قسم ہم عشق
توبہ کرنے کا تو کمبخت مرا سن ہی نہین

بخشدہ ہو داور بخشش پہ رستی ہے تری
جرم عصیان کو مری فرد مین تو گن ہی نہین

ہمکو ایسے ہی دشمن سے کبھی بگڑینگی کبھی
تم کہے جاؤ کہ دشوار ہے ممکن ہی نہین

مار ہی لیتی ہین ابتک بھی ادائین اونکی
گو کہ وہ تازہ وہ شوخی نہین وہ سن ہی نہین

دیو الفت کا تری سر پہ چڑھا ہے میرے
اس سے بڑھکر تو زمانے مین کوئی جن ہی نہین

حضرت دل کا سہارا تھا سو وہ چل ہی بسے
اب زمانے مین کوئی ہاے معاون ہی نہین

ایسی تحریر سے کیونکر ہو مرے دل کو سکوت
حرف کوئی تری مکتوب مین ساکن ہی نہین

یاد ہے وہ بھی کہ اک چاہنے والے تھے ہمین
آپکا بندہ نوازی کا تو اب سن ہی نہین

تم کہے جاؤ کہ ہم ترک ستم کرتے ہین
مین کہے جاؤنگا دشوار ہے ممکن ہی نہین

ناز کرتے ہو عبث اب وہ زمانہ نہ رہا
آپکا حسن وہ جوبن نہین کمسن ہی نہین

توبہ کرنے کو تو تیار ہو لیکن حسرت
عیب ہے صاف ابھی آپکا باطن ہی نہین

دل مین ارمان ہی رہ جائین نہ آسکتے پائین
تندروی مین جو آئے ہین بیچ جانے پائین

دل تو سینہ سی چھڑایا ہی ہمارا لیکن — لطف تو جب ہی کہ آنکھیں نہ چرانے پائیں

عہد کرتے ہیں جفاؤں سی تو پھر یونہی سہی — جا کے دشمن کو بھی اب وہ نہ ستانے پائیں

غیر کے نام سی کہنا ہی ہمیں ہے منظور — حالِ دل پر کسی صورت سے سنانے پائیں

شرمگیں چشم کا پردہ تو جبھی ہم سمجھیں — دیکھنے پائیں نہ دیدار دکھانے پائیں

جذبۂ دل تری تاثیر تو ہم جب جانیں — آج وہ منہ نہ دوپٹہ سی چھپانے پائیں

ہم کھڑے دیتے ہیں میخانہ کے در پر یہ دعا — جو یہیں آج پائیں وہ جانے پائیں

ایسی قسمت تو نہیں وصل کی جو لطف اٹھائیں — گالیوں ہی کے مزے کاش اڑانے پائیں

اونکے ڈھلتے ہوئے جوبن کی تمنا یہ ہے — اور دوپہر جوانی کے زمانے پائیں

کوئی باقی نہ رہے دل میں تمنا حسرت — اونکو چھاتی سے اگر آج لگانے پائیں

جب سے مہماں نہیں ہی تو دل میں — دل کی رہتی ہی آرزو دل میں

تیری تصویر سامنے رکھکر — تجھ سے کرتا ہوں گفتگو دل میں

تم سر بزم پوچھتے کیوں ہو — کیا کہوں جو ہی آرزو دل میں

سرد مہری سے تیری ڈرتا ہوں — جم نہ جائے کہیں لہو دل میں

وہی شوخی وہی شرارت ہی — کیا سمائی ہی تیری خو دل میں

مے کی خواہش میں محو رہتا ہوں — رہتے ہیں ساغر و سبو دل میں

مجھکو پہچان لو وہ حسرت ہوں

جسکو رستے کہتے ہین خوبرو دل مین

وصل کا وعدہ کروگے تم اگر برسات مین
لائیگا نخلِ جوانی بھی ثمر برسات مین

جذبۂ دل تو دکھا اپنا اثر برسات مین
وہ ہوا کیطرح آئین میرے گہر برسات مین

یاد آتا ہی کسی کا مجکو وہ صندل سا رنگ
اور بھی بڑھنے لگا ہی دردِ سر برسات مین

خشک ہوتا ہی سوا اپنا نہالِ آرزو
پھولتے پھلتے ہین سب نخل و شجر برسات مین

کیفیت کھلجائے ساری ابرِ بارانکی ابھی
رنگ لائے گر ہماری چشمِ تر برسات مین

جوشِ گریہ ہو نہ کیونکر آئے پھر آنکھون مین فرق
صاف رہتی ہی کہین بھی رہگذر برسات مین

وعدہ ملنے کا کیا تھا تونے جو برسات کا
یاد رہتی ہی تری آٹھون پہر برسات مین

ساتھہ غیرون کے کرو تم سیرِ کشتی افسوس ہی
اور یون تڑپا کرین ہم رات بھر برسات مین

ایسے موسم مین ہو کیا دستِ جنونکی روک تھام
زخمِ دل اچھے نہونگے چارہ گر برسات مین

لون جوانی کے مزے لوٹون جوانی کی بہار
کوئی ملجائے اگر رشکِ قمر برسات مین

دیکھیے حسرت خدا کو اب کے کیا منظور ہی
خاک اڑتی رہتی ہی آٹھون پہر برسات مین

کاش دنیا مین ہون حسین نہ کہین
آئے میرا دل حسین پہ نہ کہین

شکوہ ہو جائے دل نشین نہ کہین
وہ خفا ہون دلِ حزین نہ کہین

قتل کر سنبھل کے ای قاتل
دیکھ بھر جائے آستین نہ کہین

دل کو آزار ہوگیا ہی پسند
رحم کرنے لگین حسین نہ کہین

سیکڑون حسرتین ہوئی ہین تباہ کہ
میرے دل مین ہی ہو رہین نہ کہین

سخت جانونکو ذبح کرتا ہے
شل ہو بازوئے نازنین نہ کہین

چومتے کیون ہین سنگ اسود کو
تیری صورت ہو جاگزین نہ کہین

گر یہی رشک ہے تو الفت مین
اپنی دشمن بنین ہمین نہ کہین

غیر کے گھر مین روشنی سی ہے
آگیا ہو وہ مہ جبین نہ کہین

دست وحشت ادہر کو آتا ہے
ہو گریبان مین آستین نہ کہین

آگیا لب پہ شکوۂ دشمن
وصل مین ہو وہ شرمگین نہ کہین

برق کیون بیقرار ہے اتنی
تیری شوخی ہو جاگزین نہ کہین

میری آنکھون دل مین پہلو مین
آپ آجایئے کہین نہ کہین

گھر مین پایا نہ ہمنے حسرت کو
رات کو وہ گیا کہین نہ کہین

جان کا غم دل کا ماتم کیا کرین
ہاتھ سے دونو چلے ہم کیا کرین

ٹلنے والی ہو تو کوئی ٹالدے
آگئی اپنی تو ہمدم کیا کرین

زہر سے بدتر ہوئی اپنی زندگی
کہا کے ایسے حال مین ہم کیا کرین

جام زرین ہو تو اپنے کام آئے
مفلسی مین ساغر جم کیا کرین

ابتدا مین مے کی عادت پڑگئی
ابتو ہو سکتی نہین کم کیا کرین

وصل مین بوسہ سے کیا تسکین ہو
پیاس مین ہم لیکے شبنم کیا کرین

مضطرب ہم اور وہ نازک دماغ
ہجر کی شب آہ ہم کیا کریں

راز اونکا اپنے دل سے کیا کہیں
ایسے نامحرم کو محرم کیا کریں

جب کیا ہو قتل اپنے ہاتھ سے
ایسے کشتہ کا وہ ماتم کیا کریں

اک مدت سے ہے حسن و عشق میں
دیکھیں جب دونوں ہیں باہم کیا کریں

موت بھی آئی ہے وہ بھی آئے ہیں
ایسی حالت میں کہو ہم کیا کریں

زلف کو آشفتگی میں کیا بنائیں
خاطر نازک کو برہم کیا کریں

دل کا آجانا ہے حسرت قہر سا
اپنے قابو میں نہیں ہم کیا کریں

سہہ تن صورت وصال ہوں میں
کر تسلی دہ خیال ہوں میں

خاک ہوکر بھی ہے وہی وحشت
سرمۂ دیدۂ غزال ہوں میں

بیقراری میں اضطرابی میں
اپنے دل کا شریک حال ہوں میں

عاشق طرز خوش ادائی ہوں
رونق حسن بے زوال ہوں میں

ناتوان عشق نے کیا ایسا
آپ ہی اک مثال ہوں میں

ایسی صورت سے رہ نہیں سکتا
کیا کہیں انکا ملال ہوں میں

اپنے دل میں رہوں با آسائش
کاش تیرا غم وصال ہوں میں

آپکے دل میں کچھ جگہ کرلوں
وصل اغیار کا خیال ہوں میں

تیری رفتار سے ستم آرا
مثل حسرت کے پائمال ہوں میں

در پہ جو ہم پڑے رہے تو کس حساب مین
کرتا ہی عرض کون تمہاری جناب مین

اوس کج ادا کو دیکھ لیا جب عتاب مین
کیا کیا نہ دل ہمارا ہوا پیچ و تاب مین

آئین بغیر آپ کے کل اضطراب مین
کیا کیا کدورتین دل خانہ خراب مین

آتش فروز حسن ہوا ہی نقاب مین
چھپا ہو بھی شمع نور وہ نہین سکتی حجاب مین

منہ پر نقاب ہوتی ہی دوہری پڑی تجلی
صورت نہین دکھاتے جب آتے تھے خواب مین

دعوی کیا ہی بلہوسون نے بہی عشق کا
آنے لگے ہین تیر بہی اب تو حساب مین

اقرار کیا وعدہ کہان کا وصال کیا
صورت دکھائی تمنے نہ پہر آکے خواب مین

پہر وصال آج وہ آئے تو کیا ہوا
کہو گئی تہی عقل مری اضطراب مین

خط کا جواب دیر کے آنے سے آئے ہین
کیا کیا خیال خام ہین مجہے اضطراب مین

در تک ہی آپ گہر سے تو نکلے نہ تہے کبہی
پیدا کئے ہین چاہنے والے حجاب مین

ڈرتا ہون مین رقیب سے وعدہ وفا نہو
اوس نے دکہایا منہ جو مجہے آکے خواب مین

ہی مدعا کہ بہیجدو سر کاٹ کر ابہی
خنجر جو اوس نے بہیجا ہی خط کے جواب مین

اوس فتنہ گر کے ہجر مین تدبیر مرگ ہو
اتنے کہان حواس ہین مجہے اضطراب مین

اک شکوہ رقیب نے کیا کیا ذلیل
مین کیا کہون سنا ہی جو مینے جواب مین

غیرون سے رونمائی کا وعدہ ہوا نہو
کیا کیا مجہے گمان ہین کشف نقاب مین

حسرت کا کیا قصور یہ دن سن ہی ویسے ہین
جو کچہ ہو کم ہی حضرت واعظ شباب مین

گئے وہ دن کہ دونون ملتے تھے رو رو کے آپس مین
ہماری بس مین جو دل تھا وہ اب غیر کے بس مین

اثر ایسا ہو یارب کچھ فغانِ آسمان رس مین
کلیجہ تھام کر وہ یون کہین ہم ہون ترے بس مین

وہان ہے نظر سے امتحانِ ناوکِ مژگان
یہان باقی نہین ہے خون کہین بھی اب کسی نس مین

غلط ہو بدگمانی لغو ہے شکوہ تغافل کا
نہ آیا عدو کے پیچھے ہین ہم ہین آپکے بس مین

شبِ وعدہ سوئے تھے اس طرح تم پاؤن پھیلا کر
اگر ہوتا اثر کچھ بھی فغانِ آسمان رس مین

امید دل ہے یہان آئے جگر کہتا ہے یان آئے
ترے تیرِ نگہ کی ہو رہی ہے بحث آپس مین

شبِ وصلِ عدو کو امتحانِ صبر سمجھا ہے
نکالی ہین نئی ظالم نے میرے قتل کی رسمین

تنِ لاغر کو میرے کچھ نہ نسبت اپنی مژگان سے
سرِ مو جان فرق ہوتا ہے نہایت خار اور خس مین

نہ کوئی دیکھنے والا نہ اسکا پوچھنے والا
عبث تم نے رنگے ہین ہاتھ اپنے خونِ بیکس مین

یہ ضد ہے اوس بت کافر نے چھوڑا اپنے مذہب کو
ہوا مشہور جو میری بت پرستی کا بنارس مین

یہ فرماؤ کہ چھوٹا منہ بڑی بات اسکو کہتے ہین
کرائی تھی جو ہم نے تم ہزارون کھاتے تھے قسمین

وہی تو ہو کہ جسکے نام سے نفرت تھی اب کیا ہے
کیا کرتے ہو کیون حسرت کا چرچا بیٹھکر دس مین

مے سے کیونکر ہو اجتناب ہمین
کہ خدا نے دیا شباب ہمین

ہجر مین تیرے رات کو اکثر
دھوکا دیتا ہے ماہتاب ہمین

کیا سمجھ ہے کہ حضرتِ ناصح
آپ سمجھاتے ہین شتاب شتاب

کیا یہ سمجھے ہو تم کہ حشر کے دن
تم کرو ظلم ہو عذاب ہمین

نیند کس طرح آئے گی حسرت
ہو گیا ہی خیال خواب مین

جب تو مضمون تری جذب کا ایدل مین ہون
خود وہ محشر مین کہین آپکا قاتل مین ہون

دیکھہ پایا ہی جو اچھا سا خریدار اونہین
آپ سینہ سے یہ کہتا ہی کہ لو دل مین ہون

پوچھتے وہ ہین کہ آئی ہی طبیعت کس پر
کہتے بنتی نہین یہ آپکا مائل مین ہون

حشر مین تا نہو عشاق کو ملنے کی امید
ڈر سے کہتے نہین ہم جو شمائل مین ہون

پاس رہتا ہون مگر کچھہ بھی نہین آپ سے فیض
موج دریا ہون جو ہم سبزۂ ساحل مین ہون

کیون نہو ناز مجھے آپ وہ یہ کہتے ہین
تو مری چاہ کے قابل ہی تو قابل مین ہون

پا گیا ہی جو تری ظلم و ستم کا انداز
دل یہ کہتا ہی کہ بیداد کے قابل مین ہون

لطف تو جب ہی کہ محشر مین کہون یہ اون سے
آپ قاتل ہین مگر آپکا بسمل مین ہون

ناامیدی ہی نہین اور نہ آنے کا پتا
موت کہتی ہی ابھی سیکڑون منزل مین ہون

آئنہ دیکھہ کے تصویر سی وہ کہتے ہین
دیکھتی کیا ہی ترا آئنہ مقابل مین ہون

دل نہو پاس تو کیونکر نہین دل سی جا ہون
تم سے سو بار کہا حسرت بیدل مین ہون

روشن ہون مثل شمع تری جلوہ گاہ مین
مٹ جاؤن شکل نقش قدم تیری راہ مین

آپس مین جنگ ہو گئی دل اور نگاہ مین
ارمان کتنے خاک ہوے جلوہ گاہ مین

بیتاب شوق نے یہ کیا مجھکو چاہ مین
شرمندہ ہو گیا ہون گلے اشتباہ مین

ادھر پاس ہی ہین تو بھی سمجھتا ہون دور ہین — فرقت کا بندہ رہا ہی تصور نگاہ مین

رکھتا ہی ہاتھ سینہ پہ اپنے وہ سنگدل — اس ضعف پر بھی ہی یہ اثر میری آہ مین

ہی انتظار اک بتِ دامن دراز کا — خاک نشستہ ہون مین قیامت کی راہ مین

آئینہ مین ہی دیکھ رہا ہون وہی جمال — نقشہ سما گیا ہے کسی کا نگاہ مین

پھیلی ہوئی ہی کچھ شبِ ہجران کی تیرگی — رکھا ہوا ہی کیا مری بختِ سیاہ مین

پھر وصال گر تری کوچہ مین جا سکین — آنکھین بچھائین پھر تو ہم اپنی ہی راہ مین

دونا ہو لطف حشر مین ہر داد خواہ کو — دشمن ہی تیرے ساتھ ہو گر قتل گاہ مین

ایسے کی میکشی سے ہین لطف کونسا — زاہد تجھے لپیٹ لیا ہی گناہ مین

سرنامہ دیکھتا ہون تو دشمن کے نام ہی — قاصد نے خط دیا ہی مجھے اشتباہ مین

جاؤن جو ڈوبنے کو تو وہ بد نصیب ہون — اک قطرہ آب کا نہ ملے مجکو چاہ مین

دشمن سے تم ہمیشہ ملو اختیار ہی — معشوق پن تو رہ نہین سکتا نباہ مین

حسرت کی آرزو ہی کہ یا شافعِ امم
روزِ جزا رہے وہ تمہاری پناہ مین

گر نہ آئیگا وہ جا کر سامری فن آب مین — ڈوب کر مر جائینگے شیخ و برہمن آب مین

تھا جو وہ دستِ حنائی عکس افگن آب مین — حسن نے کیا دکھائی آگ روشن آب مین

چین سے ظالم جلا کر بھی نہ بیٹھا ہائی ہائی — اب بہا دی خاک میری بعد مردن آب مین

اُف رے آہ آتشین تاثیر تیری الامان — اب سمندر بھی لگے کرنے نشیمن آب مین

مر گیا ہوں ہجر یار کے روئے [illegible]
پڑ گیا ہے آئینہ میں عکس افشاں کا تری
تیری الفت نے ڈبویا کسکو ہے چرخ چال
سوز دل سے چین آئیگا نہ بعد مرگ بھی

[illegible]
یا ستارے ہو گئے ہیں ٹانکے روشن آسمان میں
آج برپا ہے کیسا شور و شیون آسمان میں
اے عزیزو [illegible] آسمان میں

کوئی [illegible]
[illegible] آسمان میں

دل ہمارا جا کے پھنسا کاکل طولانی میں
کر گئی ایک نگاہ غلط انداز شہید
بھول بیٹھا تری سب لطف و ستم کے انداز
جب کہا لیجئے کہ دیجئے دل کی قیمت
جا لگا بخت مرا چشم نگہبان کی طرح
کچھ بھی چھوڑا نہ تجھے یار نے دل میں اپنے

اور طرح ہے سلسلہ جنبانی میں
دل کو رکھتی تھی بہت عقل نگہبانی میں
مجھکو لذت نہ ملی کاہش پنہانی میں
یہ ملامت ہوئی نالش کرو دیوانی میں
کاش رہتا تری دروازہ کی دربانی میں
گھر لٹا بیٹھے ہیں ہم رند کی مہمانی میں

یاد آتا ہے وہ عشرت کا زمانہ حسرت
رات دن اپنی گذرتی ہے پریشانی میں

[illegible] وہ عالم کا کہ ایک پیمانے میں
[illegible] گیا گل کھلا کے میں
[illegible] جلوہ عیان [illegible]

ذرا سے وقت [illegible] پھنسے ہوا سے میں
سنان میں تیر میں تلوار میں [illegible] پیمانے میں
حرم میں دیر میں مسجد میں گرجے میں شوالے میں

نہ تیری تن کی خوشبو ہے نہ تیری رخ کی رنگت ہے / سمن مین ہین نہ یاسمین گل مین ہین نہ فرمان مین پالے ہین
زبان خار ہے گر خشک اسکا غم نہین مجھکو / کہ اک دریا بھرا ہے پاؤن کے ہر ایک چھالے مین
مرے لاشہ پہ رو رو کے تو یون بولے ہے دشمن / بتاؤ کوئی بھی تمہین جیسے بیان اب ہی مرنے والے ہین
یہ وہ ہین چھپا رہے ہین یا اندر ان ہی کے کبھی / دعا مین کچھ اثر دیکھا جواب دیکھینگے نالے ہین

فروغ داغ حسرت آفتاب چشم ہو جائے
شب ہجران کا منہ دیکھنا ہوگا اوجالے مین

تو وہ بیخود کہ جسے حال دکھا بھی نہ سکون / غم وہ افسانہ ہے جو دل مین چھپا بھی نہ سکون
داد بیداد ستمگر نہ ملے جب تو مگر / حشر کیا آپکی محفل ہے کہ جا بھی نہ سکون
گو ہون آشفتہ مگر لائق بیداد نہین / ستم کا ارمان نہ مجھکو کہ مٹا بھی نہ سکون
دم کچھ ارمان نہین ہے کہ نکل ہی نہ سکے / موت کچھ تم تو نہین ہو کہ بلا بھی نہ سکون
دل مغموم کا شکوہ نہ کرونگا ہرگز / رنج کیا چیز ہے وہ ہے کہ اٹھا بھی نہ سکون
بیٹھے کب عذر کیا تمنے بلایا کسدن / کیا طبیعت ہون تمہاری کہ جو آ بھی نہ سکون
سخت مشکل ہے مرے عشق کا ظاہر ہونا / درد کچھ داغ نہین ہے کہ چھپا بھی نہ سکون
حرف تقدیر کو مین چاہون مٹاؤن سو بار / کچھ تمہارا تو نہین ستم کہ مٹا بھی نہ سکون

حسرت اس انجمن ناز مین لیچل مجھکو
اس طرح سے کہ وہان جا کے پھر آ بھی نہ سکون

جبکہ ہو برگشتہ قسمت پھر کرون تو کیا کرون / مین علاج درد فرقت پھر کرون تو کیا کرون

مجکو ہی شوقِ شہادت پہر کرون تو کیا کرون | اونکو مانع ہو نزاکت پہر کرون تو کیا کرون
یہ تو ظاہر ہی کہ ایسی اور بہی دنیا مین ہین | آگئی تم پر طبیعت پہر کرون تو کیا کرون
حضرتِ ناصح کرون توبہ تو مین برسات ہین | جب بدل جاتی ہو نیت پہر کرون تو کیا کرون
یہ تو ظاہر ہی کہ مین بات سے تائب ہو چکا | جبکہ دیکہون اچہی صورت پہر کرون تو کیا کرون
جہانکنا مشکل ہوا ہی روزنِ دیوار سے | اونکی یہ بدلی طبیعت پہر کرون تو کیا کرون
یہ تو مانا ہجر مین مرنا بہت آسان ہے | جب نہو مرنے کی فرصت پہر کرون تو کیا کرون
میرے دلکو جب کہین یہ ہی مرا بدخواہ ہے | عیش مین ہو اپنی شامت پہر کرون تو کیا کرون
مفلسی مین ہو سکے انسان کی کیا ہمت درست | ایسی حالت مین عبادت پہر کرون تو کیا کرون
وصلِ دشمن پر کہانتک ضبط ہو انسان ہون | مجہپہ جب گذرے قیامت پہر کرون تو کیا کرون
دل بہلتا ہی نہین ہی ساکنانِ خلد سے | یاد ہو اک فتنہ قامت پہر کرون تو کیا کرون
جب پلاتا ہو کوئی اصرار سے ای شیخ جی | آپ ہی فرمائین حضرت پہر کرون تو کیا کرون
خود بخود بیچین ہو جاتا ہو اونکو دیکہ کر | آگئی ہو دلکی شامت پہر کرون تو کیا کرون
عرصۂ محشر مین اونکے چاہنے والون نے کچہہ | مانگ لی ہی میری صورت پہر کرون تو کیا کرون
نام تو وہ چاہنے والون کے ہوتے ہین خفا | اونسے ہو اظہارِ الفت پہر کرون تو کیا کرون
حضرتِ ناصح یہ مانا بے وفا و شوخ ہے | جب نہ ہو بس مین طبیعت پہر کرون تو کیا کرون
وصل بہی ہوتا نہین ہو وعدہ بہی اب ہو چکے | رہ گئی ہو دل مین حسرت پہر کرون تو کیا کرون
جیتے جی کی ہو ساری ہین بکہیڑے دوستو | جمع کر لے مال و دولت پہر کرون تو کیا کرون

انکی بات نقش نہین ہین آپ دل کے جہان ہو
اسکا آنا ہی قیامت پھر کرون تو کیا کرون

ہو گئی ناراض وہ شکوۂ ستم سے آج تو
میری شامت میری قسمت پھر کرون تو کیا کرون

تنگ ایسا ہو گیا ہون اقربا کے ہاتھ سے
ہے وطن مین تمناے غربت پھر کرون تو کیا کرون

نوجوانی ہو بغل مین اک نیا معشوق ہو
تم کہو حضرت سلامت پھر کرون تو کیا کرون

گو کہ ہو یہ بھی ہمارا طالب دیدار کو
اونکا وعدہ ہی قیامت پھر کرون تو کیا کرون

منھ سے مدت سے ہی ابتو دختر رز لگ گئی
ترک عادت ہی عداوت پھر کرون تو کیا کرون

ربط دشمن سے ہی اونکو پھر کرین تو کیا کرین
مجکو بھی اون سے محبت پھر کرون تو کیا کرون

آپکے کہنے سے حسرتؔ مین غزل لکھتا تو ہون
گندہ ہی اپنی طبیعت پھر کرون تو کیا کرون

اس سے بڑا ہوا کوئی دنیا مین غم نہین
آنا کسی پہ دل کا قیامت سے کم نہین

وصل عدو کو آپ سمجھتے ستم نہین
گر ہے ہی ملاپ تو اک روز ہم نہین

یہ کیا کہا کہ ہجر مین کہنا محال ہے
کچھ زہر مجکو آپکے سر کی قسم نہین

ممکن نہین کہ ہو سکے دلبستگی کی شکل
کعبہ تو زاہد کوئی بیت الصنم نہین

اسکا تو کچھ مٹائے سے مٹنا محال ہے
دل کا خیال آپکا نقش قدم نہین

اقرار وصل سمجھون کہ انکار کیا کرون
وان کچھ مری جواب مین لا و نعم نہین

رک رک کے سب کے حلق سے منہ پھیرتا ہے کیون
کیا تجھ مین دم نہین ترے خنجر مین دم نہین

کہنا کسی کا ہائے وہ اصرار وصل پھر
سمجھا ہے عدو کو تجھے مین کچھ بھی تو دم نہین

جسکا کہ ایک رات بھی رہنا محال ہے
پیمان بھی آپکا مری توبہ سے کم نہین

امید وصل کیا کرون اقرار وصل پر
کچھ معتبر تو آپکے قول و قسم نہین

ٹلتے سوا ہتو تم نہین سکتا ہی کیا کرون
ایسا جو اضطراب ہے دل کا تو سم نہین

مانا کہ اوس گلی سے گذرنا محال ہے
کچھ دور رہبری واسطے راہ عدم نہین

وہ بات کونسی ہے کہ مجھکو خیال ہو
جاتے بہت ہین بند تو راہ عدم نہین

کچھ بھی نہو تو آپ ستاتے ہی کیون مجھے
ہین کیون کہون کہ آپکا مجھپر کرم نہین

وہ لیکے کہہ رہے ہین کہ اسکا ہی کیون خیال
یہ دل تو آپکا کوئی بڑہ کی رقم نہین

ہمت اگر تجھے ہو تو دیتے ہین مفت بھی
زاہد یہ جام بادہ ہے کچھ جام جم نہین

زاہد اگر ہے شان رحیمی تو دیکھنا
جنت مین تو نہین ہے جہنم مین ہم نہین

دل ہو گیا ہے خوگر بیداد کیا کرین
اونکو جہان مین اب کوئی بیداد ستم نہین

حسرت کسی سے دل کے کچھ ارمان نکالتے
افسوس ہے کہ ہاتھ مین اپنے رقم نہین

ہمیشہ جس پہ نزول بلا وہ کون کہ مین
ہوا ہی کشتۂ ناز و ادا وہ کون کہ مین

وہ نا امید کہ ہو موت سے ہی کچھ تسکین
جہان مین جسکا نہو آسرا وہ کون کہ مین

کچھ اب بھی یاد ہے یا آپ بھول بیٹھے ہین
ہوا تھا جس سے کبھی سامنا وہ کون کہ مین

ملاؤ آنکھ ذرا بزم مین ادھر دیکھو
کسی کا کوئی تھا کچھ آشنا وہ کون کہ مین

شب وصال کی باتین وہ بھولے جاتے ہو
کسیکو جس سے کہ پالا پڑا وہ کون کہ مین

شب فراق بلاؤن بہی تو نہین آتی
جسے کہ بہول گئی ہو قضا وہ کون کہ مین

بہت سی پی ہی پلائی بہی ہی بہت لیکن
بنا ہو رندون مین پہر پارسا وہ کون کہ مین

ہمیشہ قابل جور و جفا ہی رہتا ہے
ستم کی جسپہ نہو انتہا وہ کون کہ مین

نہ موت آتی ہو جسکو نہ رزق ملتا ہو
جسے کہ بہول گیا ہو خدا وہ کون کہ مین

بنا ہو ضعف سے جو آج قیس کی تصویر
دبایا ہو عشق نے جسکو گہلا وہ کون کہ مین

ترے کلام کی حسرت مین جی او دیتا ہون
جہان مین تجھسا ہی اک دہر ادہ کون کہ مین

ہی عشرت سی پُر ایاغ نہین
وہ طبیعت وہ دل دماغ نہین

خاک مضمون بن سکے کوئی
اب طبیعت کو وہ فراغ نہین

تیرہ بختی سے یہ اندہیرا ہے
سوجہتا گہر کا چراغ نہین

کوچہ زلف مین بہی جا ڈہونڈا
وان بہی دل کا کہین سراغ نہین

وہ تو آتے ہین مفلسی ہی یہان
آج گہر مین کہین چراغ نہین

گئی ایسی کہ کچہہ پتا نہ ملا
عمر رفتہ ترا سراغ نہین

گم ہوا راہ شوق مین ایسا
مجھکو ملتا مرا سراغ نہین

رگ جان سے قریب تر ہی تو
پہر بہی ملتا ترا سراغ نہین

دل پر داغ کو ذرا دیکہو
اس سے بہتر بہار باغ نہین

کر دیا دل کو یاس نے ویران
قابل سیر اب یہ باغ نہین

منہ بناتے تھے ہو نام سے میرے | غیر سے اک ذرا دماغ نہین
کس سے ملنے کو جائین اے حسرت | ہای دلّی مین آج داغ نہین

حیف افسردہ ہو گیا حسرت
اب خوشی سے وہ باغ باغ نہین

جنس دل ہاتھ مین ای یار لیے بیٹھے ہین | ہم یہ سودا سر بازار لیے بیٹھے ہین
تجھکو ہم بزم مین ای یار لیے بیٹھے ہین | دل شیدا بہت اغیار لیے بیٹھے ہین
کھل گئی حسن کی قیمت جو ترے حال سے ہے | جس طرف دیکھو خریدار لیے بیٹھے ہین
عاشقونکو تو سبھی کہتے ہین اونکو دیکھو | حسرتین دل مین جو دلدار لیے بیٹھے ہین
وہ یہ پوچھین کہ ترا دل ہے چرایا کس نے | ہین کہون آپ ہی سرکار لیے بیٹھے ہین
تیری رحمت کے سہارے سر بازار جزا | جنس عصیان کو گنہگار لیے بیٹھے ہین

منہ چھپاتے تھے کبھی نام سے جنکے حسرت
آج اونکو سر بازار لیے بیٹھے ہین

تیرے ستم رسیدونکے اب تو یہ رنگ ہین | مرنے پہ جان دیتے ہین جینے سے تنگ ہین
چیشت نے انقلاب طبیعت مین یہ کیا | بیزار دین سے ہین تو دنیا سے تنگ ہین
ان واعظونکی بحث نے کچھ ایسا دق کیا | سچ تو یہ ہے کہ اب تو مسلمان تنگ ہین
مفلسی سے ہند کی حالت تباہ ہے | سبزے سے پایمال سوا سبزہ رنگ ہین
لیکر چراغ ڈھونڈھتے ہین نوکری کو سب | سچ تو یہ ہے کہ قافیے اچھونکے تنگ ہین

افسوس جنکو ناز تھا اسلاف پر کبھی
دیکھو تو آج وہ ہی معیشت سے تنگ ہین

رہتے تھے جن محلون مین ہنسنے کے جمگھٹے
کچھ شمع کا پتا نہ وہان اب پتنگ ہین

ایسے گزر گئے ہین کہ اللہ کی پناہ
لکھنے سے جسکے کاتب احوال تنگ ہین

جو آج دوسرون کے بتاتے ہین عیب و صواب
دیکھین جو غور سے تو خود اپنے ہی ننگ ہین

باقی رہا ہوا تو امیرون مین شوق یہ
لڑتے ہین کچھ بٹیر کچھ اوڑتے پتنگ ہین

حسرت کی وہ زبان وہ ترکیب ہی نہین
سچ ہین یہ ہمارے کہ بدلے ہی رنگ ہین

دل چشم سیہ مین ہے کبھی زلف دوتا مین
یہ اور بلا مین ہے تو وہ اور بلا مین

پیدا جو ہوا جوشش ذرا طبع رسا مین
خوشبو سے شگوفون کی اوڑتی ہے ہوا مین

تاثیر ہے پھر خاک مری بخت رسا مین
تم اور ہوا مین ہو تو مین اور ہوا مین

شوخی نہین شامل جو تری شرم و حیا مین
پھبتی ہوئی کچھ بات نہین ناز و ادا مین

دیکھین کہین حسرت و ارمان ہون ہمارے
اوڑتی ہوئی کچھ خاک سی ہے باد صبا مین

کیا قہر ہے مجھکو لب جان بخش نے مارا
تو زہر کی تاثیر ہوئی آب بقا مین

کیا فتنے لپیٹے ہین تری رفتار مین ظالم
اب تک بھی بپا رہتے ہین نقش کف پا مین

پیچیدہ ہی ہے پاؤن تلے ملنے ہی کے قابل
دل کو بھی مرے آپ ملا لیجیے حنا مین

نقصان جو کچھ اشتر اغلب ہی سے
سچ ہے کہ ہوا کرتی ہے تاثیر غذا مین

کیا ایسی ہوا کرتی ہے اک چوب کی تاثیر
کچھ اس سے تو اعجاز تھے موسی کے عصا مین

ہم اسکو سمجھتے ہین چراغِ تہِ دامن
دل آپ چھپاتے ہین جو دامانِ قبا مین

ظالم مجھے ایسے ترے انداز نے مارا
یہ دل مین گرہ ہے کہ ترے بندِ قبا مین

کچھ اور نہین نام سے دشمن کے بگڑنا
آخر تو کوئی بات نکالی ہے ادا مین

جیسے کہ یہ چلنے لگی دشمن کے جگر پر
پہلی سی وہ تیزی نہین اب تیغِ ادا مین

ہے روحِ مسیحا تری تلوار مین قاتل
آتی تری تربت دل کی مٹی ہو دوا مین

امداد فقط عشقِ حقیقی کی یہ سب ہے
تاثیر جو پیدا ہوئی کچھ خاکِ شفا مین

دیکھا جو اونہین دور سے پھر ضبط کہان تھا
اک عمر سے گو بیٹھے تو دل ہاتھ مین تھا مین

ہم دل مین سمجھتے ہین یہ اللہ کا انصاف
جو روزِ ازل مین تھا وہی روزِ جزا مین

دشمن پہ بھی اللہ نہ ڈالے وہ مصیبت
جس طرح سحر کین ہمنے بسر ہجر کی شا مین

حسرت کہین کیا آپ ہین جس بت کے پجاری
ایسا کوئی شہر مین نہ ایسا ہے ختا مین

ردیف واو

ہمدمون اوس سے ملادو نہ ملادو مجھکو
کوئی تسکین کی صورت تو بتا دو مجھکو

میرے گھر آنیکا اقرار زبان سے نکرو
بات کوئی تو اشارے سے بتا دو مجھکو

خواہشِ وصل کا کچھ اور نہ دو آج جواب
گالیان تم سرِ بازار سنا دو مجھکو

غیر کے پاس شب و روز تو رہتے ہو مگر
دور سے ہی کبھی دیدار دکھا دو مجھکو

کیا کہا تمنے کہ آتا نہین مرنا تجھکو
مرنیوالون کے تمہین طرز سکھا دو مجھکو

گر یہی ہے تمہیں منظور تو پھر دیر ہے کیا
میں تو راضی ہوں مری جان مٹا دو مجھکو

عرصۂ حشر میں اے واعظو کچھ ہو کہ نہو
جیتے جی تم تو جہنم میں جلا دو مجھکو

کسی صورت سے تو ارمان تمہارا نکلے
گالیاں اور بھی دو چار سنا دو مجھکو

گم گیا بیخودیٔ شوق نے ایسا افسوس
پوچھتا اوس سے ہوں تم میرا پتا دو مجھکو

عشق کرنا ہے اگر جرم تو مختار ہو تم
دل لگانے کی جو چاہو وہ سزا دو مجھکو

خون ہوجائیگا دشمن کا کلیجا گر تم
اپنے ہاتھوں سے کبھی پان لگا دو مجھکو

دل کے بدلے میں جو بوسہ نہیں دیتے نہ سہی
لاؤ کیا دیتے ہو تم وہ ہی ذرا دو مجھکو

حشر کا روز ہے اے کاتب اعمال سمجھے
جو کچھ گذری ہوئی تم آج سنا دو مجھکو

ہائے دشمن سے کہوں دل کا برا ہو حسرت
وصل کی تم کوئی تدبیر بتا دو مجھکو

اضطرابی ہے عبث رات بسر ہونے دو
گھر تو جاؤ گے مری جان سحر ہونے دو

دوست یہ کہکے شب ہجر میں بہلاتے ہیں
کیوں مرے جاتے ہو تم اونکو خبر ہونے دو

تھام کر دل کو مرے پاس چلے آؤ گے
نالہ و آہ میں پیدا تو اثر ہونے دو

میں تمہیں حضرت دل نذر کرونگا اونکی
میری جانب کو ذرا اونکی نظر ہونے دو

لطف دیجائیگی پھر میری محبت تمکو
دل میں تھوڑا سا مری واسطے گھر ہونے دو

وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمتو نہیں آتے وسمیں
درد ہوتا ہے اگر آٹھ پہر ہونے دو

جب شب وصل میں کہتا ہوں سحر ہوتی ہے
وہ یہ کہتے ہیں کہ ہوتی ہے سحر ہونے دو

کیا قیامت ہے کہ مرنے بھی نہیں دیتے تم
نہ اودھر ہونے دو مجھکو نہ ادھر ہونے دو

ہجر مین پہلے نہ لکھوا نہیں مرنے کی خبر
حال میرا ابھی تم نوعِ دگر ہونے دو

امتحان جذبۂ محبت کا مجھے کرنا ہے
میرا اون تک کسی صورت سے گذر ہونے دو

زندگی ہے تو شبِ وصل بھی آجائیگی
ہجر کی شب تو کسی طرح بسر ہونے دو

یون اوڑاؤگے مری جان نشانہ دل کا
ترچھی آنکھون مین ذرا سیدھی نظر ہونے دو

وصل قسمت مین ہماری نہیں لکھا حسرت
عمر کٹ کٹ کے اسی طرح بسر ہونے دو

کہتے ہین وہ صبح مین آتا ہے ٹہل جانے دو
لو اذان ہوتی ہے اب مجھکو نکل جانے دو

اور کچھ بات نہیں ذوقِ نظر ہے ہمکو
ٹھہرو ٹھہرو ابھی ارمان نکل جانے دو

یک بیک چہرے سے کاکل نہ اوٹھاؤ صاحب
تھام لینے دو جگر دل کو سنبھل جانے دو

کہتے ہین ہم نہ کرینگے کبھی اعدا کا گلا
آؤ بیجا ہوگئی بات کا بل جانے دو

حضرت دل کو نہیں اسوقت نہ رو کو دیکھو
صبح ہوگی ہمین آئیگی اجل جانے دو

پچھلی شب کو وہ تڑپا ہے ستمگر کہنا
صبح کہہ بات مین آئیگا خلل جانے دو

قتل کرکے وہ چلا راہ مین ڈالو کوئی
توسنِ ناز سے لاشہ کو کچل جانے دو

امتحان سختیِ جان کا نہ کرو حضرت دل
ہاتھ اوسکے کہیں ہو جائین نہ شل جانے دو

اور کیا چاہیے گر اسکو قرار آجائے
موت کو دل جو بہلتا ہے بہل جانے دو

حالت [illegible]

آج ارمان تو حسرت کا نکل جانے دو

ہم کرینگے یونہین فرقت مین بسر جانے دو — نہ سنو تم ہمسے حال دگر جانے دو
تم شب وعدہ نہ لو اسکی خبر جانے دو — کوئی کمبخت جو مر جائے تو مر جانے دو
خود چلے آؤ گے کچھ دیکھ کبھی انشاءاللہ — یہی کچھ میرے نالون مین اثر جانے دو
یاد وہ روکے مجھے آنکھ پھر آتا ہے — ہائے کہنا وہ ترا وقت سحر جانے دو
ہم ہون اونکو نہ لکھو مرے مرنے کی خبر — حال ہو جائیگا کچھ اونکا دگر جانے دو
وصل کی رات کو وہ ہائے کسی کا کہنا — کہ اذان ہوتی ہے بجتا ہے گجر جانے دو

حسرت اون سے یہ کرو عرض تمنا ٹھہرو
اور تھوڑی سی ابھی رات گذر جانے دو

ہان نہین آتے کبھی تم بندہ پرور رات کو — غیر کے گھر مین رہا کرتے ہو اکثر رات کو
آتے آتے رہگیا ہے منہ کو کلیجا ہجر مین — جاتے جاتے رہ گئی یہ جان مضطر رات کو
آپکی فرقت مین اک برپا قیامت ہوگئی — میرے نالون نے اوٹھایا شور محشر رات کو
خیر تو ہے حضرت دل کیا مصیبت آگئی — کس سے وعدہ ہے چلے ہو کیون نکلکر رات کو
ہائے وہ نظارہ روئے منور کیا ہوا — کیون مجھے گننے پڑے ہیں روز اختر رات کو
آ چلا تھا اوسکی جانب سے مجھے صبر و شکیب — بدگمانی کر دیا کیون تونے مضطر رات کو
چاندنی بھی ہجر کی شب میرے گھر آتی نہین — ہے جو مہمان عدو وہ ماہ پیکر رات کو
کیا نکالا ہے طریقہ تو نے یا ہے مہر وش — دن کو رہتا ہے مرے گھر اور باہر رات کو

کس پہ دل آیا کہو تو پیر و مرشد خیر ہے
جاتے ہو حسرت کہان تم روز چھپکر رات کو

تمکو ہمارے حال کی ایسی خبر نہ ہو
کیا کیا بری ہے جو فغان بے اثر نہ ہو

تیری امید وصل مین ہیہات کیون جیے
جس جان ناتوان کو امید سحر نہو

اوسکی نگاہ لطف کہانتک پھری رہے
دیکھین ہمارے حال پہ کبتک نظر نہو

ایسا نہو کہ بام پہ آجائے وہ قمر
ناصح ہی میری طرح کہین جامہ در نہو

ڈرتا ہون میرے سینہ پہ رکھین نہ آپ ہاتھ
آتش فشان کہین مرا داغ جگر نہو

دین کیا جواب غیر بھلا اونکی کیا مجال
کیا کیا نہ ہم کرین جو تمہارا خطر نہو

سچ تو یہ ہے کہ خاک ہو پھر لطف زندگی
گر دل مین کاوشین نہون سوز جگر نہو

دربان ٹال دیتے ہین قاصد کو در سے
حسرت کی آپکو نہ ہوئی ہی خبر نہو

وہ نالہ گیا چرخ پہ دیکھا مری دل کو
بہولے سے بہی دیتا نہ تہا نام مری دل کو

یہ دیکھکے کہتے ہین مسیحا مری دل کو
بیمار کرا ایسا ہی خدایا مری دل کو

ممکن ہے پس قتل اوسے چین نہ آتا
افسوس کہ ظالم نے نہ دیکھا مری دل کو

کمبخت کا دو روز سے انداز وہی ہے
بجلی کا جو بہایا ہی تڑپنا مری دل کو

دیکھا ہی اوسے جب سے ہوا آپ سے باہر
انداز کسی بت کا یہ بہایا مری دل کو

لگتی ہے نظر غیر سے تعریف نہ کیجے
کیا چیز ہے یہ آپنے دیکھا مری دل کو

جو آنکھ ملاتا نہیں بھولے سے بھی حسرت
ہے اوس سے ہی ملنے کی تمنا مری دل کو

کرتا ہے ستم جان سے بہتر مری دل کو
اپنا سا سمجھتا ہے ستمگر مری دل کو

بیتاب کوئی دوسرا ایسا جو نہ پایا
خنجر سے کیا اوس نے دو پیکر مری دل کو

آنکھوں میں نہیں جچتا ہے مہتاب کا نقشہ
بھایا ہے جو وہ روئے منور مری دل کو

صد شکر کہ معدوم کیا سوز نہاں نے
اب کوئی بھی کہتا نہیں مضطر مری دل کو

منظور ہے کھلجائے ترے تیغ کا مری حال
کاتب بھی جو لکھتے ہیں مکرر مری دل کو

گھر کر گئی ایسی خلش خار محبت
انگارہ بنا ہے گل بستر مری دل کو

کھلجائے اگر کچھ بھی حقیقت تمہیں صاحب
کعبہ سے سمجھنے لگو بہتر مری دل کو

حسرت یہ کیا کام مری سوز دروں نے
دلسوز سمجھتا ہے ستمگر مری دل کو

دل سے کریگا محو مسیحا کے نام کو
ایسا نہ ہم سمجھتے تھے تیری خرام کو

محشر سے [illegible] مثال جو تیری خرام کو
ہمنے کیا ہے زندہ قیامت کے نام کو

آزاد ابتو کہیے صاحب غلام کو
لیجے نہ اولٹے ہاتھ سے میرے سلام کو

اس محفل نشاط میں توبہ کا ذکر کیا
چھلکا دے ساقیا کہیں جلدی [illegible]

میں کیا کہوں جو رنج گذرتے ہیں دل کو
کرتا ہوں یاد جب دل جنت مقام کو

ظاہر ہو کسطرح اونہیں الفت نہیں مری
پہنچا کے دیکھ لے کوئی میری پیام کو

دیکھو کوئی فسانۂ ہجر اونسے کہین — [illegible]

لالہ نے باغ مین تو شفق نے سپہر پر — اپنا کر دیا ہی شہید [illegible]

[illegible]

حسرت یہ جانتے ہین کوئی جانتا نہین
جاتے ہین اوسکے کوچے مین ہر روز شام کو

بزم اغیار مین تم رنگ جماتے کیون ہو — گھر جاتے ہو مرا رنگ اڑاتے کیون ہو

رشک سے خاک مین دشمن کو ملاتے کیون ہو — گھر ہی سوگ مین تم خاک اڑاتے کیون ہو

بزم اغیار مین یون پردہ اوٹھاتے کیون ہو — رشک سے تم مجھے در پردہ جلاتے کیون ہو

نالہاے سحری تمکو ہواے سودا — وہ تو اوٹھتے نہین پھر حشر اوٹھاتے کیون ہو

کچھ بھی گر مجھ سے علاقہ نہین تمکو صاحب — پھر یہ دامن کو مرے پاؤن لگاتے کیون ہو

عیب پوشی کہین منظور نظر ہی اونکی — نام سے غیر کے تم آنکھ چراتے کیون ہو

کیا ہوا جا کے وہان ناصح مشفق کہیے — آج ایسے ہو جو تم منہ کو چھپاتے کیون ہو

خیر ہے ایسے ستمگر سے سوال بوسہ — حضرت دل مجھے ہر بار ستاتے کیون ہو

غیر سے تو نہین الفت تو بلا سے اوسکی
آپ حسرت کو یہ ہر بار ستاتے کیون ہو

یارب کسی کا سوز دل ایسا نہان نہو — [illegible]

نازک ہے اوسکو رنج نہ پہنچے شب فراق — ذرہ ہون کارگہ [illegible] وقت [illegible]

تحفتاً الفراق بین گرچہ ستم ہے قبول — چھپ [illegible]

تاثیر ہوتی جاتی ہی اب جذبِ عشق کی
ممکن نہین کہ آپکے لب پر فغان نہو

یارب بلا سے آتشِ گل اسکو پھونکدے
بجلی سے جلکے خاک مرا آشیان نہو

مین ہون فراخ دل نہین ہوتا تجھو قشنا
او تیر یار پہلے سے تو پرفشان نہو

ڈرتا ہون رازِ دل کو سناتے ہوئے تجھے
ممکن نہین کہ غیر ترا رازدان نہو

افسوس ہای حضرتِ عیسی بھی جا چھپین
صد حیف کچھ بھی چارۂ دردِ نہان نہو

مرتا ہون تیری ضبط پر او دل غضب کیا
وقتِ سوال بھی مجھے تابِ بیان نہو

حسرت جہان پہ انکو جاتے ہین چھپکے آپ
ممکن نہین جناب وہ کوئی بتان نہو

اگر بوسہ کوئی رخسار کا تجھسے عنایت ہو
دلِ نالان کبھی بیتاب نہ ہو گرم شکایت ہو

سوئے گورِ غریبان گر وہ جائین تو یہ حالت ہو
نکل آئین تڑپکر قبر سے مردے قیامت ہو

دیا ہی بوسۂ رخسار دشمن کو مرے آگے
نہایت بیحیا ہو بیوفا ہو بے مروّت ہو

وہ دن ہی یاد ہین کس حالِ بد مین تجکو چھوڑا تہا
تعجب ہے مرے مرنے کی تمکو آج حیرت ہو

یہ جنگِ زرگری دشمن سے ہی میری بنانے کو
مجھے ہرگز نہین آتا یقین تمکو محبت ہو

دکھادون آئنہ تصویر کا اسکی جو مین لاکر
تجھے سکتا سا آجائے ابھی ناصح یہ صورت ہو

حسینونکو نہین دیکھا زمانے کو نہین برتا
وگرنا تجکو بھی ای ناصحِ نادان نصیحت ہو

تمہین غیرونکے ملنے سے کبھی فرصت نہین ملتی
تعجب ہے کہ پھر مجھسے نہ ملنے کی شکایت ہو

کیا ہے رام حسرت تمنے اوس طفلِ پریرو کو

سمجھ رکھا ہے ہمنے یہ کہ تم ہی ایک حضرت ہو

ہمتو خوش ہین ہجیدی خواہانِ جان ہو کوئی ہو
غیر ہو محشر ہو مرگِ ناگہان ہو کوئی ہو

ہو چکا بس ضبط اے دل ہان تری لب پر رہے
نالہ و فریاد ہو آہ و فغان ہو کوئی ہو

بتکدہ ہو یا کہ کعبہ یا تمہارا سنگِ در
ہمکو سجدے سے غرض ہے آستان ہو کوئی ہو

وقت گر ہو تو سنا دینا او نہین اے قصہ خوان
قیس کا قصہ ہو میری داستان ہو کوئی ہو

حور ہو انسان ہو جن ہو پری ہو یا ملک
تیغ ابروے تمہاری نیمجان ہو کوئی ہو

دل ہو میرا یا جگر یا پہلوے خانہ خراب
آپکی مرغِ نگہ کو آشیان ہو کوئی ہو

وہ کرے آباد اس دشتِ خراب آباد کو
قیس ہو حسرت ہو پر بے خانمان ہو کوئی ہو

سخت جانی نے مری شرما دیا جلاد کو
ہاتھ سے تنگ آ کے پھینکا خنجرِ فولاد کو

گر بھلا دون صفحۂ خاطر سے تیری یاد کو
کس طرح تسکین دون پھر اِس دلِ ناشاد کو

صانعِ قدرت نے گویا خود ہی اپنے ہاتھ سے
نور کے سانچے مین ڈھالا اوس ستم ایجاد کو

جانبِ دل وہ ہے کہ چبھ جائے رگِ جان مین اگر
پھر نکلنے دین نہ باہر نشترِ فصاد کو

کیا غضب تو نے کیا مین تجھکو حسرت کیا کہون
پھر بنایا دوست اپنا اوس ستم ایجاد کو

حاصل کسی طرح سے تو ذوقِ نگاہ ہو
محشر ہو اور سامنے ہو تری جلوہ گاہ ہو

یون ہو یہ بات وصل سے اگر دل کو راہ ہو
تمکو خبر نہ ہو مری حالت تباہ ہو

سینہ سے مینے اونکو لگایا تو یہ کہا — ایسا نہو ادھر کو کسی کی نگاہ ہو
نظارہ سوز جلوہ رخسار ہی ترا — جب تو نہ ہو تو آنکھ مین نور نگاہ ہو
چھائی ہوئی ہی آنکھ مین الفت رقیب کی — ایسا نہ ہو کہ آپ سے کچھ رسم و راہ ہو
جو مورد عتاب صنم ہو خدا گواہ — ممکن نہین کہ اسکو خدا کی پناہ ہو
مانا عدو ہین چشم عنایت کے مستحق — ای کاش قہر ہی کی ادھر کو نگاہ ہو
گر زہر کھانے پر تمہین آتا نہین یقین — مردہ اوکھاڑ دیکھو اگر اشتباہ ہو
خالی ہی بے نیازی معشوق ہی کہین — یوسف کو قہر ہی نہ زلیخا کی چاہ ہو

حضرت جناب داغ کا یہ فیض خاص ہی
یون ورنہ شاعرون مین تری واہ واہ ہو

نہ خوف اونکو نہ شکوہ آسمان کو — الٰہی کیا ہوا اپنی فغان کو
مٹاؤن کسکو آہ نیم شب سے — عدو کو پاسبان کو آسمان کو
ہجوم بیخودی سے کوئی کہہ دو — ہماری بندگی تاب و توان کو
جو پہنچے پاس اونکے کیا کہینگے — دعائین دی چکے سب پاسبان کو
نہ پایا حشر تک بھی کھوج ہمنے — بہت ڈھونڈا کیے اپنے نشان کو
تسلی گو بظاہر ہو گئی ہے — مٹاؤن کس طرح درد نہان کو

بھلا رکھا ہی کیا کعبہ مین حضرت
نہ چھوڑو سجدہ کوئے بتان کو

صورت مہر جہانگیر بنے پھرتے ہو
تم باللہ کہ تصویر بنے پھرتے ہو

آپ ہیں عالم تصویر بنے پھرتے ہو
ایک عالم پہ تسخیر بنے پھرتے ہو

تم کو دشمن کے گلے تو نہ دیکھا تھا کبھی
غیر کی خوبی تقدیر بنے پھرتے ہو

ہاتھ میں ہاتھ جو دشمن کے دیا ہے تم نے
کیا مرے جرم کی تعذیر بنے پھرتے ہو

ساتھ دشمن کے ٹہلتے نہیں گلزار میں تم
ہاں مرے قتل کو شمشیر بنے پھرتے ہو

دل میں آتے ہی نکل جاتے ہو دلبر کیونکر
کیا مری شوخی تقریر بنے پھرتے ہو

قتل کرتے ہو مری جان گذرتے ہو صدہزار
آج تم ہند کی شمشیر بنے پھرتے ہو

سچ تو فرماؤ محبت ہے یہ کس کی تمکو
ہر گلی کوچے میں دلگیر بنے پھرتے ہو

سخت میں ساتھ ہے لڑکوں کی جماعت زاہد
چشم بد دور ہے تم پیر بنے پھرتے ہو

پاس تم جسکے گئے جیت اوسی کی ہوگی
سچ تو یہ [illegible] کے تم تیر بنے پھرتے ہو

سیکڑوں گھر میں بھی ذرا آکے تجلی کر دو
آج تم ماہ کی تنویر بنے پھرتے ہو

یہ تو کچھ بات نہیں بچکے نکل جاتے ہو
دل میں [illegible] بنے پھرتے ہو

زلف کھولے ہوئے تم آج [illegible] سے
کیا کہیں میری ہی تقدیر بنے پھرتے ہو

کیا مصیبت ہے تری حال ہے کیسا حسرت
اب جوانی میں جو تم پیر بنے پھرتے ہو

[illegible] پریشان مجھکو
[illegible]

لے چلی وحشت دل سوے بیابان مجھکو
[illegible] مجھکو

اپنے بالوں میں وہی طرز نکالی وحشی
جب سے دیکھا ہے ستمگر نے پریشان مجھکو

جرم الفت میں تری آج ہوا ہوں جو اسیر
کم نہیں گوشۂ فردوس سے زندان مجھکو

ضعف سے اٹھ نہیں سکتے ہیں مرے دست جنون
تنگ کرتا ہے بہت اپنا گریبان مجھکو

کہ سکون ہو مری اتنا ہی نہیں پاس مرے
ابتو وحشت کا ہی ملتا نہیں سامان مجھکو

اور بھی زخم جگر پر یہ نمک ریزی ہے
دور سے تم جو دکھاتے ہو نمکدان مجھکو

باغ فردوس میں کیوں لیکے اجل آئی ہے
ہائے جانا تھا سوئے کوچۂ جانان مجھکو

ستم ایجاد کا انداز ستم تو دیکھو
در اغیار پہ کرتا ہے نگہبان مجھکو

وصل کی رات ہی بیٹھے دعا مانگی تھی
موت آجائے الٰہی شب ہجران مجھکو

سامنے میرے وہ کرتے ہیں عدو کی تعریف
یہ تو سننے کی نہیں تاب مری جان مجھکو

ماہ و خورشید کے مانند مجھے چکر ہے
ٹھہرنے دیتی نہیں گردش دوران مجھکو

پھر حرم میں نہیں جانے کی تمنا حسرت
سر جھکانے کو ہی کافی در جانان مجھکو

حسرتیں منتظر ہیں آنے کو
دل ہی ملتا نہیں لگانے کو

کبھی سمجھے نہ دل لگانے کو
اٹھ وہ بولے مرے بنانے کو

بیٹھ کر سامنے میرے
وہ چلے غیر کے ستانے کو

قصہ پھر گیا زمانے میں
غم ہی ملتا نہیں ہے کھانے کو

جو کبھی عشق میں گذارا تھا
یاد کرتے ہیں وہ زمانے کو

یہی دلچسپ داستان ہے ایک
سن تو لیجے مرے فسانے کو

میری شامت نہین جو منع کرون — اونکو دشمن کے ساتھہ جانے کو
تمپہ کھلجایگا عدو کا حال — تیغ کھینچو تو آزمانے کو
کچھ ستانا نہین ہے مدّ نظر — آئے ہین پھر آزمانے کو
ہے جتاؤنکی آرزو ہمکو — تم کدہر جاتے ہو ستانے کو
لین برائی نہ آپ اپنے سر — پوچھ کچھہ کم نہین ستانے کو
جس پہ گذری ہو یہ وہی جانے — مجھسے پوچھو مرے فسانے کو
آہی رہتی ہین میری دلمین — حسرتین ڈہونڈہ کر ٹہکانے کو
دل تمنا کا ہوگیا مسکن — متمنی ہے پاس آنے کو

شکور رہتے ہو جس جگہہ حسرت
ہم بہی دیکھہ آئے اوس ٹہکانے کو

یہ دل مین اب سمائی لکھئے اگر غزل ہو — سچی ہون ساری باتین مضمون بیخلل ہو
گذرا ہوا ہو قصہ سچی ہو سب کہانی — مضمون ہو جو اوسمین اپنی ہی بر محل ہو
یہ بات یاد رکھے انسان اس جہانمین — جو کام آجکا ہو ہرگز نہ اوسکو کل ہو
کہتا ہے یہ زمانہ انسان دلمین سوچے — نکلے جو بات منہ سے بر موقع و محل ہو
جہوٹی ہین سب امیدین یہ کہہ رہی ہے حالت — جو آج ہوسکا ہے تمسے نہ کام کل ہو
واعظ کی باتین سنکر افسوس مجکو آیا — کیا اوس سے کام نکلے جو آپ بر دخل ہو
مشکل ہوئی ہے آسان تدبیر لین سوچی — اب وہ کام کرنا جو آپ بر محل ہے

ساقی ہی پینے شکوا اک جام مے جو مانگا
وہ ہنسکے مجھسے بولا کیا ایسے آجکل ہو

حالی کا تو مقالا ہم مستند سمجھہ لین
مقبول داغ اپنی اب کے اگر غزل ہو

تدبیر کوئی ایسی حسرت مجھے بتاؤ
دنیا بھی ہاتھہ آئے دین مین نہ کچھہ خلل ہو

جذبۂ دل کی مرے تاثیر اولٹی ہو تو ہو
سید ہی قسمت چاہیے تدبیر اولٹی ہو تو ہو

چارہ گر سمجھا نہین اوندہی ہے کچھہ قسمت مری
راس مجکو ہان تری تدبیر اولٹی ہو تو ہو

ناصحا سیدھی مری باتین ہین تو سمجھا نہین
ہان مگر کچھہ تیری ہی تقریر اولٹی ہو تو ہو

لطف تو یہ ہے کہ وان تو بیگناہی جرم ہے
بے خطاؤنکو کوئی تعزیر اولٹی ہو تو ہو

سخت جان مین تو نہین ہے عشق کیون نہین کٹتا گلا
کچھہ مگر قاتل تری شمشیر اولٹی ہو تو ہو

وصل کی تدبیر اونکے اور تو ممکن نہین
غیر کی لیکن کبھی تقدیر اولٹی ہو تو ہو

نیکدل بیشک ہے وہ اوسکی نہین ہرگز خطا
میری ہی قسمت کی کچھہ تحریر اولٹی ہو تو ہو

اضطراب دل ترا اونکو اثر ہوتا نہین
تیری اس جلدی مین ہان تاخیر اولٹی ہو تو ہو

ساتھہ سوتے اونکو دیکھا یہ مگر دشوار ہے
ہان ہماری خواب کی تعبیر اولٹی ہو تو ہو

وہ اگر آہی گئے تو بھی سنبھلنا ہے محال
اور کچھہ حالت مری تغئیر اولٹی ہو تو ہو

غیر کی محفل مین جاؤ اور تمھین عزت ملے
اسکے بدلے مین مگر تحقیر اولٹی ہو تو ہو

دیکھنا حسرت کے بھی ہین تو ہے آزادی محال
پاؤن مین وحشی کے اب زنجیر الٹی ہو تو ہو

ردیف ہای ہوز

ہم دل تمام عمر رہا تھا جگر کے ساتھ
آنکھوں سے یہ رہا ہے برابر نظر کے ساتھ

[illegible]ظلو چھیڑ ہے مجھے زخم جگر کے ساتھ
نشتر بھی ہو ضرور مری چارہ گر کے ساتھ

ہے جوش یاس حسرت و اندوہ و درد ہے
کیا بے خبر ہوئی ہیں کسی کی خبر کے ساتھ

شور و فغان و نالہ و فریاد شام وصل
آتے ہیں خوب یاد خیال سحر کے ساتھ

غافل ہوئے ہیں آفت و آزار ظلم سے
الفت کا پھر خیال ہے اس بد گہر کے ساتھ

ہے خیال دعوت مژگان کا حوصلہ
اجزائے دل شریک ہیں لخت جگر کے ساتھ

حسرت یہ اضطراب نے مجھکو کیا خراب
پہنچا ہوں کوئے یار میں پیغام بر کے ساتھ

شوخی پہ [illegible] وا کے ساتھ
کہتے ہی اک کلام میں جو [illegible] کے ساتھ

آنکھیں [illegible] تو غافل ہیں دیکھو قضا کے ساتھ
خنجر بھی وہ لگاتے ہیں تو کس ادا کے ساتھ

[illegible] چھپا [illegible] تری زلف دوتا کے ساتھ
افسوس دل گیا مرا کالی بلا کے ساتھ

[illegible] تری [illegible] کی بعد مرگ
تنکے کی طرح لاش اڑی ہے ہوا کے ساتھ

[illegible] خیال کبھی پاک دین کو
برباد دل گیا نفس [illegible] کے ساتھ

[illegible] آج فتنۂ محشر خرام ہے
جاتی ہے جان ہاتھ سے آواز پا کے ساتھ

[illegible] سے بخت سیاہ کے
کرتا ہے ہمسری تری زلف دوتا کے ساتھ

حسرت کے لیگیا ہے جو عقل و حواس و ہوش

جاتا ہے آج دل بھی اوسی دلربا کے ساتھ

رہتا ہے جو وحشت سے ہمیشہ پری شیشہ
بڑھکر ہے سکندر سے بھی توقیر مین شیشہ

خود دیتی ہے قاتل کو تو کیون وقت تہ دل
ظالم نے لگا رکھا ہے شمشیر مین شیشہ

ہے یاد تری دل مین اگر زلف کا گیسو
تو صاف ہے دل زلف گرہگیر مین شیشہ

وہ مصحف رخسار ہے اور خط مین نمودار
گویا ہے یہ قرآن کی تفسیر مین شیشہ

ہر ایک جگہ جلوۂ دیدار سے پیدا
کیا خشت کی جا ہے تری تعمیر مین شیشہ

کس روز صفا سے ہوا تھا یہ مقابل
ہے آج گرفتار جو تقدیر مین شیشہ

ہوتا ہے جسے رشک کہ کیون ہے ایک
آتا ہے نظر جب تری تصویر مین شیشہ

ہے عالم حیرت مین جو ہر وقت گرفتار
پابند ہوا کونسی تقصیر مین شیشہ

ہر آئینہ گر کی نہین لعنت ہے چمکتی
زیبا ہے سکندر کی تقدیر مین شیشہ

حضرت کے لیے کیون نہین ہمراہ ہے ساقی
آیا ہے کہان سے تری جاگیر مین شیشہ

جفا مین رفتہ رفتہ ہون ستم آہستہ آہستہ
کہ دم لیتا رہے بیمار غم آہستہ آہستہ

وہ ہنسکے جب چلے جاتے ہین کچھ پھول جھڑتے ہین
لب نازک سے کہاتے ہین قسم آہستہ آہستہ

یہی رفتار ہے برپا کرینگے حشر ہی اکدن
زمین پر اب جو رکھتے ہین قدم آہستہ آہستہ

یقین ہے ہجر مین ہمکو گذر کر مار ڈالین گے
ہجوم کاوش اندوہ و غم آہستہ آہستہ

سمجھتا ہون ذرا عادت بری حضرت اونہاؤ کا

[illegible]

یہ پلپہ دہن جو بت میخوارہ ہو شیشہ — [illegible] شیشہ

وہ ہوش ربا جلوہ جانانہ ہے [illegible] — [illegible] شیشہ

تم جان بچاتے ہو عبث زاہد [illegible] — [illegible] شیشہ

معلوم ہوتا ہے جو کسی مست [illegible] — [illegible] شیشہ

کہتا ہے جو محفل میں یہ بیت [illegible] — [illegible] شیشہ

کس رخ سے مقابل یہ ہوا تھا [illegible] — [illegible] شیشہ

[illegible]

[illegible]

کیوں دل پریشان ہے [illegible] — [illegible]

دور سے اب آتی امید [illegible] — [illegible]

وصل کی شب ہے یہاں [illegible] — [illegible]

یار معلوم مجھے [illegible] — [illegible]

اپنے حصے کی پلا دو مجھے ساقی [illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] میں [illegible] پیدا کیا ہے کوئی
آپ پیدا [illegible] میں جو [illegible] پیدا کر دیا

[illegible] آتا ہی نہیں [illegible] وصم پر آ کر
آپ عشاق کو [illegible] سودا کر دیا

شکر اللہ کہ حسن کی دولت جو ملی
[illegible] ہوا [illegible] کر دیا

درد و غم ہو گئے ہیں آپ تو پیدا ہی لیکن
کسی [illegible] سے [illegible] آ کر دیا

آپ کے ہجر میں حسرت کا ہی [illegible] الم
اجی آؤ اجی آؤ اجی آؤ شاہ

[illegible] سے اللہ کی پناہ

[illegible] لب خوار سے اللہ کی پناہ
اور [illegible] سے اللہ کی پناہ

پریشان سے [illegible] دیکھا تو یہ کہا
اس [illegible] کسار سے اللہ کی پناہ

[illegible] دل کو دیکھ کے [illegible]
لیکن [illegible] نگار سے اللہ کی پناہ

پانی ہوا ہے شرم سے [illegible] آج [illegible]
اس چشم اشکبار سے اللہ کی پناہ

جاتے نہیں [illegible] جدھر کو ادھر قتل عام ہے
بچ کر کے اس وبار سے اللہ کی پناہ

بچتا نہیں ہے جس کو ڈسا تیری زلف نے
اس مار زہردار سے اللہ کی پناہ

جا کر چھپی ہے دل میں [illegible]
بوندی کی اس کٹار سے اللہ کی پناہ

دل سے نکل کے پہنچی ہے آسمان کو یہ
اس آہ شعلہ بار سے اللہ کی پناہ

بوسہ کو دیکھے خانۂ دل لوٹ لے گیا
ایسے ہی سود خوار سے اللہ کی پناہ

کفار کہہ [illegible] ہے
حیدر کی ذوالفقار سے اللہ کی پناہ

مٹتا نہیں مٹائے سے ظالم غضب یہ ہے ۔۔۔ دل سے کبھی تری شب [illegible] اللہ کی پناہ

کہنا کسی کا ہائے شبِ وصل بار بار
حسرت تمہارے پیار سے اللہ کی پناہ

ردیف الیاء

ایک مدت سے خیالِ روئے جاناں دل میں ہے ۔۔۔ عمر گذری تجکو یہ [illegible] درخشاں دل میں ہے

پھر وہی سودا وہی آشفتگی ہے سو بسو ۔۔۔ پھر خیالِ طرۂ طرارِ جاناں دل میں ہے

آسمان دشمن عدو تقدیر اوس سے روٹھے وہ خفا ۔۔۔ آہ میں کس سے کہوں جو رنجِ پنہاں دل میں ہے

کھینچلی تصویر اوسکی کیا ہماری جذب نے ۔۔۔ جو کہ پنہاں آنکھ سے ہے وہ نمایاں دل میں ہے

پھر شکستِ توبہ کے دن آ گئے پھر آئی بہار ۔۔۔ پھر کسی کافر سے ملجانے کا ارماں دل میں ہے

پھر ہوا مجروحِ چشمِ مہوشاں بیخودی ۔۔۔ پھر خلش افگن کسی کا تیرِ مژگاں دل میں ہے

اشتیاقِ آمدِ وصلِ خیالی کیا کہوں ۔۔۔ ایک مدت سے کسی کافر کا مہماں دل میں ہے

بدگمانی کا برا ہو آچکا اونکو یقین ۔۔۔ زخم تو ظاہر نہیں ہے داغِ پنہاں دل میں ہے

آمدِ فصلِ بہاری انقلابِ طبع ہے ۔۔۔ ہائے اگلا سا وہی وحشت کا ساماں دل میں ہے

چارہ گر مشکل ہوا کیوں چاکِ دل کا التیام ۔۔۔ کیا رگِ جاں کے عوض تارِ گریباں دل میں ہے

اضطرابی و پریشانی میں حسرت آجکل
جیب میں تارِ نفس تارِ گریباں دل میں ہے

قیامت ہے ادی پر قہر ہے جو دل سے ملتا ہے ۔۔۔ مری جان سچ ہے تو تم دل بڑی مشکل سے ملتا ہے

وہ جلوہ جو نہ دیکھے کے قابل ہے جو دیکھو وہی جاتے
کوئی جب جل جلا آ کر کسی بیدل سے ملتا ہے

بلائیں ہیں دہن سے خوان پان حسرت نہ سے کر گیا ہیں
کوئی ارمان شاید اب ہمارا جو دل سے ملتا ہے

بلائیں ہیں جو اگر بیچ آتی ہیں تو پھر اوٹھاتے ہیں
قیامت کا پتا پورا تری محفل سے ملتا ہے

تجھے دیکھ ہر طرف مضمون پیغام امیدی کا
تمنا دل میں آتی ہے تو ارمان دل سے ملتا ہے

بنا ہوں یادگار عاشقان معلوم ہوتے ہیں
پتا مہر و وفا کا میری آب و گل سے ملتا ہے

اوٹھا ان سے جو عشق کیا یار نے کہ اب آتے ہیں
ترا خنجر گلے سے جسم میں بسمل سے ملتا ہے

مٹایا پیچ دل کو اس قدر میری تصور نے
کہ قاتل کا طریقہ آجکل بسمل سے ملتا ہے

نہ آتی ہے وہ آتی رونق دنیا دل کی یکسان کے
ترا وعدہ تو میری دوری منزل سے ملتا ہے

تمنا دل کی بر آتی بہت دشوار ہے حسرت
جسے کہتی ہے خلقت عاشق کامل ہو ملتا ہے

تمہارے حسن پہ کرنا ہی ہے نثار مجھے
سلے تمام خدائی پہ ہے ستار مجھے

خوشی گناہوں میں اتنی ہے کردگار مجھے
کہ لوگ کہتے ہیں بہتر گناہگار مجھے

اثر یہ جذبۂ دل کا نہیں تو پھر کیا ہے
وہ اور بیٹھ کے روئیں سر مزار مجھے

یہ لطف دید کے قابل ہے اوسکی خاطر سے
عدو کی نعش پہ بٹھا ہے سوگوار مجھے

کیا ہے تنگ یہانتک تو اب زمانے نے
کہ اپنی موت کا رہتا ہے انتظار مجھے

یہ خوبیاں ہیں فقط اپنے ہی مقدر کی
خدا کی شان کرو تم ذلیل و خوار مجھے

اوسی سے آنکھ لڑی جس سے اجتناب رہا
نگاہ شوق نے ایسا دیا ابھار مجھے

خراب کر کے دل بیقرار چھوڑ گیا
دبی زبان سے کہوں حرف بد دعا اوس کو
وہ خوش نصیب جان آخر بلا ہی بیٹھے ہیں
خوشی سے تنگ بدن پہ ہو پیرہن

او ... [illegible]
سنبھلنے دی ... [illegible] ... مجھے
پہیا چھوڑ اسکے ... [illegible] ... مجھے
کر ... وہ خواب میں ... [illegible] ... مجھے

جفا ... کی ... [illegible] ... طرح حسرت
کچھ اپنے دل ہی پہ ... [illegible]

[illegible]
... کس طرح اوس ... [illegible]
نہیں باغ ارم سے کام مجھکو
وہ آئے ہی تو ... [illegible]
کیا ہی مجھکو شادی ... [illegible]

[illegible]
عدو ... [illegible]
... [illegible]
... دل ... [illegible]
... [illegible]

صفائی ... ہوتی ہے کیونکر
بہت حسرت سے اب وہ بدگمان ہے

حالت بری ایسی بھی نہ ... ہو کسی کی
تقدیر عدو دیکھئے ایسا بھی سنا ہے
باقی ہے ٹھکانا وہ مرے دل ہی میں آکر
دعا ... کا وہ گئے غیر سے گھر

اس طرح طبیعت ... ہو کسی کی
... ہو کسی کی
حسرت ... ہو کسی کی
اس طرح ... بسمل ہو کسی کی

ہم چھیڑ سے پوچھیں کہ کہو حال ہے کیسا
الفت جو تجھے شورش مائل ہو کسی کی

یہ بھی ہے یہاں فقط خوبی تقدیر کی باتیں
مر جائے کوئی آرزو حاصل ہو کسی کی

پھر کیوں وہ شب و روز چھپائے رہیں منہ کو
صورت ہی اگر دیکھنے قابل ہو کسی کی

وہ کونسا فتنہ ہے جو اٹھتا نہیں اس میں
کیونکر نہ فزوں حشر سے محفل ہو کسی کی

جاتا نہیں جو ہو کے وہ آزار یہی ہے
الفت نہ تجھے حسرت مائل ہو کسی کی

کب تک خیال نقش کف پا کرے کوئی
سر کو رہین کوچہ اعدا کرے کوئی

دل ہی نہیں تو خواہش بیجا سے کیا حصول
اسکو مٹا کے خاک تمنا کرے کوئی

انداز حسن و عشق کا ایسا مزا ملا
دینے کا دل کو خوب تقاضا کرے کوئی

یہاں بیخودی شوق وہاں ضبط راز ہو
رسوا ہی ہو چکے تو نہ رسوا کرے کوئی

دل چاہتا ہے پھر سر دیوار ہو کوئی
پھر دور سے کسیکو اشارا کرے کوئی

کرتے ہیں وہ نہ طعن مگر یہ بھی خوف ہے
کل کو نہ میری بات کا شکوا کرے کوئی

یہ کہہ رہی ہے انکی نزاکت دم خرام
آنکھوں کا رہگذر میں بچھونا کرے کوئی

حسرت کو سب قبول ہے جو اس پہ آ بنے
پر وصل کا کسی سے اجارا کرے کوئی

نہیں ہے موت جو فرقت میں نیم جاں کے لیے
خدا کے لئے کہو کیا چاہیے یہ کماں کے لیے

نہیں ہے چیز یہ کم کوئی آسماں کے لیے
کہاں سے لائے اثر پھر ہی فغاں کے لیے

عنایت ہوتی ہے غیروں پہ جو تم حال ... [illegible]

سنا ہے قیس میں تھی ہو راحت ... [illegible]

کبھی تو خس میں نکلتی ہے جسم لاغر سے

خدا کے گھر میں بھی دل ہمارا دو کچھ پتا پایا

ہمارا دعوی الفت غلط سمجھتا ہے

یہ سب سچ ہیں عاشق کی بدگمانی سے

جلے ہیں شمع صفت کیا رقیب محفل میں

گمان ہے تو فقط کام کب نکلتا ہے

کہاں کی نیند قیامت کی ہے یہ بیماری

بتا نہ پائے یہ قسمت سے ہی یقین مجھکو

[illegible] ... [illegible] کے لئے

[illegible] ... [illegible] کے لئے

ہمارا ... [illegible] ... کے لئے

[illegible] ... [illegible] کے لئے

[illegible] ... زبان ... کے لئے

ہمارا ... [illegible] ... کے لئے

[illegible] ... [illegible] کے لئے

ہمارا ... [illegible] ... کے لئے

[illegible] ... [illegible] کے لئے

[illegible] ... [illegible] کے لئے

ستم نہیں عشق و الم ... کے لئے حسرت

... یہ بیٹھی ہیں میری جان ناتوان کے لئے

خبر ہی ہے ... کہیں فتنہ اٹھا کے آنے کی

سنا ہے ساتھ وہ دشمن کو لیکے آئے گا

پہنا تو ہوا کے وہ ... سب ... گیسو

... سے قتل پہ ہیں آمادہ

... [illegible] وہ اب ...

کیا ... بند ... خدا کے آنے کی

خوشی ... ہو جائے آنے کی

امید کیا ہو دل ستم کے آنے کی

... جان ... آنے کی

[illegible] ... [illegible] آنے کی

ہم ایک عمر سے جیتے ہین اس توقع پر — امید دل کو ہے روزِ جزا کے آنے کی

بگڑ نہ جائے کہین موت کا ای حسرت
خبر ہے نزع مین اوس بیوفا کے آنے کی

بے سبب زخم مرے دل کے نہ خندان ہونگے — ساتھ وہ اپنے لئے آج نمکدان ہونگے
ہم یہان حسرتِ دیدار مین گریان ہونگے — غیر کے ساتھ وہان وصل کے سامان ہونگے
چار دن کے لئے غیرون سے ہوئی ہے الفت — ہم وہی ہونگے وہی عیش کے سامان ہونگے
حشر مین آئیگی ساتھ اونکے اگر فوجِ ادا — میری ہمراہ بھی لاکھون مرے ارمان ہونگے
مژدہ ای جوشِ جنون آئیگی پھر فصلِ بہار — وہی ہم ہونگے وہی کوہ و بیابان ہونگے
گر یہی شوق ہے بے پردہ دری کا ہوگا — سیکڑون میری طرح چاک گریبان ہونگے
ظاہرا ہم محبت سے تنفر ہے او نہین — دل مین کیا کیا نہ مری چاہ کے ارمان ہونگے
جذبۂ دل نے مری کچھ جو دکھائی تاثیر — اونکے گیسو بھی مری طرح پریشان ہونگے
یہ وہ آفت ہے کہ جائیگی نہ بالا بالا — ہم بھی اکدن ہدفِ ناوکِ مژگان ہونگے

آئینگے قبر مین کیا کیا نہ مزے ای حسرت
وہ روانہ جو سوئے گورِ غریبان ہونگے

اوس نے میت پہ آہ و زاری کی — رہ گئی بات جان نثاری کی
دیکھکر اوس نے آہ و زاری کی — مل گئی داد بیقراری کی

اوسکی فرقت میں بے حساب رہا / رات بھر بیٹھے دم شماری کی

خواب میں سنگدل کو تڑپایا / ہے یہ تاثیر بیقراری کی

کر نہ واعظ بیانِ زلفِ حور / چھائی جاتی ہے دل پہ تاریکی

میری اولٹی کریں خوشامد وہ / شان ہے یہ جنابِ باری کی

موشگافی کرے کمر میں تیری
طبعِ حسرت میں ہے وہ باریکی

پیدا ہوئے ہیں ناز و ادا یار کے لیے / پیش نظر ہے جہان میں ایثار کے لیے

آکر فلک سے حضرتِ عیسیٰ بھی بارہا / کیا کیا نہ کر گئے تری بیمار کے لیے

مقتل میں دیکھتا ہے عبث تو ادھر ادھر / حاضر ہے میرا سر تری تلوار کے لیے

بے وجہ احتراز تو پیدا نہیں ہوا / کچھ بات بھی ضرور ہے انکار کے لیے

ہے عیشِ وصل میں بھی تمہاری نہیں نہیں / آئیگا وقت کون سا اقرار کے لیے

نکلی نہ جان زہر بھی کھایا تو کیا ہوا / اب موت بھی نہیں ترے بیمار کے لیے

اوس دن سے ہمکو سیف زبان کہتے ہیں غیر / بوسے جو ہم نے ابروئے دلدار کے لیے

قاتل نے قتل کرکے مجھے ناز سے کہا / ایسی سزا ہوا ہے گنہگار کے لیے

رشکِ رقیب بھی خلشِ پائے یار بھی / کیا کیا مصیبتیں ہیں دلِ زار کے لیے

تسبیح سے غرض ہے نہ زنار سے غرض / گردن ہے میری خنجرِ خونخوار کے لیے

حسرت عدم کو دونوں برابر چلے گئے

ہی ایک راہ کافر و دیندار کے لئے

چلا آیا ہے تو ناصح کہان سے
خدا کیواسطے اوٹھہ جا یہان سے

نرالی ہی ادائے دلستانی
تری دینے کو دل لاؤن کہان سے

کہانتک صبر کی بہی انتہا ہے
کلیجہ جل گیا ضبطِ فغان سے

دکہادی عرصۂ محشر ہی مجکو
بہت ہون تنگ ای وحشت یہان سے

یوہین ہنے دو میری آزمائش
بڑہیگی بدگمانی امتحان سے

غضب کیونکر اوٹہاے چشم بیمار
نہین اوٹہتا ہی تنکا ناتوان سے

جہان کہا قدم یہ سر پہ دیکہا
کہان مین جاؤن چہپکر آسمان سے

کریگا قتل مجکو کس خطا پر
کوئی پوچہو تو جا کر بدگمان سے

غلط ہی اوسنے جو لکہا ہی قاصد
ہوا ظاہر مجہی تیرے بیان سے

مبارک ہو یہ گلشن تجکو صیاد
اوڑی جاتے ہین ہم تو آشیان سے

کسی مین بہی نہین حسرت مروت
وفا کیا اوٹہ گئی سارے جہان سے

جب تیری بزمِ ناز مین اغیار آ گئے
غیرت سی ہم زمین کے اندر سما گئے

کہتے ہین لوگ انکو کدورت نہین رہی
پہر کیون ہماری خاک کو آکر اوڑا گئے

چہوڑا انہون نے شکوۂ پنہان کے بعد ظلم
شاید کہ میری طرزِ سخن کو وہ پا گئے

آیا ہی دل لگی مین بیانِ رقیب بہی
آخر ہنسی ہنسی مین وہ مجکو رولا گئے

دل میں بھرا ہوا تھا قیامت کا جو غبار
دو دن چھپتے چھپاتے وطن میں بھا گئے

تھا مبتلائے رنج و مصیبت دل حزیں
ناصح تم اور آ کے مری جان کہاں گئے

پیری چلی گئی کچھ بھی نہ حسرت جناب کی
لیکر وہ تیغ ہاتھ میں جس وقت آ گئے

یہ شکل ہے جناب مشیخت مآب کی
چھٹتی نہیں ہے ہاتھ سے بوتل شراب کی

تاثیر ہو چلی ہے انہیں اضطراب کی
نکلیگی آرزو دل خانہ خراب کی

بل پڑ گئے جو آپ مری عرض حال پر
یہ بھی تھی کوئی بات بھلا پیچ و تاب کی

بہتر یہی ہے آپ کچھ اپنا کریں علاج
حالت بری ہے ناصح مشفق جناب کی

رکھی تھی بیٹھنے یہ کسی دامن کیواسطے
باد صبا نے کیوں مری مٹی خراب کی

آتا ہے جب نظر کوئی محبوب دلفریب
پیری میں یاد آتی ہیں باتیں شباب کی

دامن ابھی تو ہاتھ میں آیا ہے تو سہی
میں دھجیاں اڑاؤں تمہاری نقاب کی

اچھا ہوا جو سینہ سے میرے نکل گیا
یہ بھی سزا تھی اس دل خانہ خراب کی

رکھنا سنبھل کے ہاتھ دل بیقرار پر
صورت بدل گئی ہے مری اضطراب کی

حسرت ابھی تو اور پئے جاؤ بیدھڑک
کُردن سے تمکو چاٹ لگی ہے شراب کی

جان و دل لیکے آشنائی کی
کوئی پوچھے تو کیا برائی کی

اب وہ آتے ہیں اے دل مضطر
ٹل گئی ہے گھڑی جدائی کی

حالتِ نزع مین نہ آئے تم / مرتے دم تک بھی بیوفائی کی
آتے آتے وہ پھر گئے اُلٹے / طالعِ بد نے نارسائی کی
غیر کا ساتھ تم نہ چھوڑو گے / جھوٹ قسمین ہین پارسائی کی
قابلِ ترک ہے ستم آرا / روز کی بات کج ادائی کی

آج تم میکدے سے چلو حسرت
چھوڑ دو طرز پارسائی کی

زبان پر آبلے پڑ جائین گر حالت بیان کیجے / الٰہی کس طرح سے چارۂ سوزِ نہان کیجے
بیان کرتا ہون حالِ دل تو مجھکو روکتے وہ ہین / اجازت چاہتا ہون تو یہ کہتے ہین بیان کیجے
نہ ہمکو تاب کہنے کی نہ اونکو تاب سننے کی / یہ حالت دونون جانب ہے تو کیا مطلب بیان کیجے
وہان دونا بڑھا سودا یہ ہم تدبیر سوچے تھے / ذرا تسکین ہو گی چلکے سیرِ بوستان کیجے

بشر ہی کوئی بہتر تو نہین کیون چپ ہے اے حسرت
سنے جو بد زبانی آپکی اوس سے زبان کیجے

مر گیا ہون سرمۂ تسخیر سے / خاک میری کم نہین اکسیر سے
حالِ دل کہتا کسی تدبیر سے / پیش کچھ چلتی نہین تقدیر سے
آپکو بھی کیا وہ ظالم مل گیا / ناصحا پھرتے ہو کیون دلگیر سے
لو لبِ جان بخش نے مارا مجھے / اب شفا ممکن نہین اکسیر سے
کیا چمک ہے آپکے رخسار مین / ماہ شرمندہ ہوا تنویر سے

کچھ نہین حاصل بجز تذلیل کے
دوستی اچھی نہین بے پیر سے

کہہ رہا تھا اونکی خاموشی سے حسن
چپ ہوا ہون شوخیِ تقریر سے

مجھکو بھی کاٹ لون مین دکھا
دیکھ گیا ہی ہاتھ گر شمشیر سے

ہر اشارہ مین ہی اونکی نوک جھونک
چھپ رہے ہین میرے دل مین تیر سے

آپ رو بیٹھین گے حسرت جان کو
باز آؤ الفت بے پیر سے

تصویر خاک آئے نظر جلوہ گاہ کی
آنکھون مین بھر گئی ہی مرے گرد راہ کی

ڈرتے ہین دیکھ دیکھ کے ابر سیاہ کو
اچھی ہوا پسند ہی مری بخت سیاہ کی

یان سوزنا ہجر عذاب الیم ہے
گر آتشِ جحیم سزا ہی گناہ کی

بے مہر و بے وفا و ستمگر بلا ہی دہر
ایسے سے کیا امید بھلا ہو نباہ کی

ہی اپنی چشمِ شوق کو دستِ مژہ کا کام
چھانی ہی کتنی خاک تری جلوہ گاہ کی

ہر لحظہ رنجشین ہین تو ہر دم عداوتین
صورت رہی ہی کونسی اونسے نباہ کی

ہم تنگ ہو چلا کسی زلفِ سیاہ سے
تقدیر دیکھنا مرے بختِ سیاہ کی

ملجائینگی ہزار تمنائین خاک مین
گر سوئے غیر ایک ہی تمنے نگاہ کی

ایسے نہین بگاڑ ترے جس مین صلح ہو
صورت بناؤ کی ہی نہ صورت نباہ کی

لین اونسے شوخیون نے مرے دل مین چٹکیان
آوازِ وصل مین ہی رہی آہ آہ کی

اسکے سوا بہشت مین ہی کیا دھرا ہوا
تصویر کھنچ گئی ہی تری جلوہ گاہ کی

کیا جانے رنگ گردشِ لیل و نہار کا
حسرتؔ کو کیا تمیز سفید و سیاہ کی

نغمۂ دلکش ہے یہ یا دل کے بس مین شور ہے
مثلِ تارِ ارغنون ہر اک نفس مین شور ہے

وہ ہوی ہر ہم فغانِ نیم شب بے سبب
کسکو قابو آہ پر ہے کسکے بس مین شور ہے

کان کہکر چپکے چپکے سنتی ہین وہ وقت ذبح
مرحبا کا میری ہر تارِ نفس مین شور ہے

حسن ایسا اور پہر چپ چاپ ہو چلکر سنو
کسکا غوغا بیس مین ہے کسکا دس مین شور ہے

شکوۂ بیرحمیِ صیاد سے بے جا ہے اگر
کیون اسیرانِ چمن کا پہر قفس مین شور ہے

فصلِ گل کیا آئی ہے گویا قیامت آئی ہے
خوب دیوانون کا حسرتؔ اس برس مین شور ہے

اون سے کچھہ کہنا زبانی اور ہے
یہ امیدِ زندگانی اور ہے

ہمکو موسیٰ کیطرح سمجھا ہے کیا
اوسکو افسونِ لن ترانی اور ہے

پہر دلِ وحشی کو سودا ہو گیا
کیا کوئی آفت اوٹھانی اور ہے

جذبِ دل پہر اوس سے آنکھین چار ہون
اپنے الفت آزمانی اور ہے

بے تکلف آزماؤ تیغ ستم
کیا کبھی پہر موت آنی اور ہے

غیر جسکو ظلم کہتے ہین مگر
وہ نگاہِ مہربانی اور ہے

بعدِ مردن ہے تلاشِ قبر کیون
کیا کہین کچھہ بدگمانی اور ہے

گالیان کہانے مین آتا ہے مزا
آپکی یہ بدزبانی اور ہے

سینہ پھونکا آہِ آتش زا ای دل / برق کی شعلہ فشانی اور ہے
کھولدیجے طرۂ عنبر فشان / گر بلا سر پر ہی لانی اور ہے
یون تو کرلیتے ہین مضمون شعر سب / پر ہماری خوش بیانی اور ہے

تا قیامت گو حسن گوشہ نشین کوئے یار کا
گر ہوا و غیب کی کہانی اور ہے

عجب کشتہ ہین ہماری تیغ کی تقدیر سے / اپنا قاتل ہی کم نہین ہم گرد دمِ شمشیر سے
آپکو پالا پڑا ہی اوس بتِ بے پیر سے / حضرت ناصح عیان ہی آپکی تقریر سے
یہ تو ظاہر ہی کہ وہ لکھتا نہین خط کا جواب / کیا کرون دل باز آتا ہی نہین تحریر سے
تنگ ہون ای جوشِ وحشت کیا کرون جاؤن کہان / کم نہین صحرا بھی مجکو خانۂ زنجیر سے
کیا لکھے ہین میری ہی قسمت مین سب ظلم و ستم / کوئی پوچھے تو یہ جا کر کاتبِ تقدیر سے
جب کبھی وہ بات کرتا ہی تو کہلجاتے ہین آپ / کسقدر ہوتی ہی فرحت غیر کی تقریر سے
حضرت یوسف کی کیا کیا ہوگئی ہی اسکی شبیہ / جب ملایا اوسکو ہمنے آپکی تصویر سے
ہی سوال بوسہ اتنک لے لیا ہی سنتے کیا / دیتے ہو تعزیر مجکو بیشتر تقصیر سے
لو مبارک ہو کہ اب غیرون سے الفت ہوگئی / مجکو ثابت ہوگیا ہے آپکی تقریر سے
لاکہہ ہو دنیا مین حل چل ہی ہی ہمکو یقین / کچھ نہین ہوتا ہماری آہ کی تاثیر سے
کس طرح ہو اوس بتِ بے مہر سے پیر وصال / میری قسمت کیا ملیگی غیر کی تقدیر سے
چارہ گر کو کیا ہوا سودا ہے کرتا ہی قید / کب بھلا نکلیگی وحشت خانۂ زنجیر سے

شکر کی جا ہی ہوا میری محبت کا اثر
اونکو وحشت ہو چلی ہی نالۂ شبگیر سے

جسقدر کھچتا ہی نقشا اسقدر کھچتا ہی دل
ہوش اوڑ جاتے ہین مصور کے تری تصویر سے

میری رسوائی و بدنامی و ذلت کے سوا
تجھکو کیا حاصل ہوا ہی غیر کی توقیر سے

مہربان رہتا ہی مجھپر وہ بت نامہربان
میری قسمت کیا ہی حسرت تری تقدیر سے

یان صبر و وفا وان ستم و جور و جفا ہی
سچ ہی کہ محبت کا نتیجہ ہی برا ہی

کیا رنجش و آزردگی غیر کا شکوہ
مجھسے تو مرا دل ہی مرا دم بھی خفا ہی

منظور نہین قتل تو مین زہر سے مر جاؤن
سفاک بتا تو ہی مرضی تری کیا ہی

بیمار ہو جسسے چاہو کہ رہے دلکی تو بات اور
کیون عیب ہی کیا ہم مین ہنر غیر مین کیا ہی

خال لب جان بخش کا بوسہ مجھے دیجے
حق مین دل بیمار کے یہ حب شفا ہی

دیکھین گے نہ وہ خواب مین بھی اہل قیامت
فتنہ جو ترے عشق کا دنیا مین بپا ہی

حسرت نے کہا میرا نہ آغاز مین مانا
پہلے ہی مین اس عشق کو کہتا تھا برا ہی

نالہائی تپش دل سے جلا کر اوٹھے
غیر کی بزم مین ہم آگ لگا کر اوٹھے

وہ بھی تنگ آ گئے یون بزم مین جمکر بیٹھے
بزم اغیار سی ہم اونکو اوٹھا کر اوٹھے

بزم اغیار مین میرا نہ کیا کچھ بھی خیال
ہاتھ سے آپ جو دامن کو چھڑا کر اوٹھے

وصل کی رات یہی کل مجھے وحشت گذری
آتے پائے بھی نہ تھے پاس کہ اکتا کر اوٹھے

غیر کی بزم میں جب آنکھ لڑائی اوس نے | ہم بھی چپکے ہی سے بس آنکھ چرا کر اوٹھے

موت سے بحث ہی مجھ سے نکیا کیا حسرت
حالت نزع میں وہ منہ جو دکھا کر اوٹھے

دیکھکر رنگ تیری قامت کے | ہوش اوڑنے لگے قیامت کے
کون کشتہ ہوا تغافل کا | کسنے صدمے اوٹھائی فرقت کے
شکوہ غیر ہی گناہ عظیم | شکر کیجیے لب شکایت کے
بت کو پوجیں نہ آفتاب کو ہم | ہم تو عاشق ہیں تیری صورت کے
کون بیٹھا رہے قیامت تک | واہ قربان باغ جنت کے
کوئی دم اس سے جان بچتی ہے | ہم ہیں ممنون تیری غفلت کے
عذر تاثیر جذب دل ہوا نہیں | ہم ہی چپکے بنے ندامت کے
یہ بھی رو کے سوا رک نہیں سکتے | ولولے ہیں مری طبیعت کے

اوس سا اک آدہ ہی زمانے میں
... قائل نہیں ہیں حسرت کے

حضرت یوسف لی بیا ...
... سا اک سے لیا ...

... غبار کی | ... تک کب بدشعار کی
لپٹے جو خاک اوڑ کے ہمارے | دابا وا آگئی اسے کسی غفلت شعار کی
حالت نہ پوچھے دل امیدوار کی | ... کب دل امیدوار کی
کس روز آکے آپ نے مجھپر کرم کیا | کی تھی جسے روز شمار کی
اختر شمار نے شب غم کو بھلا دیا

آتی نہین ہے ضعف سے لیت تک بھی دیکھیے
حالت بہت ردی ہے مری جانِ زار کی

آئے ہین جب بگڑ کے وہ دشمن کے پاس سے
کیا کیا بن آئی ہے دلِ امیدوار کی

گھر دل مین کر لیا ہے مرے اضطراب نے
بگڑی ہے بات صبر و شکیب و قرار کی

آئے نہ آئے کچھ بھی شکایت نہین مجھے
عادت ٹھہر گئی ہے یہ غفلت شعار کی

بیٹھے بٹھائے آپ ہی پسنے لگا ہے دل
کیون یاد آ گئی مجھے رفتارِ یار کی

لپٹی نہین ہے آپکے دامن سے بے سبب
بیشک یہ خاک ہے کسی امیدوار کی

جاتا ہے کوے غیر مین اوس بیوفا کے ساتھ
مٹی خراب ہے مرے مشتِ غبار کی

اوسکے خرامِ ناز نے محشر بپا کیا
امید ہو چلی مجھے روزِ شمار کی

اوس فتنہ گر کے جور و ستم کی ہے یادگار
تحریر دیکھنا مرے لوحِ مزار کی

واعظ سنا ہے آپنے حسرت کا حال کچھ
حالت بہت خراب ہے اوس دیندار کی

بیٹھا ہے میکدہ مین وہ مسجد کو چھوڑ کر
یہ انقلاب شان ہے پروردگار کی

اک مہ جبین کی یاد مین بالکل ہوا چکا
وحشت رہی نہ پرسشِ روزِ شمار کی

گر چند روز اور بہی حالت یہی رہی
تو خیر دیکھتی نہین اوس بیقرار کی

تمنای دل چاک بادر ہو گئی
وہ صورت جو پیش نظر ہو گئی

نگاہِ ترحم ادہر ہو گئی
تمنای سوزِ جگر ہو گئی

تنفر ہوا اونکو غیرون سے کیون
کسی کی فغان کارگر ہو گئی

وہ گھبرا کے بولے شب ماہ میں
سحر ہو گئی بس سحر ہو گئی

زمین سے نکل آئی گھبرا کے خلق
وہ رفتار محشر اثر ہو گئی

طبیعت کا بھی کچھ عجب حال ہے
جدھر ہو گئی یہ ادھر ہو گئی

تمناے وصل و خیالات غیر
یہ حسرت کو فکر دگر ہو گئی

کیا رنگ انقلاب تمہاری نظر میں ہے
دل میں کبھی جگر ہے کبھی دل جگر میں ہے

وحشت کہیں گئی بھی ہے مجنون عشق کی
سودا اسی طرح کا سر چارہ گر میں ہے

نظارگی سے پوچھیے اوسکا فروغ حسن
صد جلوہ ریز نور تجلی نظر میں ہے

بس اے ہجوم یاس ملجائے خاک میں
کچھ جلوۂ اثر جو فغان سحر میں ہے

مہتاب چھٹ گئی مری منہ پر شب وصال
چہرہ سفید شام سے فکر سحر میں ہے

افغان ہے ایک بات لب ہرزہ سنج کو
دل مبتلاے درد و امید اثر میں ہے

پھیلے گی کوئی دن میں نہ رکھیگا رشک عشق
باہم جو آشتی مری دل میں جگر میں ہے

ہر نقش پا کے ساتھ ہیں آنکھیں لگی ہوئی
نور نظر کا فرش تری رہگذر میں ہے

رکھتا نہیں سہیم و عدیل اپنا آج کل
حسرت بھی فرد اہل کمال و ہنر میں ہے

نہیں بے سبب لیں آئے ہوئے
کسی کے ہیں پیکان لگائے ہوئے

نگاہوں سے مجھ کو گرائے ہوئے
وہ جاتے ہیں فتنہ اوٹھائے ہوئے

وہ رہتے ہیں کب بے پھنسائے ہوئے
جو پھندے ہیں تیر لگائی ہوئے

یہ کیا پوچھتے ہو کیا کس نے ظلم
تمہارے ہی ہیں ہم ستائے ہوئے

نہ نکلیں گے پورے شبِ وصل بھی
جو ارماں ہیں دل میں سمائے ہوئے

کسی نے چرایا ہے اونکا بھی دل
وہ آتے ہیں آنکھیں چرائے ہوئے

نہ کرتے شکایت کا شکوہ مگر
کسی کے ہو تم بھی سکھائے ہوئے

لگائیں وہ تلوار حاضر ہیں ہم
کہ بیٹھے ہیں گردن جھکائے ہوئے

کہیں اونکی حسرت سے ان بن ہوئی
جو بیٹھے ہیں وہ منہ بنائے ہوئے

گرم کیسی ہے کہانی میری
دیکھ تو شعلہ فشانی میری

بھول جانا ہے یاد اوسے
کوئی لیجائے نشانی میری

ہے تمنا ہے ستائش کس کو
خوب سے ہیچمدانی میری

قصۂ نالۂ شبگیر نہ پوچھ
رات بھر کی ہے کہانی میری

برق جستہ ہے مرا رنگِ بہار
رنگِ رفتہ ہے جوانی میری

دل میں صد جوشِ فغاں رکھتا ہوں
شورِ محشر ہے نشانی میری

ہیں وہ وحشی ہوں کہ تا قیدِ حیات
سوت کرتی ہے شبانی میری

قول حسرت ہے بقولِ غالب
ننگِ پیری ہے جوانی میری

بھری ہی آتشِ داغِ دروں سی داستان میری — برنگِ شمع جو آتش دیدہ ہی گویا زبان میری

عجب یہ شہر ناپرسان ہی کس سے داد چاہوں میں — دیارِ حسن میں سنتا نہیں کوئی فغان میری

بجز اسکے کوئی قصہ زمانے میں نہ رائج ہو — حکایت یاد کرلے تو اگر ای قصہ خوان میری

تمتع دولتِ دیدار سے کس طرح حاصل ہو — ابھی مشکل ہو آسان تو جو بس ہے پاسبان میری

بہا ہی بختِ دل بھی سرنگون قسمت جو اولٹی ہی — برنگِ کاسۂ وارون ہی چشمِ خون فشان میری

مجھے مارا ہی طرزِ شرم و اندازِ تغافل نے — نہ ظاہر ہو عدم تک جو حقیقت ہو نہان میری

عدو کا دل بھی ظالم کیا ہی سنگِ آستان تیرا — یہان عاجز جبین میری وہان عاجز فغان میری

اوڑینگے ہوش تیر اور کٹ جائینگے سب دشمن — چلیگی تیغ بن بن کر قیامت کو زبان میری

قیامت میں عدو کی ہو شکایت خاک ای حسرت
نہ دل میرا نہ وہ میرا نہ جانِ ناتوان میری

غیر کی اون سے لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی — اپنے طالع کی رسائی ہوتے ہوتے رہ گئی

دیکھتے ہی حشر میں ظالم نے کچھ پرچا لیا — دادخواہوں کی دہائی ہوتے ہوتے رہ گئی

مار ڈالا تھا مجھے اتنے میں عیسیٰ آ گئے — ان بتوں کی بھی خدائی ہوتے ہوتے رہ گئی

کر دیا ٹھنڈا مجھے جلدی سے آبِ تیغ نے — یا ہی قاتل تک رسائی ہوتے ہوتے رہ گئی

تیغ نے آسان کی مشکل مری ہنگامِ ذبح — آج اونکی شل کلائی ہوتے ہوتے رہ گئی

قم باذنی کہتے کہتے لب ہلا کر رہ گئے — آپکی معجز نمائی ہوتے ہوتے رہ گئی

بیکسی پر میری کیوں رحم آگیا جلاد کو — آج خنجر آزمائی ہوتے ہوتے رہ گئی

کوئی دشمن کی طرف وہ جاتی پھر پڑے
اونسے ظاہر بیوفائی ہوتے ہوتے رہ گئی

تو دیکھو وہ آج آکر ملے حسرت مل گئے
ورنہ کل تو جگ ہنسائی ہوتے ہوتے رہ گئی

تنگ آیا ہون فراق یار سے
موت آئے کاش اس آزار سے

رحم آیا کچھ نہ تجھکو ہائے ہائے
کاٹ لی گردن مری تلوار سے

دل گیا اپنا سا تیری چشم نے
دوستی اچھی نہیں بیمار سے

نالہ مظلوم نے تاثیر کی
خون ٹپکا ہے نگاہ یار سے

صاف سنلو دل نہ دینگے مفت ہم
فائدہ کیا روز کی تکرار سے

حسرت اس موقع مین اچھا ہے ملاپ
ربط اونکا بڑھ چلا اغیار سے

ماہتابی پہ کبھی سیر کو آؤ تو سہی
ماہ کو چرخ پہ حیران بناؤ تو سہی

اپنا اعجاز مسیحا کو دکھاؤ تو سہی
کوئی ٹھوکر مری تربت پہ لگاؤ تو سہی

دیکھ لیتے ہم بھی تو کیسی ہے تمہاری صورت
کہین چہرے سے نقاب آج اوٹھاؤ تو سہی

ملک الموت سے پھر جانکے جھگڑے دیکھو
شب ہجران مین کبھی بھول کے آؤ تو سہی

سخت بیتاب ہے مجھکو سمجھکر و اندیشہ
آزماؤ تو سہی تیغ لگاؤ تو سہی

جیسے ستاؤ ان نہ سنین اور ملین تو پوچھین
کیا گذرتی ہے ذرا حال سناؤ تو سہی

ہم نہ کہتے تھے کہ حسرت کو نہ چھیڑو دیکھو

جھینپتے کیوں ہو ذرا آنکھ ملاؤ تو سہی

تیغ یہ تو نے لگائی مرے قاتل کیسی
تجھکو دیتا ہے دعائیں دل بسمل کیسی

دل لگانا کوئی آسان سمجھ رکھا تھا
کیوں بنی جان پہ اوحوصلۂ دل کیسی

دیکھ لیلیٰ یہ کہیں ہو نہ غبار مجنون
خاک صحرا میں اڑی ہے پئے محمل کیسی

شور و غوغا تھا فقط میری ہی دم تک سارا
آج سنسان رہی آپکی محفل کیسی

زہر کرتا ہے اثر اور نہ زخم خنجر
جان دینی بھی ہوئی ہجر میں مشکل کیسی

عشوہ و ناز یہ اوس شوخ کے جانا ہی تہا
مول لی تو نے محبت یہ مرے دل کیسی

کیا کہیں بام پہ وہ مہر لقا آیا ہے
آج بگڑی تری صورت مہ کامل کیسی

کون زندان میں نیا آن پھنسا ہے وحشی
آج آتی ہے یہ آواز سلاسل کیسی

شیفتہ جب ہو دل و جان پہ تجھے حسرت
دشمنی اوس سے پھر ای حور شمائل کیسی

چھان ڈالے تری فرقت میں بیابان کتنے
[illegible] کتنے

مثل مجنون ہوئے سرگشتہ و حیران کتنے
تیرے کوچے نے کیے چاک گریبان کتنے

تیرے باعث سے ہوئے شہرۂ عالم صاحب
پہلے فرمائیے تھے آپکے خواہان کتنے

راتکو ماہ جو پھرتا ہے تو دن کو خورشید
تیرے ہی طالب دیدار ہیں جانان کتنے

امتحان آج وہ کرتا ہے یہ دیکھیں ہم بھی
کہ ٹھہرتے ہیں مقابل سر میدان کتنے

تیر پہ تیر نگاہوں کے ہمیشہ کھائے
دل کے ناسور ہوئے دیکھ نمایان کتنے

چشم کافر وہ دکھائے تو یہ دیکھین ہم بھی
اہلِ دین کتنے رہے منکرِ ایمان کتنے

کچھ اوسی پر نہین موقوف صنم خانہ مین
مرگئے مٹ گئے حسرت سے مسلمان کتنے

بیتاب دل ہے اور کلیجہ کباب ہے
سوز و گدازِ عشق غضب کا عذاب ہے

پھر تیرِ غم سے دل ہدفِ اضطراب ہے
پھر خانۂ خیال و تمنا خراب ہے

عشرت سے کے حال مین نہین فکرِ مآل کچھ
سجادۂ نماز بھی ہین شراب ہے

پھر تارِ اشکِ شوق بنا رشتۂ حیات
پھر مرہم جراحتِ دل اضطراب ہے

فرصت کہان ہے طالعِ خفتہ سے رات دن
دل کو عبث خیال و تمنائے خواب ہے

پروا نہین ہمین وہ تغافل کیا کرین
ناکامیون سے خوب یہ دل کامیاب ہے

کرتا ہے چاک دامنِ صبحِ شبِ وصال
سچ تو یہ ہے رقیب مرا آفتاب ہے

اذکارِ حور و خلد مین کٹتی ہے روز عمر
زاہد کو ذوقِ مستی و شوقِ شراب ہے

سودا ہے دل کو پھر کسی غفلت شعار کا
پھر آرزوئے وصل مین خانہ خراب ہے

بس اے ہجومِ یاس سنبھلنے دے کچھ مجھے
نظارۂ خیالِ رخِ بے نقاب ہے

حسرت کی سمت چشمِ حقارت نہ کیجیے
کیا جانتے نہین کہ وہ عالی جناب ہے

ابر ہے ساقی ہے گلشن ہے بہارِ نغمہ ہے
تاریِ بارش آج ہم آہنگِ تارِ نغمہ ہے

صورتِ دریا ہے آوازِ ترانہ موج زن
اوسکے ہونٹھون سے روان کیا جوئبارِ نغمہ ہے

اودھر اُدھر کس طرح اُڑا چلا آتا ہے یا آگ [illegible]

چھیڑتا ہی جب اسے تو بولتا ہی اسکا دل
دل کو نفرت ہو نہ کیونکر اتقا و زہد سے
مین دل افسردہ نہین ہون آپ چھیڑین نغمہ سہی
ہو گئی معدوم دنیا سے صدای جان نواز
لحن داودی مین گو اسرارِ حق پوشیدہ تھے
مدرسہ مین شیخ پر کھلجاتے نکتے جو دقیق
چھیڑتے ہی اسکے دل ہوتا ہی کیا کیا نغمہ سنج

[illegible]

رشتۂ تسبیح زاہد ایک تارِ نغمہ ہے
نغمہ سا بادہ ہو اور دستارِ نغمہ ہے
جو نفس سینہ مین ہو گویا وہ تارِ نغمہ ہے
گوش مشتاق اس لحن سو گوارِ نغمہ ہے
گوش سامع ہی مگر ادراکِ تارِ نغمہ ہے
انتہا جو بادہ ہو اور انتظارِ نغمہ ہے
[illegible] سے [illegible] نغمہ ہے

خوشنوائی سے کرم حسرت [illegible]
لب مین بادہ ہو دل خواستگارِ نغمہ ہے

ساتھ اغیار کے ہین وہ تو سفرہ مین پھرتے
خوف مچا جائیگا ہو جائیگی کم اسکی لچک
حورِ جنت مری آنکھون مین سماتی ہی نہین
رہ گئی چھید کے کانچہ مین تو کچھ لطف نہین
اونکی شوخی سے ذرا چین نہ تھا خواب مین بھی
چین ملتا ہی نہین گردشِ افلاک سے ہمین
جوشِ وحشت نے پریشان بنایا ہمکو

[illegible] ہی کہین پھرتے
کیون نہین بادہ کے [illegible] کہین پھرتے
[illegible] مین پھرتے
[illegible] مین پھرتے
[illegible] مین پھرتے
[illegible] ہماری نو سفر مین پھرتے
[illegible] کے خیالات مین مرمین پھرتے

طوفِ کعبہ سے ہمین کام نہین اے حسرت
ہمتو دن رات رہے یار کے گھر مین پھرتے

گر مری خون سے تلوار وہ جلاد بھرے
دم اُدہی کا لبِ مردن دلِ ناشاد بھرے

مین وہ ہون بلبلِ نالان جو کرے مجکو اسیر
چشمِ خونبار مری خانۂ صیاد بھرے

ضعف سے اب نہ رہی طاقتِ گویائی بھی
آہ کس طرح ترا عاشقِ ناشاد بھرے

پھر نہ محشر مین رہے حاجتِ محضر مجکو
خون سے میرے اگر دامنِ جلاد بھرے

قصہ لیلیٰ مری کیا دیکھکے یہ حالِ زبون
اشک آنکھون مین تری پہلے ہی فرہاد بھرے

غیرتِ مہر و مہ و برقِ تجلی تو ہے
نور کیونکر تری تصویر مین بہزاد بھرے

گلستان منہ کو دکھائے کبھی اے حسرت
مانگ مین اپنی جو موتی وہ پریزاد بھرے

خوب دیکھے تری مژگان کے اشارے ہمنے
تیر کیا کیا نہ کلیجے پہ سہارے ہمنے

تجکو معلوم ہے کیا تیری بلا واقف ہو
دن مصیبت کے گذارے سو گذارے ہمنے

کیون یہ کہتے ہو کہ ہم ترکِ جفا کرتے ہین
سب سمجھ رکھے ہین اطوار تمہارے ہمنے

دل کے آتے ہی بلا جان پہ آجاتی ہے
لوگ دیکھے ہین بہت گور کنارے ہمنے

حیف سلجھی نہ کبھی زلفِ پریشان ہمسے
کام بگڑے ہوے کس روز سنوارے ہمنے

آپ سے چپکے دکھائی ہین جبین پر افشان
دن مین نکلے ہوے دیکھے نہین تارے ہمنے

تیر کو پاس بٹھاکر یہ دکھایا تمنے
سر پہ چلتے ہوے دیکھے نہین آرے ہمنے

حشر کے روز خدا سے یہ کہینگے حسرت
خوب عصیان کیئے رحمت کے سہارے ہمنے

لے لیجے خبر مریض غم کی
اب دیر نہیں ہو ایک دم کی

کبتک وہ کرینگے جور اے دل
ہے کوئی تو انتہا ستم کی

یان روز وہی ہے بیقراری
بجلی کی تڑپ ہے ایک دم کی

کعبہ کا خیال دل سے چھوڑا
تصویر ہے سامنے صنم کی

مضمون کمر کا کسنے باندھا
تصویر ہے کھینچی عدم کی

سجدے جو کیئے در بتان پر
تقدیر ہماری خوب چمکی

ہر روز ہی جلد ہے ہین لاکھون
آباد ہے راہ کیا عدم کی

خواہان کبہی لطف کا نہوگا
لذت جسے ملگئی ستم کی

کل تو یہ تھی آج اپنی سینہ شور
کیا بات ہے آپکی قسم کی

اچھا اٹھو پہ رات سکے نالے کو کیا سنے
دل اتنا تم کو پیا ہوا پہ ہر ہے پاس آگئے

لو عرض مختصر پہ ملا ہمکو یہ جواب
اب بکتے کم تو آج مری کان کہا گئے

وہ آکے رات بہر ہی رہے وصل بہی ہوا
تیور سے تولے دل پہ مدعا گئے

ہوش و حواس کب ہین کہ جو دلکو روکلین
دل کیا گیا جہان سے ہم ناصحا گئے

ناصح ہوا یہ عشق کے ہاتھون سے فائدہ
دل کے دیے تو سیکڑون ارمان آگئے

برباد کر چلے ہو مجھے تمنے کیا کیا — دل لے گئے ستا گئے دم پر بنا گئے

خالی کہان گئے ترے تیر نگاہ ناز — دل مین اوتر گئے ہین جگر مین سما گئے

شکوہ نہ چرخ کا ہے نہ تقدیر کا گلا

حسرت جنون کے ہاتھ بریلی مین آ گئے

صدمے بہت فراق مین اونکے اوٹھا چکے — دل کہو چکے ہین جان کو اپنی جلا چکے

مرجائیے کہ جان مگر کچھ تو چین ہو — جھگڑا شبِ فراق کا او بے وفا چکے

ہم جانتے تھے جنکو بہت نیک و پارسا — محفل مین اوسکی وہ بہی بہت پی پلا چکے

ہینے خدا کے نام پہ دل وقف کر دیا — قرضے سے تیرے آج بتِ بیوفا چکے

وہ عمر وہ شباب وہ عالم نہین رہا — آنے تھے دل مین جسقدر ارمان آ چکے

اب دل مین اور کیا ہی بتا تو ہی میری جان — دل لے چکے ستا چکے دم پر بنا چکے

وعدہ پہ اونکے دل کو عبث انتظار ہے — اونکو تو بزمِ غیر مین جانا تہا جا چکے

سچ تو یہ ہی کہ اونکو ہی کعبہ سے کیا غرض — نقشِ قدم پہ تیرے جو سر کو جھکا چکے

کیسی وفا کہ اب تو جفا کو ترس گئے — ایسا کچھ اپنے دل سے ہین وہ بہلا چکے

بہکے ہوئے ہین آپ ہی کچھ حضرتِ خضر — گم گشتہ راہِ عشق کو رستہ بتا چکے

دیتے ہین نقد جان و دل اک بوسہ کے عوض — پوری ہم اسکی آج ہین قیمت لگا چکے

آنکھین چرا کے بیٹھے ہین جو بزمِ ناز مین — در پردہ ہین وہی مرے دلکو چرا چکے

ہوگی عدو کی بزم سے فرصت انہین کہان — وہ پھول میری قبر پر آ کر چڑھا چکے

منت سے تو جنہیں مر رہو مرنے کا اشتیاق ہے
مشتاق قتل ہم ہیں انکار قتل سے
دل کو نثار جس ن کو قربان کر دیا
آیا شب فراق نہ افسوس کوئی بھی
کیا کیا وعا ہیں دل سے او نہیں ورنہ ہیں
وہ دور سے ہی دیکھ کے منہ پھیر لینگے صاف
دل کو لگا کے ہم سے یہ ایذا اوٹھا ئی ہے

آکر یہ وہ ہی عشق کو کیسے بتا لگا چکے
جو گزرا کس طرح سے پھر اب اٹھا چکے
پہلے ہم اونکے آنے سے گھر کو سجا چکے
محشر کو اون کو وقت کو مہمان بلا چکے
وہ اکھ کا لب ان سے غزل سنا چکے
ہے عدو کی بزم میں آنکھیں ملا چکے
اپنے کیے کی ہم تو سزا خوب پا چکے

حسرت نہیں ہے ناصر اگر دیکھ لے ہمیں
لے ہم ہی اب قسم تیرے ملنے کی کہا چکے

موت وہ شے ہے کہ آتی نہیں ٹلنے کے لیے
بات تو خوب نکالی ہے بہلنے کے لیے
وہ مرا حال رہی سنکے یہ فرماتے ہیں
ہمتو سمجھے تھے کہ آرام سے رکھو گے اسے
پاس نے دل سے بہلایا ہے تصور تیرا
صاف کہتا ہے یہی آپکے سینہ کا اوبھار
آپنے وان شب وعدہ جو ملی ہے مہندی
وعدہ وصل ہے تیرا ہی جو ٹل جاتا ہے

مرنے والے کہیں ہوتے ہیں سنبھلنے کو لیے
دل نیا چاہتے ہیں یا اونسے ملنے کو لیے
کوئی مرتا نہیں دنیا میں سنبھلنے کو لیے
دل دیا اتنا تمہیں روز کے جلنے کو لیے
ہای کچھ بھی نہ رہا جی کے بہلنے کو لیے
چشمہ حسن ہے تیار ابلنے کے لیے
ہمکو بھی یاں کہتا افسوس ہے ملنے کو لیے
پھر تو آتی کبھی تو نہیں ٹلنے کو لیے

پاس سے قحط ہی یا تنگ تو تمناؤن کا
دل مین ارمان نہین ملتا ہی نکلنے کے لیئے

پیچھے ہی نہین اور منت نہ سینگے دل کو
ایک بوسہ پہ یہ سودا ہی بدلنے کے لیئے

درد ہی بیٹھہ نہ جائے مری حسرت ہوکر
دم ہی ارمان نہ ہو جائے نکلنے کے لیئے

تیرا ثانی تو جہان مین نہ ملیگا ہمکو
کاش دل ہی کوئی ملجائے بدلنے کے لیئے

داغ کے پاس ابہی دوڑ کے پہنچے حسرت
کچھہ بہی فرصت ہو اگر گھر سے نکلنے کے لیئے

تمکو کہتے ہین یہ محشر مین گذرنے والے
وہ چلے آتے ہین دل لیکے مکرنے والے

تم سلامت رہو بیداد کے کرنے والے
اور جیتے رہین اس طرز پہ مرنے والے

یاد ہی کچھہ تجھے او یاد نکرنے والے
ہم وہی ہین تری ہر روز کے مرنے والے

ساتھہ لیجائے اوسے او مین گذرنے والے
یاد میری کبھی بہولے سے نکرنے والے

کیا غضب لائے تری زلف پریشان بکہین
اور بن جاتے ہین بگڑی سے سنورنے والے

موت کی جنکو خوشی ہو وہ کہین رُکتے ہین
خوب گذری تری کوچہ سے گذرنے والے

اونکے آتے ہی مجھے ہوش جو کچھہ آیا ہے
وہ یہ کہتے ہین سنبھلتے نہین مرنے والے

حضرتِ عشق کے آتے ہی یہ صورت بدلی
آج سودائی سے پہرتے ہین سنورنے والے

داد خواہون کو نیا لطف ملے محشر مین
تمسے ملجائین جو دو چار مکرنے والے

نیکنامی سے بہت زندۂ جاوید ہوئے
حضرتِ خضر نہین ایک نہ مرنے والے

قربِ معشوق مین ہی عشق کا دریا حائل
پار اس بحر سے اوترے ہین اوترنے والے

میکده مین بھی تو رہتے ہین وہ حسرت خاموش
نیک بندے جو ہین اللہ سے ڈرنے والے

وہ کون ہے بہر جس پہ یہ بیداد کروگے
مر جائینگے جب ہم تو بہت یاد کروگے

یہ تو نہین امید کہ تم یاد کروگے
مٹی بھی ہماری کہین برباد کروگے

جب یاد ہمارا دل ناشاد کروگے
دل جنکے گرفتار ہین آزاد کروگے

ہمکو بھی کبھی بھول کے کچھ یاد کروگے
یا غیر ہی کا بزم مین دل شاد کروگے

بیداد پہ بیداد ہے ظالم کا یہ کہنا
عاشق ہو ہمارے تو نہ فریاد کروگے

اللہ سے بے شبہ تمہین اجر ملے گا
گر شاد ہمارا دل ناشاد کروگے

یہ لطف تو دیکھو کہ وہ کہتے ہین دم قتل
کیون اب بھی مرا شکوۂ بیداد کروگے

کافی ہے مرے واسطے اتنا ہی تعلق
الفت کے عوض گر کبھی بیداد کروگے

بولے وہ دم قتل کہ تم حشر مین جاکر
فریاد کروگے کہ ہمین یاد کروگے

افسوس تمہین آئیگا ای حضرت اعظ
جب خلد مین دنیا کے مزے یاد کروگے

خالی نہین جائیگی کبھی عشق کی تاثیر
ہم یاد کرینگے کبھی تم یاد کروگے

کوچہ کو پھر اپنے کبھی جنت نہ کہوگے
تم یاد اگر قصۂ شداد کروگے

منت کے بڑے ہے طوق مگر یہ تو بتاؤ
جو قید مین ہین ان کو بھی آزاد کروگے

جسطرح گذرتی ہے غنیمت ہے یہ حسرت
اسوقت کو تم آگے بہت یاد کروگے

حسین بھی ہے وہ لاکھون مین لاجواب بھی ہے / فروغ حسن بھی ہے حسن انتخاب بھی ہے
عدو کے ساتھ وہ گھر مین ہمارے آئے ہین / ہماری جان کو راحت بھی ہے عذاب بھی ہے
الٰہی خیر ہو سامان ہے کسکے آنے کا / کہ آج بزم مین ساغر بھی ہے شراب بھی ہے
تمھین بتاؤ تو کس پر مرے کوئی جاکر / خدا کے گھر مین تمھارا کوئی جواب بھی ہے
یہ صاف صاف تمہاری نگاہ کہتی ہے / کہ رنگ لطف بھی ہے اور کچھ عتاب بھی ہے
سوال وصل پہ خاموش کیون ہو کچھ کہدو / ہماری بات کا آخر کوئی جواب بھی ہے
ہزار گالیان دیتے ہو ایک بوسہ پر / تمھاری داد و دہش کا کوئی حساب بھی ہے
ذرا ابھار دیا ہے کسیکی شوخی نے / مگر ابھار پہ آیا ہوا شباب بھی ہے
یہی سبب ہے کہ آنکھین چرا لئے جاتے ہو / کہ آج آپ پہ جوبن بھی ہے شباب بھی ہے
اثر کیا ہے کسی دلجلے کی آہون نے / ملا ہوا تری شوخی مین اضطراب بھی ہے
یہ جانتے ہین کہ دشنام ہین زبان پہ چڑھے / لگی ہوئی ترے منہ کو مگر شراب بھی ہے
ہمارے سامنے بیٹھے ہوئے ہین چلمن مین / وہ بے حجاب ہین باقی مگر حجاب بھی ہے
عجیب طرح چلے ہین ادھر جناب شیخ / لگا ہے ریش مطہر مین کچھ خضاب بھی ہے
ہماری قبر پہ آکر وہ غیر سے بولے / کسیکی فاتحہ پڑھنے کا کچھ ثواب بھی ہے
کئے ہین یہ تری رحمت کے سب بھروسے پر / ملا ہوا مرے عصیان مین کچھ ثواب بھی ہے
جدھر کو چشم گئی پوری ہی چوٹ کرتی ہے / تری نگاہ مین تمکین بھی ہے شتاب بھی ہے

کوئی بتائے تو یہ ہے سوال حسرت کا

جنابِ داغ کا دنیا مین اب جواب بھی ہی

تیری تمکین مین اضطراب بھی ہی
پھر بھی آئینۂ سیماب بھی ہی

مست بھی ہی وہ بے نقاب بھی ہی
اور باقی کوئی حجاب بھی ہی

شوخ بھی ہی وہ لاجواب بھی ہی
اور ہزارون مین انتخاب بھی ہی

دل لگی ہی ہی دل لگانے مین
دل ہی ہی دل مین اضطراب بھی ہی

کوئی پوچھے تو میری مرگ کے بعد
اب زمانے کو انقلاب بھی ہی

صبح ہوتے ہی تم چلے جانا
ابھی شب بھی ہی وقتِ خواب بھی ہی

صاف کہتی ہی گردشِ ساغر
کہ شب مین آفتاب بھی ہی

آنکھ ملتی ہی تو حجاب کے ساتھ
لطف کرنے مین اجتناب بھی ہی

وصل مین منہ وہ پھیر لیتے ہین
بے حجابی مین کچھ حجاب بھی ہی

پوچھتا کیا ہی تو تری تلوار
خوبصورت بھی ہی خوش آب بھی ہی

اونکی ہر بات ہی قرینے سے
کچھ کرم بھی ہی کچھ عتاب بھی ہی

سچ تو یہ ہے کہ آج کل حسرت
حال ابتر بھی ہی خراب بھی ہی

ہجر کی شب سحر نہین ہوتی
زندگی یون بسر نہین ہوتی

حال سنتے تو رحم آتا ہی
میری اونکو خبر نہین ہوتی

ہجر کی رات کیا قیامت ہے
نہین ہوتی سحر نہین ہوتی

مرگِ دشمن کی ہمنے جب مانگی
کب دعا بے اثر نہین ہوتی

جب مرض کی ہی کچھ نہو تشخیص
پھر دوا چارہ گر نہین ہوتی

جسکی صورت کو چاہتے ہین ہم
اب وہ پیشِ نظر نہین ہوتی

ترکِ مے خوب ہے مگر زاہد
بے پیے ہی گذر نہین ہوتی

زلف اونکی سنور نہین سکتی
یہ لڑائی تو سر نہین ہوتی

وحشتِ دل نکال جنگل کو
اب تو تسکین گھر نہین ہوتی

وہ اگر مل سکے تو پھر حسرت
مجھکو اپنی خبر نہین ہوتی

پسند آگئی اچھی صورت کسیکی
مزا دل کو دیگی محبت کسیکی

جبھی تو یہ حورون پہ مرتے ہو زاہد
نہین تمنے دیکھی ہے صورت کسیکی

یہ ہے حالِ پیرِ خرابات زاہد
نہین ایسی چشمِ مروت کسیکی

تسلی ہو کیا حورِ جنت سے اپنی
نگاہون مین پھرتی ہے صورت کسیکی

شبِ وصل دشمن کا شکوہ عبث ہے
ہماری ہی قسمت ہے قسمت کسیکی

بتاتے ہین دشمن کو وہ دور ہی سے
نظر آرہی ہے وہ تربت کسیکی

مرے کام کیا آئیگا چارہ گر تو
کوئی بانٹ لے گا مصیبت کسیکی

اثر کچھ تو آخر ہوا آہ کا بھی
مرے حال پر ہے عنایت کسیکی

اثر کر گئی صحبتِ غیر ایسی
نہین ہے وہ اگلی سی عادت کسیکی

اسی ڈر سے لکھتا نہین حال قاصد
کہین ہو نہ میری ہی حالت کسیکی

یہ شی کس طرح سونپدون آپکو مین
کہ ہی جان آخر امانت کسیکی

لب بام وہ جلوہ گر آج ہونگے
اگر کھل گئی کچھ بھی قسمت کسیکی

نہ کرتے تھے بے شور سے بات پہلے
نہین سنتے اب تو وہ حسرت کسیکی

شور شیون ہون موثر جو دل افگارون کے
ہوش ہون باختہ مکارون کے عیارون کے

رنگ دیکھین جو تری چاند سے رخسارون کے
ہوش اڑ جائین فلک پر ابھی سیارون کے

رہ پہ رات ہی کہنے مین لگا سے لیتے مین
ڈھنگ دیکھے ہی نہین تمنے ابھی یارون کے

دیکھ پائین جو مرے دیدہ خونبار کہین
ہوش اڑ جائین چمن مین ابھی فوارون کے

زاہدا اجر کچھ اسکا بھی ملیگا تجھکو
صبر جو تونے سمیٹے ہین یہ میخوارون کے

محتسب آج تو برسات ہی ہوجانے دے
عین موسم مین ہی جلسے ہون میخوارون کے

نئی رسم جفا خوب نکالی صیاد
پر ہی ثابت نہین کچھ بھی گرفتارون کے

رہ گئے چرخ چہارم پہ مسیحا چھپکر
ڈھنگ دیکھے جو بت آپکے بیمارون کے

مجھکو آتی ہی نظر آج کچھ اچھی صورت
خواب مین پائے ہین جا بوسے ترے رخسارون کے

تیغ سے بچ گئے ہین سو تری نگاہین جب تم
زخم ہر دل مین لگے ہین انھین تلوارون کے

مجلس وعظ مین کیا رکھا ہی حسرت یہ کہو
جلسے چھوڑ کے جاتے ہو جو میخوارون کے

…ہ مری بزم مین بیٹھے ہین قریب اچھا ہی — ابتو مین بھی یہ سمجھتا ہون نصیب اچھا ہی
…جسکا دشمن یہ ہوا ہوش سنبھالا ون نے — سچ تو یہ ہی کہ زمانہ بھی ادیب اچھا ہی
…ابل رحم ہے اس درجہ ہماری حالت — دوست کہتے ہین یہ مر جائے غریب اچھا ہی
…ل ہین جاہ مین اقبال مین اور قسمت مین — مجھسے سب طرح سے کمبخت رقیب اچھا ہی
…ام اک وقت نکلجائے گا زاہد بنکر — ساتھ مین جبہ و دستار و جریب اچھا ہی
…رض ہجر کی اس سے ہی دوا ہوتی ہی — ملک الموت بھی کہتے ہین طبیب اچھا ہی
…ھا تو ہی بتا اس مین برائی کیا ہے — مجھسے راضی مرا ہوجائے حبیب اچھا ہی
…سقدر تو نے جلایا ہی مجھے او ظالم — یون ہی تجکو بھی جلائے جو رقیب اچھا ہی
…ہکو حاصل ہین عجب درد و محبت کے مزے — مجھسے میرا دل آزار نصیب اچھا ہی

چین دیتی نہین یان گردش قسمت حسرت
اک نجومی تو یہ کہتا تھا نصیب اچھا ہی

…عدہ کیا ہی وصل کا اسکی خوشی سہی — اچھا ہے آج رات ہی دل لگی سہی
…شکر کی ہی جا کہ طبیعت بری نہین — مانا کہ میری غیر سے قسمت بری سہی
…ن کہہ رہا ہون غیر کی تصویر دیکھکر — صورت کو کیا بنائیے یہ اچھی کچھی سہی
…یا بحث اس سے بچگئے کیون قتلگاہ مین — قاتل کی کچھ کمی ہی کچھ زندگی سہی
…لوار گر یہی ہین تو کھلجائے گا تجھے — میرا رقیب تیرا رفیق دلی سہی
…ظور کیجے دل بیتاب جو کہے — میری خوشی سہی نہ تمہاری خوشی سہی

سائل کو آپ نام خدا کچھ تو دیجئے
بوسہ اگر نہیں ہے تو دشنام ہی سہی

کیا خون بیگناہ کی اونکو سزا نہیں
مانا کہ تم بہشت نہیں حور و پری سہی

بے شبہ آپ تو ہیں بہت منکسر مزاج
مجھکو ہی آج کچھ اُدھر سے کی چھیڑ ہی سہی

یہ تو مجھے بتاؤ پھر آؤ گے اسکے بعد
تم ایک پل کی کہتے ہو لو اک گھڑی سہی

قائل کیا ہے ہمکو حضرت نے [illegible]
زاہد سہی وہ غوث سہی یا ولی سہی

سمجھتا دل میں تو کیا جانے کیا ہے
ہماری گفتگو کیا جانے کیا ہے

ہوا وہ تند خو کیا جانے کیا ہے
[illegible] کیا جانے کیا ہے

وہ کہتے ہیں نہیں معلوم ہمکو
[illegible] کیا جانے کیا ہے

کہیں وہ شیخ ہو زاہد کے گھر میں
مجھے آتی ہے بو کیا جانے کیا ہے

نہیں کھلتا ہے کچھ احوال اونکو
کہ مجھکو جستجو کیا جانے کیا ہے

ہماری دیدۂ خونبار سے اب
نہیں آتا لہو کیا جانے کیا ہے

نہیں ہے تو مگر ہے کچھ تصور
ہمارے روبرو کیا جانے کیا ہے

نہ شعلہ ہے نہ بجلی ہے نہ تلوار
نگاہ تند خو کیا جانے کیا ہے

کیا ہے وصل کا وعدہ تو لیکن
خیال حیلہ جو کیا جانے کیا ہے

رموز عاشقی حضرت سے پوچھو
اسے ای خضر تو کیا جانے کیا ہے

قیامت دلونپر گذر جائیگی | جدھر تیری ترچھی نظر جائیگی
مصیبت جو ہمپر گذر جائیگی | وہ سمجھے تہے دشمن کے سر جائیگی
فلک سے کسی دن گذر جائیگی | کہین یہ فغان بے اثر جائیگی
شبِ ہجر مر کر گذر جائیگی | طبیعت یونہین بس ٹھہر جائیگی
وہ پرسان نہین ہے اسی زعم مین | کہ آئی طبیعت کدھر جائیگی
رہیگا نہ کچھ دیدار کا شوق | طبیعت کچھ آخر کو بھر جائیگی
تجھے اس سے کیا کام ہے ناصحا | اسی طرح اپنی گذر جائیگی
رکے گی نہ آئی طبیعت مری | خبر ہی نہین یہ کدھر جائیگی
سنا ہے کہ بگڑی گئی دخترِ رز | تو کمبخت زاہد کے گھر جائیگی
شبِ غم سے واقف ہو تیری بلا | گذرتی ہے جن پر گذر جائیگی
تمنا کے دیکھوگے مدفن ہزار | جہانتک تمہاری نظر جائیگی
شب مہ مین اندھیر ہو جائے گا | جو وہ زلف زنجیر بکھر جائیگی
وہ بگڑی کسی دن جو تجھسے عدو | شبِ ہجر تیری بھی گھر جائیگی
رہینگے ملے یون ہی باہم جو دل | ہماری تمہاری گذر جائیگی
اسی طرح ہونگے جو وعدے خلاف | تمنا یونہین گھٹ کے مر جائیگی

نہ نکلے گی حسرت کی حسرت کبھی
جوانی کسی دن گذر جائیگی

تیری بیمار کو امید بھلا کونسی ہے
مرنے والے کی زمانے میں دوا کونسی ہے

مرضِ عشق و محبت کی دوا کونسی ہے
بات اب جان کی دینے کے سوا کونسی ہے

ہمنوا تم ابھی سمجھتے نہیں اب تک ظالم
کہ جفا کونسی ہے اور وفا کونسی ہے

چھوڑ دیں اب تو معشوق جب امید پہ ہم
حور جنت میں نہ ملی وہ ادا کونسی ہے

قتل ہو کر رہِ معشوق میں ہم کہتے ہیں
اسکو کہتے ہیں وفا اور وفا کونسی ہے

بے سبب مجھ سے وہ ناراض ہوئے جاتے ہیں
نہیں کھلتا یہ مجھے میری خطا کونسی ہے

رنگ لایا ہے کچھ اب جوشِ جوانی اونکا
پوچھتے پھرتے ہیں شوخی کی حیا کونسی ہے

وہ یہ کہتے ہیں جو کہنا ہو وہ جلدی کہدو
بات کرنے میں بھلا شرم و حیا کونسی ہے

حسن جو صورت کی کچھ اپنے ہی شکایت کیجیے
مرنے والوں کی بھلا اس میں خطا کونسی ہے

ہم اسی منہ کے ہیں جو نزاکت کھائے جاتے ہیں
کرا دینے نظر عشق میں ادا کونسی ہے

حور کو دیکھیے بیٹھے ہوئے طوبیٰ کے تلے
بات جنت میں بھلا اسکے سوا کونسی ہے

دم نکلتا ہے یہاں موت کا آتے آتے
تیرے بیمار کو آئے وہ قضا کونسی ہے

قتل کرتی ہوں مجھے سب تو بتاؤں کیونکر
کونسی کم ہو ادا تیری سوا کونسی ہے

دل میں کچھ اوس بت کافر کے جو تاثیر کرے
زاہدا مجھکو بتا دے وہ دعا کونسی ہے

[illegible]

[illegible]

میں ہی ہوں تو وہ دلکش [illegible]

کیون تڑپتا ہے بتا اب تری حالت کیا ہے
تجھ پہ اے دل یہ پڑی سخت مصیبت کیا ہے

خود گلا کاٹ کے مر جائینگے مرنے والے
تم جو تکلیف کرو اسکی ضرورت کیا ہے

نام بھی کوئی نہ لیگا جو مین مشتاق نہون
روکھی پھیکی ہوئی زاہد تو وہ جنت کیا ہے

مفت زاہد پہ لگاؤ نہ تری کو الزام
دیکھ لے چکھ کے ذرا اسمین قباحت کیا ہے

لیجاتا ہے مجھے کیون کھینچکے اسکی جانب
آج بھی ہین ترے اے شوق شہادت کیا ہے

ناز بیجا جو اوٹھاتے ہو ترے اپنا ہے جگر
تجھسے وہ دن بھی جو غیر کی ہمت کیا ہے

حضرت دل وہ بہت آج خفا بیٹھے ہین
مین جو چھیڑون تو نہین آئی مری شامت کیا ہے

خواہش وصل نہین جس سے ڈرے جاتے ہو
آپ سنئے تو ذرا میری حکایت کیا ہے

دل مین یان یاد ہے جو کچھ ہے زبان پر تیری
زاہد اس سے بھی بڑی اور عبادت کیا ہے

زاہد اتنی بھی نہین تجھکو سمجھ محشر مین
بخشے جاتے ہین نہ گنہگار تو رحمت کیا ہے

گالیان بزم مین پہلے وہ سنا دیتے تھے
ابتو عادت ہی نہین کچھ مجھ پہ عنایت کیا ہے

گر نہین تیرے تئین صاف جلانا اوسکا
کیون ہر اک بات پہ کہتے ہو کہ حسرت کیا ہے

اس طرح بزم مین شب کو نگہ یار پھری
مین یہ سمجھا کہ گلے پر مرے تلوار پھری

وعدہ غیر تو پورے ہی کیا کرتے ہو
میری تقدیر کبھی روز نہ سرکار پھری

لفظ اقرار ہی کا آج زبان سے نکلا
میری تقدیر پھری آپکی گفتار پھری

دل کا آنا ہی تو کمبخت بلا ہوتا ہے
سیر دیکھو کہ زلیخا سر بازار پھری

مٹ گئے عاشق و معشوق کے لاکھوں ارمان
پہری گردش نہ مگر چرخ ستمگار پہری

تو نہ آیا تو شب ہجر تصور یہ جما
تیری تصویر نگاہوں میں مری یار پہری

خوب ہی جھوم کے گھنگھور گھٹا اوٹھی ہے
لے مبارک ہو ہوا اب بت مےخوار پہری

رحم ہی کچھ مجھے آتا ہے ستمگر ورنہ
عرش تک بھی مری آہ ہے سو بار پہری

گرمی دل کے سبب غیر کے گھر میں اکثر
آگ دیگی جو مری آہ شرربار پہری

دیکھکر اوس بت کافر کو ذرا سچ کہنا
تیری نیت بھی کبھی زاہد دیندار پہری

سخت جانی کے سوا اور سبب کونسا ہے
طبع کیوں مجھسے تری خنجر خونخوار پہری

دل ہی قابو میں رہا اور نہ طبیعت اپنی
پہری قسمت بھی مثال نگہ یار پہری

دل سے کچھ پھیر نگہ کو ترے جنبش نہوئی
آنکھ سو بار ملائی گئی سو بار پہری

غیر کے گھر میں گیا رشک نے جانا مشکل
رات بھر آہ ہماری پس دیوار پہری

اوسکے آنے کا تو کیا ذکر ہے حسرت یہ ہوں
موت بھی ہائے مری شکل سے بیزار پہری

ساقیا اور بھی ہاں آج ذرا تھوڑی سی
ابھی باقی ہے اونہیں اور حیا تھوڑی سی

یہ تو ظاہر ہے کہ مدت سے ہوں تائب ساقی
ابر میں تو مجھے کمبخت پلا تھوڑی سی

سیر ہوتا نہیں میرا دل مشتاق ستم
اور بھی کیجیے کچھ آج جفا تھوڑی سی

میرا افسانۂ غم تمنے سنا ہے لیکن
بات کچھ اور بھی ہے اسکے سوا تھوڑی سی

گھر گیا غیر کی الفت نے تماشہ یہ ہے
چسک اونکو بھی ہوئی نام خدا تھوڑی سی

آج لگتا نہین توبہ کا ٹھکانا زاہد
آسمان پر نظر آتی ہی گھٹا تھوڑی سی

جان لب پر ہی کوئی دم کا ہون مہمان مین تو
اور کر لیجے جو کرنی ہو جفا تھوڑی سی

لطف دیکھو کہ اسی پر ہی مرے جاتے ہین
ہمنے دیکھی ہی حیا مین وہ ادا تھوڑی سی

کچھہ تو ہو جائے مجھے موت کی حالت معلوم
نیند آئے جو شب ہجر ذرا تھوڑی سی

دل کو یہ صاف بتاتی ہین نگاہین تیری
بیوفائی تو بہت سی ہی وفا تھوڑی سی

وہ یہ کہنے لگے حسرت کی غزل کو سنکر
یاد ہو تجھکو تو کچھہ اور سنا تھوڑی سی

جذبۂ دل رنگ لائے جاتا ہی
وہ تصور مین آئے جاتا ہے

جو مرا دل چرائے جاتا ہی
دیکھو وہ منہ چھپائے جاتا ہے

دیکھون چوری بھی تو کہتے ہین
آنکھون آنکھون مین کھائے جاتا ہے

کچھہ ہے امید جذبۂ دل سے
یہی ہمت بڑہائے جاتا ہے

لطف دیکھو کہ ولولہ دل مین
مفلسی مین بھی آئے جاتا ہے

یہ بھی اوس ہی کی اک عنایت ہی
میری دل مین جو آئے جاتا ہے

غیر وہین بزم سے چلا لیکن
رنگ اپنا جمائے جاتا ہے

ناصحا جس پہ جان دیتے ہین
ہاتھہ سے وہ ہی ہائے جاتا ہے

ساتھہ جاتا ہی غیر کے ظالم
آگ دل مین لگائے جاتا ہے

دیکھلو تم بھی حضرت ناصح
وہ قیامت اوٹھائے جاتا ہے

وہ خفا لاکھ ہون مگر حسرت
اپنا قصہ سنائے جاتا ہے

کب ملاقات کا تذکرہ ہین وہ پیغام سے مجھے
لوگ کرتے ہین یان ہوتے ہین مفت مین بدنام مجھے

ساقیا آج پلاتا نہین کیون جام سے مجھے
کیا نہین چاہیے سمجھتا ہے تو آشام مجھے

دل مین اب تک ہے مرے اونکی حلاوت باقی
کس کو چے مین ملے تھے کبھی دشنام مجھے

ناتوان ایسے ہین ہم ہون نار نگہ پر فورًا
وہ اشارے سے بلاتے ہین جو لب بام مجھے

شاد ہو سکے کرین ہم وصل کا سامان عشق خوش
آکے قاصد یہ کہو دیجیے انعام مجھے

مین تری چال سے اوڑ کر نہین جاتا صیاد
کیون تڑپنے نہین دیتا ہے تو دام مجھے

مین تو راضی ہون اسی پر نہین منظور ہو گر
لب شیرین کے وہ دیتے ہین دشنام مجھے

یہ تو معلوم ہے دل دے تو دیا ہے مین نے
لینے والے کا مگر یاد نہین نام مجھے

آپ کا مجھ سے نہین مطلب تو عبث سے کیا ہے
مفت کیون آپ لگاتے ہین یہ الزام مجھے

مین سمجھتا ہون کہ ہے خوبی قسمت میری
کا صد ار نے [illegible] کام مجھے

اپنی باتون کا تو کچھ دھیان نہین کرتی ہو
اور پھر اولٹے لگانے لگے الزام مجھے

پھر تو جامے مین خوشی سے نہ سماؤن مین بھی
گھر مین اپنے وہ بلاتے ہین جو ہر شام مجھے

کچھ تو ذرا رات گئے غیر کے گھر جاتے ہین سگے
اولٹے دیکھو کہ بلاتے ہین سر شام مجھے

کبھی ایسا تو نہین جس پہ کرم ہوتا تھا
آج کیا بات ہے ساقی نے دیا جام مجھے

چرخ کو شکر ادا ربا جو بشر سے کہتے ہین
چین تو یہ ہے کہ آتا نہین کچھ کام مجھے

پی ہی لیتا ہوں مروت سے کہا نکی تو یہ — گھیر لیتے ہیں جو دو چار مئے آشام مجھے
ناصحا ذکر نہ اس بات کا لانا ہر گز — دل تو میں دے ہی چکا دلسوز کہیا کام مجھے

بات کہنے کی نہیں تم سے کہوں کیا حسرت
آج تو اوس نے بلایا ہے سر شام مجھے

یاد تیری مدام ہوتی ہے — صبح سے یوں ہی شام ہوتی ہے
چین آتا نہیں کسی کروٹ — نیند شب کی حرام ہوتی ہے
مے سے انکار زاہدا توبہ — کہیں یہ شے حرام ہوتی ہے
دل کا آنا بھی اک قیامت ہے — پھر کہیں روک تھام ہوتی ہے
کچھ خبر بھی ہے عشق کی جاگیر — آجکل اپنے نام ہوتی ہے
جب کسی کام کے نہوں واعظ — پھر تو توبہ مدام ہوتی ہے
گالیاں بے محل نہیں دیتا — جسکے منہ میں لگام ہوتی ہے
کر چکے خوب ظلم جتنا تھا — اونکی عمر کی تمام ہوتی ہے
دل کا احوال اک ذرا سن لو — اب کہانی تمام ہوتی ہے
ہاں اشاروں سے جنکے اونکی — بات کچھ لا کلام ہوتی ہے
دل مضطر کی ہے وہی حالت — جب سمک زیر دام ہوتی ہے

کسی کافر سے آجکل حسرت
آپ کی رام رام ہوتی ہے

مانا کہ راہ وصل مین آیا زوال ہے
ٹوٹی ہی پر خیال کی پیوند کا خیال ہے

نامِ خدا بہار پہ آئے ہوئے ہین وہ
گلگشت کیون ہزار ہون پوچھا تو حال ہے

ملتا نہین نوشتۂ تقدیر کی طرح
تب بیگانہ یار سے بچنا محال ہے

آمد یہ خط کی صاف بتاتی ہے آپ کو
آیا بہار حسن پہ کیسا زوال ہے

ان ٹھنڈی گرمیون سے تو تسکین ہو چکی
دل کی لگی کو بہر ہی بجھانا محال ہے

ملتا نہین جو وہ بت مغرور کیا ہوا
چتون کا ہی پہ آن تو پھر یہ احوال ہے

جب دل ہی مل گیا تو کدورت کہان ہے
حق تو یہ ہے کہ دل ہی کا ملنا محال ہے

کس منہ سے کوئی قیمت دل کی کرے امید
لیتے ہین منہ کے بھی یہان قیل و قال ہے

اپنون مین بھی تو آج بیگانگی کی بو
اس وقت مین تو یہ محبت کا کال ہے

دل کے بچاو کا تو زمانہ نہین رہا
اب تو کسی سے دل ہی کا آنا محال ہے

دامن عدو کی بزم مین جا کر بچا رہے
لپٹا ہوا کسی کا دل پائمال ہے

حسرت کیا سبب ہے جو تو ہے ملول سا
ہان خیر تو ہے کیون پریشان حال ہے

جادو کو دیکھ کوئی کیسی اچھی صورت
اگر سچ پوچھیے تو یہ سچ کا اثر منت

نہ شب کو چین آتا ہے نہ دن کو کوئی راحت
اب جیت [illegible] تو حالت

بچا یا جس بت کافر نے دل کو تیر حسرت
اکیون کیا [illegible] کیسی ہوگی صورت

اٹھا خود لوٹ جاتی ہو ادائین دیکھ کر اوسکی
[illegible] اوسکا قیامت

ذرا کچھہ اے دل ناکام اوسکا پاس بھی کہنا
سنبھلکر آہ کرنا وہ بہت نازک طبیعت ہے

چمن مین گل کو جا کر آسمان پر چاند کو دیکھا
نہ اوسمین تیری خوشبو ہے نہ اوسمین تیری نکہت ہے

طبیعت خاک بہلے ذکر سے حوران جنت کے
مری پیش نظر زاہد کسی کافر کی صورت ہے

تڑپنا آہ کرنا لوٹنا غش کہا کے گر جانا
نہ دشمن کی بھی ہو ایسی ہماری جیسی حالت ہے

وہ کافر گالیان دے اور ہم خاموش ہو جائین
بگڑ کیا کیجیے آئی ہوئی اپنی طبیعت ہے

پریشان کر دیا جب سے کسی کاکل کے سودے نے
نہ وہ پہلی سی حالت ہے نہ وہ اپنی طبیعت ہے

دل ناداں نہ جا تو اوسکی بھولی بھولی صورت پہ
نگاہین صاف کہتی ہین کہ کچھہ دلمین شرارت ہے

نہیں آتا سمجھہ مین کچھہ یہ کیا اندھیر ہے یارب
اوسے مجھہ سے تنفر ہے مجھے اوس سے محبت ہے

یہ کل کی بات ہے اوس نے جو مجھکو دور سے دیکھا
کہا ظالم نے دشمن ہے یہی کمبخت حسرت ہے

مجکو ظالم ہوئی جس دن سے محبت تیری
دل سے دم بھر بھی اوترتی نہیں صورت تیری

نہ وہ انداز نہ وہ چال نہ وہ طرز جفا
ہمسری کیا کرے آشوب قیامت تیری

یون تو دنیا مین ہین گو لیلی و شیرین مشہور
چشم انصاف سے دیکھے کوئی صورت تیری

ہو محبت کا برا اسے یہ آفت کیا ہے
دل کے جانے پہ بھی جاتی نہیں حسرت تیری

دیکھکر غیر مری حال کو یہ کہتے ہین
اب تو دیکھی نہیں جاتی ہے مصیبت تیری

اوس سے غمخوار کی تنبیہہ کو جانا کیسا
حسرت آ گئی ہو کہین شامت تیری

یہ تو مانا کہ ہماری تو بری ہے تقدیر
بخت دشمن سے تو بہتر نہیں قسمت تیری

کہیں جانباز ہی ہیں ... و دہنا کرتے ہیں | [illegible]
تجکو ظالم سے اوسوقت ستانے کا مزا | مری قسمت ... جو حسرت تیری
رند میخوار تجھے دیکھ کے چپ ہو جائیں | واعظ ہوش میں آ کیا ... حقیقت تیری
چین کس طور سے دل کو ہو قیامت یہ ہے | انتظار ... صورت تیری
سخت مجبور ہوں کچھ بن نہیں پڑتی مجھسے | دل سے جاتی نہیں کمبخت محبت تیری
کیا غرض ہمکو ترے کوچے سے غیر اپنی ہم | دیکھ لوں ... حسرت تیری
ہوگیا ہے اوسے آفت کا غضب کا جوبن | ... قیامت تیری
دل کھیے دیہی سبب ہے مانع دیدار نہیں | دیدۂ دل میں ... صورت تیری

کسکو دل تو نے دیا مجکو بتا تو ظالم
اب تو پہلی سی وہ صورت نہیں حسرت تیری

بیچلول کا گوارا ہے یا زار ہے مجھے | کون ... ہے مجھے
کیا مصیبت ہے یہ توبہ کا برا ہو زاہد | ... ہے مجھے
یا تو رہتی نہیں مجھی سے کبھی باتیں پہروں | ... کرتے نہیں ... ہے مجھے
ذبح کرتے ہوئے کمبخت نے منہ پھیر لیا | رہ گئی بعد فنا حسرت دیدار ہے مجھے
کسی صورت سے ہو دشمن کا کلیجا ٹھنڈا | ... ہے مجھے
سخت جانی کا یہ باعث ہے جو میں جیتا ہوں | ورنہ فرقت نے کیا ... ہے مجھے
سچ تو فرمائیے ہوا آپکو خفت کیسی | ... ہے مجھے

ناتوان وہ ہون جو آتا ہون ترے کوچے مین
داب لیتا ہی ترا سایۂ دیوار مجھے

جیتے جی لطف مجھے خلد کا حاصل ہو جاے
تمسے ملجائین کسی روز جو دو چار مجھے

ہچکیون کا مری ای کاش یہی باعث ہو
یاد کرتا ہو مرا شوخ ستمگار مجھے

پھر تو رہتی نہین قابو مین طبیعت حسرت
کوئی ملتا ہے اگر دلبر طرار مجھے

وفا پر ہین اون کی گمان کیسے کیسے
قسم قول ہین درمیان کیسے کیسے

کسی پر ہین اپنے گمان کیسے کیسے
پڑے آکے ہین درمیان کیسے کیسے

شب وصل نکلے تھے جو خار حسرت
ابھی تک ہین دل مین نشان کیسے کیسے

غم و آہ و فریاد و درد و مصیبت
ہمارے ہی ہین مہربان کیسے کیسے

عجب سیر گاہ عدم ہے الٰہی
روانہ ہوے کاروان کیسے کیسے

کہون کیا شب وصل ذکر عدو پر
چبھے دل مین تیر و سنان کیسے کیسے

خلش بیکسی کاہش و یاس و حسرت
مرے دل مین ہین میہمان کیسے کیسے

کسی شوخ عیار سے تو نے ظالم
اوٹھاے ستم آسمان کیسے کیسے

حیا پر نہین شیخ و واعظ ہی قربان
مٹے اس ادا پر ہین ہان کیسے کیسے

دہن سے وہین جب کسی سے ملا ہی
ہنر دے گئی ہی زبان کیسے کیسے

سوے میکدہ مین جو مسجد سے آیا
ہوے لطف پیر مغان کیسے کیسے

کبھی دل دیا اور کبھی جان اونکو
روانہ کئے ارمغان کیسے کیسے

سنا جب مرا حالِ دل وہ کیا شرمائے
پشیمان ہوئے رازدان کیسے کیسے

مرے دل کا ارمان نکلا نہ کوئی
لئے تم نے گو امتحان کیسے کیسے

ہوئی ہائے نامنصفی کیسی کیسی
ہمیں حشر پر تھے گمان کیسے کیسے

جفا اب وہ کرنے لگے کیسی کیسی
کبھی ہم پہ تھے مہربان کیسے کیسے

تکلم کا دعوی ہے اوس تنگ دہن کو
او پھرنے لگے بے نشان کیسے کیسے

ہیں ای داورِ حشر تنہا کہونگا
کسی پر ہیں مجھکو گمان کیسے کیسے

تمہاری نگاہیں ہمارا کلیجا
پھر اوس پہ ہوں ہم و گمان کیسے کیسے

سرِ حشر تم کوئی چھیڑو تو قصہ
ملا لینگے پھر ہاں میں ہاں کیسے کیسے

نئی ایک بے پر کی اوڑتی ہے ہر دم
اڑاتے ہیں بے فکریان کیسے کیسے

تمہیں مدعا آتش پہ ہو غیرت حسرت
بہت اور ہیں خوش بیان کیسے کیسے

تمہیں لطف دے جب کہانی تمہاری
ہمارا ہو قصہ زبانی تمہاری

تسلی کی صورت یہی رہ گئی ہے
مٹے دل میں کچھ ہو نشانی تمہاری

نہ اوجڑے ہوئے دلکو پامال کیجے
یہی رہ گئی ہے نشانی تمہاری

شبِ وصل گالی سنا دو جو مجھکو
عجب لطف دے بدزبانی تمہاری

اثر کچھ ہوا ہے کسی کی وفا کا
کہ رنگت ہوئی زعفرانی تمہاری

جو کہنا ہو تحریر کیجے وہ بولے
سنیں گے نہ ہم منہ زبانی تمہاری

کسی کا شبِ وصل شوخی سے کہنا
کہ غارت کہین ہو جوانی تمہاری
نہ لطفِ ستم دل سے برباد جائے
بہت ہو چکی مہربانی تمہاری

یہ عشقِ بتان مین سمجھ جاؤ حسرت
نہ برباد جائے جوانی تمہاری

اگر دیکھین بانکی ادائین تمہاری
فرشتے بھی لے لین بلائین تمہاری
طبیعت اگر آج پائین تمہاری
تو کچھ تمسکو باتین سنائین تمہاری
نہین چھوڑ کر دل سے جاتے کہین تم
کوئی ہم سے پوچھے وفائین تمہاری
نہ ہو شیخ پھر حورِ جنت کا طالب
سُنے گر سریلی صدائین تمہاری
جو دیکھو تو آئینۂ دل مین اپنے
تمہین آج صورت دکھائین تمہاری
ہمین دل سے دونون پسند آگئی ہین
وفائین تمہاری جفائین تمہاری
برابر نہ ہو نگی اگر کوئی دیکھے
وفائین کسیکی جفائین تمہاری
بھلا کون ایسا ہے پھر جسکو چاہین
اگر یاد دل سے بھولائین تمہاری
ستم مین نہ بدنام پھر آسمان ہو
اگر تم سے سیکھے جفائین تمہاری
محبت کی گھاتین کوئی تم سے سیکھے
وفا سے ہین بہتر جفائین تمہاری
کوئی ہم سے پوچھے کہ کیا لطف آئے
جو تصویر تم سے ملائین تمہاری
ترسون اور کرتی ہین کچھ دل کی خواہش
مری التجا پر حیائین تمہاری
غضب ہے نہ آیا ذرا رحم تمکو
بہت ہم نے کین التجائین تمہاری

یہ چھوڑ و رہے کہ ہو تم کہو گے حسرت
اگر تم کو حالت بتائیں تمہاری

جو تصویر ہم دیکھ پائیں تمہاری
تصور میں صورت جمائیں تمہاری

پسند آ گئی ہیں ادائیں تمہاری
اوٹھا لینگے لاکھوں جفائیں تمہاری

تم انکار میں بھی نہ اوترو گے پورے
اگر بات ہم آزمائیں تمہاری

قیامت میں بھی کوئی گر ہمسے پوچھے
نہ ہم تو بھی باتیں بتائیں تمہاری

وفا کا ہے سارا طریقہ ہمارا
جفا کی ہیں ساری ادائیں تمہاری

خفا ہو تو ہم نام ہرگز نہ لینگے
قسم تو قسم ہی جو کھائیں تمہاری

کہاں پھر چھپوگے بتاؤ تو ہمکو
جو تصویر دل پر بنائیں تمہاری

سر حشر گر ہمسے چاہو گواہی
تو دشمن کو تہمت لگائیں تمہاری

دعا ہے خدا اسکو آباد رکھے
مرے سر پہ آئیں بلائیں تمہاری

نہ تسکین حوران جنت سے ہوگی
اگر یاد آئیں ادائیں تمہاری

تمہیں پر مریں اور کہلنے نہ پائے
تمہیں سے محبت چھپائیں تمہاری

تمہارا وہ اب ذکر کرتے تھے حسرت
اثر کر چلیں کچھ دعائیں تمہاری

یہ ہیں بار رسکنے کی راہیں تمہاری
غضب کی ہیں ترچھی نگاہیں تمہاری

عدو سے کیے ہوسے تم تو بس بندگی سے
کہاں تک محبت نباہیں تمہاری

وہ کہتے ہین ہمکو تو جب باور آئے — اگر پار دل کے ہون آہین تمہاری
ذرا تم ہی منصف ہو پھر کیسی اٹھکے — برائی اگر تمسے چاہین تمہاری
نگاہ بر جسم مین پنہان ستم ہے — ہمین کچھ سمجھتے ہین آہین تمہاری
خزان نے گل و لالہ برباد کردین — چمن مین جو تھین کچھ کلاہین تمہاری
غضب لائیگا یہ تبسم تمہارا — قیامت کرینگی نگاہین تمہاری
تمہارے وہ پہلے سے تیور نہین ہین — کہ بدلی ہوئی ہین نگاہین تمہاری
ذرا آؤ دونون لڑین تو مزا ہے — کلیجا ہمارا نگاہین تمہاری
بتاؤ تو تم بھی تسکین دوگے — اگر تمسے تصویر چاہین تمہاری
خدا ہی ذرا مین بھی یہ رنگ دیکھون — ملاقات دشمن نہ چاہین تمہاری

تعجب ہے وہ مجھسے فرمائین حسرت
کہ دولین کھٹکتی ہین آہین تمہاری

یہ سر عیش و عشرت وہ نہین ہے — ہماری ہای حالت وہ نہین ہے
تری جب سے عنایت وہ نہین ہے — وہی ہم ہین طبیعت وہ نہین ہے
خدا کی شان وہ کہتے ہین مجھسے — تمہین اب تو محبت وہ نہین ہے
ملے گو خلد بھی دنیا کے بدلے — مگر اسباب راحت وہ نہین ہے
رہے شب کس جگہ آئینہ دیکھو — تمہاری آج صورت وہ نہین ہے
سہے کبتک تمہاری جور و بیداد — کہ دل مین تاب و طاقت وہ نہین ہے

مجھے دیتا ہے دھوکا بیمروت | تجھے دشمن کی الفت وہ نہیں ہے
کبھی ہم چاہنے والے تھے تو بھی | مگر اب ہای قسمت وہ نہیں ہے

محبت میں کچھ ایسا دل ہی جلا
جو دیکھا ہمنے حسرت وہ نہیں ہے

دل کو غم آشنا کرے کوئی | آپ سے جب وفا کرے کوئی
کیا محبت بھلا کرے کوئی | جب جفا پر جفا کرے کوئی
دل ہی کرنے لگا دغا ہم سے | کس کا اب آسرا کرے کوئی
ہم نگاہوں میں حال کہتے ہیں | جان جائے ندا کرے کوئی
پھر بیٹھے ہیں ہم ہی محفل میں | چھیڑ کی ابتدا کرے کوئی
ساری باتیں اسی کے ساتھ تو ہیں | دل ہی بگڑے تو کیا کرے کوئی
رات دن یہ دعائیں کرتے ہیں | آ ملے اب خدا کرے کوئی
رزق کا جب کفیل رازق ہے | کس کی پھر التجا کرے کوئی
اسی پہلو میں حال دل سن لیں | داستان پھر سنا کرے کوئی
دل ہمارا ہے طالب بیداد | پھر جفا بیجا کرے کوئی

[illegible]
واہ وا مرحبا کرے کوئی

صاف دل کو ذرا کرے کوئی | جب تصور ترا کرے کوئی

ماہ کامل ہو یا کہ ہو خورشید
آپکا سا سنا کرے کوئی

بات جھوٹی چھپی نہین رہتی
غور دل مین ذرا کرے کوئی

حال کھلتا ہے سب زمانے کا
دیدۂ دل جو وا کرے کوئی

آشنائی چھپی نہین رہتی
لاکھ شرم و حیا کرے کوئی

آپ پر ہم تو جان دیتے ہین
کیا غرض دل دیا کرے کوئی

نا امیدی مٹائے دیتی ہے
کیا توقع بھلا کرے کوئی

جب ہوا انکار عذر ضد پیہم
پھر تمنا ہی کیا کرے کوئی

دوست کا دوست بھی تو دوست ہوا
آشنا آشنا کرے کوئی

ہم تو باتون مین ہار جاتے ہین
جھوٹا سچا گلا کرے کوئی

دل ہی جب دیدیا شکایت کیا
کیا کسی کا گلا کرے کوئی

ہم تو تم پر ہی جان دیتے ہین
تمسے اچھا ہوا کرے کوئی

دیکھنا ہی نہین جگر اوس کا
اس ستم پر وفا کرے کوئی

دو طرف ہو تو لطف کیا ٹھہرا
بیوفا سے وفا کرے کوئی

جب بری آئی تو ٹل نہین سکتی
موت کی کیا دوا کرے کوئی

آہ ہے جبکہ جان پر حسرت
ایسی حالت مین کیا کرے کوئی

تم تو کرتے ہو دل لگی دل کی
کیا مٹاؤ گے بیکلی دل کی

اوس نے دشمن کو منہ لگایا ہے
ہائے امید مٹ گئی دل کی

اب تو تسکین ہو گئی ہوگی تم کو
بیقراری ہی تھی بسمل دل کی

کیون دکھاتے ہو دور سے دیدار
یونہیں تو بجھتی نہیں لگی دل کی

آپ دشمن کو ڈھونڈھنے نکلے
بُری ہوتی ہے کیا لگی دل کی

میری الفت کا حال ظاہر ہو
دیکھ لیتین آپ آرسی دل کی

کسی کاکل مین جا پھنسا ہوگا
جان آفت مین پڑ گئی دل کی

بیخودی مین بتا دیا مینے
بات کافر نے پوچھ لی دل کی

وصل سے پہلے ہی وصال ہوا
بات دل ہی مین رہ گئی دل کی

پھر نہ شکوہ نہ کچھ شکایت ہے
بات جب تم نے مان لی دل کی

جذبۂ دل کا یہ اثر دیکھا
اور اوٹھنے لگی انی دل کی

ایک کافر نے کر دیا ہے شہید
ق [illegible]

پھر جو دیکھے تو مین گفتگو دل کی
[illegible]

کیون پڑی کہلی [illegible] الفت کا
[illegible]

دل کے لینے کا [illegible]
[illegible]

میری محنت کی داد ملجائے
آرزو [illegible] آپ [illegible] دل کی

عشق کے ہاتھ سے خراب ہوا
آپ کہان [illegible] دل کی

اسکو کیا سونگھتا ہے دلکو سونگھ
بو ہی گل میں کہاں ہے بو دل کی

گر نہیں چھیڑ تو نکالی کیوں
پردے پردے میں گفتگو دل کی

جوش گریہ سے ہو گیا ظاہر
خوب جاری ہے آبجو دل کی

شب فرقت میں جلکے خاک ہوا
اب کریں خاک جستجو دل کی

یا تمہارا ہو یا ہمارا ہو
بات ہو جائے دو بدو دل کی

اسکی مٹی خراب کیوں ہوتی
قدر کچھ جانتا جو تو دل کی

حیف ہے راز عشق چھپ نہ سکا
کھل گئی بات ہو بہو دل کی

دلربا ہو جو تجھسا ہرجائی
کیوں نہ شہرت ہو کو بکو دل کی

مرغ بسمل کو تمنے دیکھا ہے
یہی حالت ہے ہو بہو دل کی

تیری آواز کیوں نہ دلکش ہو
قدر کرتے ہیں خوشگلو دل کی

ای بتو سے خدا کا گھر یہ بھی
سیر کرنا نہ بے وضو دل کی

کوئی گاہک نہیں زمانے میں
ہم کریں کس سے گفتگو دل کی

کیا غضب ہے کہ تم کرو قیمت
غیر سے میری روبرو دل کی

عشق میں کیوں نہ ناز ہو حسرت
قدر کرتے ہیں شہرو دل کی

تم مری جان نہیں جانتے حالت دل کی
دل لگانے ہی سے کھلتی ہے حقیقت دل کی

کیوں نہ اسکے ہو [illegible]
[illegible]

اوسمین صہبا ہو تو ہے خون تمنا اسمین
شیشہ دل ہو بہت نازک ہو صورت دل کی

ہونہ جائیگی ہو قسمت شیرین ایسا
آج [illegible] سنینگے حکایت دل کی

ہم تو کہتے ہیں تم اوس سے نہ انکار کرو
ایک [illegible] شکایت دل کی

ہمنے مانا کہ نہیں تم ہو کہیں ادراک ہم
[illegible] قیمت دل کی

میرے دعوے کے لئے ایک یہ کافی ہے گواہ
[illegible] شہادت دل کی

اپنے سینے میں رکھونگا تڑپنے کے لئے
[illegible] حسرت دل کی

ہای افسوس تمہیں اسکا ذرا سوگ نہیں
[illegible] شہادت دل کی

یہ غلط بات ہے لو تم نہ ارادے خیال
[illegible] قیمت دل کی

خاک میں بیٹھ کے والله ملا یا میں نے
[illegible] حسرت دل کی

ملتوی حشر پہ کیوں کرتے ہو میرا قصہ
[illegible] شہادت دل کی

گر پسند آئے تو لینا نہیں منت مرہم
[illegible] صورت دل کی

وہی انداز وہی ناز شرارت سے وہی
[illegible] دل کی

سیکڑوں نقد لہو لوٹ لئے ہیں سے لئے
[illegible] دل کی

جس پہ پڑتی ہے وہ آفت ہے [illegible]
[illegible] دل کی

جب نظر میں آ جاتے ہے کہاں صبر و دل کی
اگر [illegible] سے دل کی

تا اسکی رسم ہے مجمع عشاق میں پہچان
[illegible] سے دل کی

پر جسنے لگائی ہو وہی آکے بجھائے
مشکل ہے بہت آگ بجھانی مرے دل کی

رہتا ہے پڑا جا کے حسینوں کی بغل میں
اب جوش پہ آئی ہے جوانی مرے دل کی

جسکو تو سنا ہے شب وصل میں شکوہ
افسوس کوئی بات نہ مانی مرے دل کی

نہ قصہ فرہاد نہ مجنوں کا فسانہ
سن لیجئے کچھ رام کہانی مرے دل کی

سو دل سے ابھی اسکے خریدار ہونگے
پر شرط ہے صورت نظر آنی مرے دل کی

اس طور سے بکتا نہیں اس عشق کا سودا
پہلے کوئی قیمت نہ لگانی مرے دل کی

یوں ہی جو رہی تاک میں وہ چشم فسوں ساز
اک روز قضا پھر تو ہے آنی مرے دل کی

جھوٹوں ہی جو ہو جمع عشاق میں انکا پاس
منظور ہے گر بات بنانی مرے دل کی

لیجاؤ مرے دل میں جو ہیں لاکھ تمنا
رہجائیگی کوئی تو نشانی مرے دل کی

سب نکلے ارمان و تمنا تو شب وصل
مضطر ہے فقط ایک نشانی مرے دل کی

یہ طور دیکھے فلک کج شعار کے بدلے
خزاں نے رنگ نکالا بہار کے بدلے

کسی کے پاس جو تھا ہی شکوہ جو کچھ سے گئے
اڑا کے لالہ چمن میں شرار کے بدلے

بچا رہو سو یہ دل اسکا تو وہ بولے
تو ایک چیز ہی تو تھی نثار کے بدلے

کریں شکایت اغیار کیا مصیبت ہے
غضب ہے یہ کہ ہوئے ہیں یار کے بدلے

یہ انقلاب زمانے کی آج صورت ہے
عزیز زاغ ہوا ہے ہزار کے بدلے

غضب کیا کہ ترے حسن کی ہوئی تعریف
کچھ آج رنگ مرے اشعار کے بدلے

ہمارا قتل جو منظور ہے کہا مانو
لگاؤ ناوکِ مژگان کنار کے بدلے

وہ گھر سے غیر کے نکلے تو چرخ نے جلکر
ہماری خاک اڑائی غبار کے بدلے

ہمارے جذبۂ دل کو بھی ہوگیا دھوکا
عدو کو کھینچکے لایا ہی یار کے بدلے

ہمین یہ بھی غنیمت مگر نصیب کہان
کرین شکایتِ الفت جو پیار کے بدلے

تمہاری عقل پہ پتھر پڑین کیا حسرت
بتون کو چاہتے ہو کردگار کے بدلے

آئی ہے عیادت کو مری ساری خدائی
اک وہ نہین آتے ہین اک موت نہ آئی

پہلے تو مری جان فقط چور تہی دل کی
کیون آنکھ چراتے ہو کیہ جی مین سمائی

بوسہ ترا دشمن نے لیا ہی مرے آگے
کمبخت کو دیتا نہین آنکھون سے دکھائی

کیا بات ہی کیون جھینپتے ہو ذکر عدو پہ
ظالم نے چھپا آج یہ سب پر تو سنائی

بیٹھا ہے مرے سامنے دشمن کی بغل مین
اللہ رے ستمگر ترے پردے کی صفائی

جب دیکھتے ہو مجھکو چھپا لیتے ہو منہ کو
اچھی نہین ایسی بھی مری جان رکھائی

کیا خاک ہو پھر میری محبت کی اور قدر
ابتک کہین ظالم کی طبیعت نہین آئی

آتی ہی نہین ہجر مین اسوقت جہان مین
یہ بات ستمگر کے کبھی جی مین سمائی

کیون قتل پہ تیار ہو انصاف تو کر لو
چپ ہو نہین کیا تم سے ہوا کی ہی برائی

کانون کو پہچان تو آنکھین ہین محروم
آواز مجھے بھی کبھی ظالم نے سنائی

افسوس تو یہ ہے کہ بلا کر اسے دیکھا
لو وقت ہی کہین مرے مہمان نہ آئی

دیکھا جو لب بام کسی شوخ کا جلوہ
بجلی سی چمکتی ہوئی مجھکو نظر آئی

آتا ہی نظر تو ہی ہیں جس سمت کو دیکھوں
صورت تری ایسی مری آنکھوں میں سمائی

سوچو تو ذرا دل میں یہی قول دیا تھا
دل لیکے مری جان جو کرتے ہو برائی

حسرتؔ یہ فقط اپنے مقدر کی ہے خوبی
راحت جو کبھی ہمنے محبت میں نہ پائی

کرتے ہیں اور کبھی وصل کے سامان کبھی کبھی
دل لیکے یوں ہیں مٹاتے ہیں ارمان کبھی کبھی

لاتا ہے رنگ خون شہیدان کبھی کبھی
ہوتے ہیں بعد قتل پشیمان کبھی کبھی

حسرتؔ بتوں کے ہم بھی ہیں خواہان کبھی کبھی
آتے ہیں مفلسی میں ہی ارمان کبھی کبھی

آتا ہے یاد وصل کے میرے سوال پر
کہنا کسی کا جلد ہی ہان ہان کبھی کبھی

بھولے سے آہی رہتا ہے کوئی کسیکے پاس
ہوتی ہے صبح شام غریبان کبھی کبھی

ہم اس امید پر ہی اوٹھاتے ہیں سب ستم
کرتے ہیں وصل کے بھی وہ پیمان کبھی کبھی

آشفتگی ہے خاطر برہم میں اس لیے
آتی ہے یاد زلف پریشان کبھی کبھی

بس اسی امید پہ ہوتی ہے زندگی
سنتے ہیں اونکے منہ سے جو ہان ہان کبھی کبھی

آتی ہے سامنے پاس کے امید گاہ گاہ
کچھ دل میں گدگداتے ہیں ارمان کبھی کبھی

حسرتؔ کسیکی چاہ نے برباد کردیا
آتے ہیں یاد اگلے وہ سامان کبھی کبھی

لائی یہ بلا دل پہ ملاقات کسیکی
اب یاد ہی رہنے لگی دن رات کسیکی

کیا بات ہے کیا آتے ہی اغیار سے لڑ کر
کیا تجھ سے کہیں [illegible] ہی نہیں ہم
مہمان کی خاطر یہ کر [illegible] خوش کیا
اک غیرتِ خورشید ہو جیسا وہ بغل میں
دل [illegible] ساں نامہ کے ہمراہ
کچھ فکر ہو دنیا کی نہ کچھ دین کا کھٹکا
[illegible] آج کسی کے

[illegible] کسی کی
[illegible] کسی کی
[illegible] کسی کی
[illegible] کسی کی
[illegible]
[illegible] کسی کی
[illegible] کسی کی

[illegible]
کیا بات ہے کیا بات ہے کیا بات کسی کی

[illegible]
دو [illegible] نظر چرا تے ہیں
دل کا آنا [illegible] کا آنا ہے
دل چرا کر وہ جیسے کہتے ہیں
[illegible]
[illegible]
[illegible]
وہ [illegible] ہیں

[illegible]

بات سیدھی تو ہو نظر ترچھی — کچھ نہ زاہد کو خفا بھی ہے

دل چرانے ہو تو چھپاتے ہو — ایسی چوری کا کچھ پتا بھی ہے

مفت بدنام کیوں ہوئی حسرت
کچھ نہیں اوس سے مدعا بھی ہے

دل کی کس دھوم سے حسرت نکلی — سر پٹکتی شب فرقت نکلی

اون سے ملنے کی جو صورت نکلی — مفت قابو سے طبیعت نکلی

ہو گئے حشر کے آثار عیاں — آپکی چال قیامت نکلی

قتل کے بعد مجھے روتے ہیں — آخری وقت محبت نکلی

خلد ہی ہم نے تو دیکھا واعظ — ایک ہی ایسی تو صورت نکلی

لوگ کہتے ہیں جسے روز قیام — وہ تو میری شب فرقت نکلی

بیوفائی کی شکایت کیسی — یہ تو اک آپکی عادت نکلی

مجھسے وہ اچھا پر بگڑے — شکر کرتے ہیں شکایت نکلی

جب گلے اوس نے لگایا مجھکو — دل سے بیساختہ حسرت نکلی

ہم محبت کو برا سمجھے تھے — زندگی کی یہی دولت نکلی

ہم کریں ضبط کہاں تک حسرت
اب تو قابو سے طبیعت نکلی

گر شب ہجر کی سحر آئی — تو قیامت رقیب پر آئی

گو جہان مین چھپین الگ ہو ن ہین
پر طبیعت [illegible] آئی

کوئی شکوہ نہ تھا تو کیون بگڑے
بات دل کی زبان پہ آئی

عشق کو ہم تو کھیل سمجھے تھے
یہ مصیبت تو جان پہ آئی

غیر کے غم مین وہ پریشان ہو
یہ بلا بھی ہمارے سر آئی

لے وہ دشمن کے ساتھ جاتی ہین
شرم کچھ آپ کو بے اثر آئی

غصہ آنے سے بڑھ گیا جوبن
اور رنگت تری نکھر آئی

مجھ پہ پھر کیون جفائین ہوتی ہین
جب طبیعت رقیب پہ آئی

منہ چھپایا ہے چھین کر دل کو
اونکی صورت نہ پھر نظر آئی

آہ کر دی غضب ہوئی حسرت
چوٹ جو دل مین تھی ابھر آئی

اسکو نے تیری صورت دیکھ لی
بس حیا اے بے مروت دیکھ لی

اک ذرا سی بات پر برہم ہوئے
آپ کی ہم نے محبت دیکھ لی

سر کو ٹکرایا تو کیا حاصل ہوا
شیخ صاحب کی عبادت دیکھ لی

ذکر پر حورون کے وہ کہنے لگے
آپ کی بھی شیخ نیت دیکھ لی

کیا بتائین دل پہ کیسی بن گئی
جب کسی کافر کی صورت دیکھ لی

جب عدو کے ساتھ وہ جانے لگے
ہم نے آنکھون سے قیامت دیکھ لی

اور پر وہ جان اب دینے لگا
آپ نے دشمن کی الفت دیکھ لی

حضرت دل آپ اتنے خوش ہوئے | بیوفا سے کر کے الفت دیکھ لی
بدگمان کو اوس گھڑی آیا یقین | آنکھ سے جب میری حسرت دیکھ لی
کر دیا رخصت نگاہ شوق نے | ہمنے پردے مین ہی صورت دیکھ لی
نقد دل دیتے ہین ہمکو مفت مین | اب ہماری تمنے ہمت دیکھ لی
اک قیامت آ گئی دربان پر | جب مری کافر نے صورت دیکھ لی

آج اس پر تھے توکل اوسپر فدا
سچ ہے حسرت کی طبیعت دیکھ لی

شمع بجھتی ہے تو کچھ دیر دہوان رہتا ہے | مٹنے والونکا اسی طرح نشان رہتا ہے
لب پہ ہر وقت یہان شور و فغان رہتا ہے | صبر کس چیز کو کہتے ہین کہان رہتا ہے
ہمنے مانا کہ تمنا کا نکلنا ہے محال | مٹتے مٹتے بھی مگر دل مین نشان رہتا ہے
خود بین چپ ہین کہ یون بگڑی ہے حالت میری | اب فقط نام ترا ورد زبان رہتا ہے
کون کہتا ہے ترا چاہنے والا مجھکو | بھید یہ وہ ہے کہ کھل کر بھی نہان رہتا ہے
زخم تلوار کا بھر جاتا ہے لیکن پیارے | دل مین انسان کی باتونکا نشان رہتا ہے
دیکھ لیتا ہے جو وہ دور سے گاہے تیکھی چتون | ہو چکین کا ہمیکو پھر بھی گمان رہتا ہے
تم کہتے ہو چشم کا انداز لیجو ہمسے | یہ وہ فتنہ ہے جو آنکھونسے نہان رہتا ہے
کوچۂ زلف مین ہی دل کا پتا کچھ نہ ملا | نہین معلوم کہ کمبخت کہان رہتا ہے
یان شب ہجر کو رہتے ہوئی مدت گذری | اتنے دن تک کوئی مہمان کہان رہتا ہے

ڈھونڈھتے ہیں جسکو ہم ہر سو نا ہم کہو سنکر [illegible]
وہ یہ کہتے ہیں کہ کمبخت کہاں رہتا ہے

دلبری کی طرز ہی کچھ بندہ پرور اور ہے
جسکو دل ہمنے دیا ہے وہ ستمگر اور ہے

فرق ظاہر ہے مگر چشمِ بصیرت چاہیے
ماہِ کامل اور ہے روئے منور اور ہے

فرق ہے دونوں میں گو ملتی ہوئی انداز ہیں
صبحِ ہجران اور ہے صبحِ محشر اور ہے

دل کا آنا اک بلائے جان آخر ہو گیا
کچھ ہمارا آجکل تو حال ابتر اور ہے

چھیڑتا میں تو نہیں ہوں کیوں خفا ہو جاتے ہو تم
کچھ تمہارے دل ہی میں اے بندہ پرور اور ہے

چلتے ہو رک رک کے کیوں تیری روانی کیا ہوئی
مجھمیں دم باقی ہے اے تیغ و خنجر اور ہے

ہمنے مانا غیر سے قولِ وفا ہوتے رہیں
جو عنایت خاص ہے اونکی وہ مجھپر اور ہے

داستانِ حرفِ مطلب آج سن تو لیجیے
سارے قصوں سے مزا کچھ اسمیں بڑھکر اور ہے

وصل دشمن کو میسر اور ہمیں فرقت نصیب
میری قسمت اور ہے اوسکا مقدر اور ہے

دل اگر تمکو نہ دوں پھر یہ بتاؤ کیا کروں
کون تم سا اب جہاں میں ماہ پیکر اور ہے

عشق میں اس گھر کی سب کچھ خانہ ویرانی ہوئی
اک تصور آپ ہی کا دل کے اندر اور ہے

ایک مدت سے رہا کرتا تھا گو حال خراب
حسرتِ وحشی مگر کچھ آج مضطر اور ہے

کرتا ہے تنگ اب دلِ پر مدعا مجھے
اے یاس ہائے بھول گئی تو بھی کیا مجھے

ہر دم جو دھیان ہے نگہِ قہر کا مجھے
کچھ آ گیا ہے درد میں شاید مزا مجھے

دو کافرون نے لوٹ لیا دل غضب ہوا — اک معرکہ پڑا ہی یہ ایکے سبب مجھے

دیکھا صنمکدہ مین یہ تقدیر دیکھنا — اب تک وہ جانتے تھے بڑا پارسا مجھے

پیڑ ہے پھنسا ہی کاکل پیچان مین دل مرا — ایکے کسی طرح سی بچالے خدا مجھے

وہ کہدرہے ہین حشر مین ہین تیرے ساتھہ ہون — ملتا نہین ہی تجھسا کوئی دوسرا مجھے

بنتی نہین ہی شکوۂ جفا ہی کے بغیر — جب سے نہین ہی ہی امید وفا مجھے

جسکی نگاہِ ناز نے دل چاک کر دیا — وہ ہی تو آج دور سے دیکھا کیا مجھے

دلبر نہین جو پاس یہ قاتل تو پاس ہے — اپنے ہی دل سے آج پڑا سامنا مجھے

وہ غیر کی بغل مین ہون اور مین ہون بیقرار — کچھ ابتو زندگی کا نہین ہے مزا مجھے

یہ چاہتے ہو تمکو نہ چاہون تو یون سہی — اپنا سا پھر بتاؤ کوئی دوسرا مجھے

جب یہ نکل گیا تو کٹیگی نہ زندگی — لیجائے اپنے ساتھہ مرا مدعا مجھے

یان جان سینے تک ہے ابھی اوسان ہی نہین — رکھا نہ تمنے ہای کسی کام کا مجھے

تیری نگاہِ ناز کا پامال ہوگیا — وہ دل کہ ہائے جسپہ بہت ناز تھا مجھے

قاصد سے کہہ رہا ہون کہ اتنا تو تو بتا — کرتا ہی یاد بھی وہ کبھی بے وفا مجھے

حسرت خدا کی شان ہی اونکو ہوا اجتناب
شاید کہین لگی ہے مری بد دعا مجھے

منظور ہی ہم ہوا نہین ہم جان سے گئے — بات تو کچھ بھی نہ تھی جسکا برا مان گئے

ملے مجھسے کہ شکوہ ہی تو کہان — دیکھکر دور سے اونکو مرے اوسان گئے

چھپایا اس ادا سے کہ بغل مین

کوئی تو انکے نکلنے کی نکلتی صورت
[illegible] کے دل میں [illegible] ارمان [illegible] گئے

دل چرا کر وہ گئے پر یہ تماشا دیکھو
ساتھ دل کے ہی چوری سے مکر ان گئے

مدعی دشمنِ جان اور بلائے دل ہو
لیجئے آج تو ہم آپکو پہچان گئے

غیب سے تم ہو خفا غیر خفا ہو تم سے
بیچ میں بیٹھے بٹھائے مجھے پشیمان گئے

خواہشِ وصلِ عدو شکل ملا دیتی ہے
آج تو آپکے دل میں بھی ارمان گئے

لوٹ منظور ہے تو راہ میں کعبہ کی چلو
کر ادھر کو ہیں جہاں آج مسلمان گئے

ہو حسینوں میں وہ مجھکو پکارے ہیں کیا خوب
جان پہچان ہی تھی [illegible] گئے

آشنا دیر میں ہوتے ہیں محبت والے
اسکو ہم جان گئے آپ بھی آج جان گئے

آپ اور محفلِ زہاد سے تنگ آ جائیں
آپکے ساتھ تو کتنوں ہی کے ایمان گئے

کیا زمانے کی ہوا جانے ہوا بدلی ہے
آج وہ غیر کی محفل سے پشیمان گئے

[illegible]
آج تو ایسی ترکیب کو ہم مان گئے

کوئی نہیں ہے دل کا خریدار دیکھئے
اب شکر کا بھی سرد ہی بازار دیکھئے

دیتے ہیں اشتہار ہم اسکی فروخت کا
ہوتے ہیں جمع دل کے خریدار دیکھئے

ہر بار دل میں آئے گا ارمان اک نیا
سو بار ڈھونڈ کو پھیرے سو بار دیکھئے

پیتے ہیں جامِ حرص سے دنیا کی بزم میں
اس میکدہ میں کون ہے ہشیار دیکھئے

یہ صاف کہہ رہی ہے کسی کی نگاہِ ناز
یوں دل کو چھین لیتے ہیں ہشیار سے مجھے

جلوہ کسی کا بام پر آئے نہ جب نظر
حسرت سے پھر کے جانب دیوار دیکھئے

ڈھیلے ہیں میری آنکھ کے اس کام کر لئے
اب بند کر کے روزن دیوار دیکھئے

پردہ اٹھا کے آنکھ ملاؤ تو حشر ہو
اپنی نگاہ ناز کے کچھ وار دیکھئے

دشمن کو دیکھ دیکھ کے آنکھیں جھکائیے
اور مجھکو آپ دیکھ کے تلوار دیکھئے

ہمکو بھی دیکھنا ہے کہ تقدیر کیا دکھائے
پھرتی ہے جیسے اب نگہ یار دیکھئے

کیا علاج کسکی دوا ہوش ہی نہیں
قابو ہی سے چلے مری غمخوار دیکھئے

لاکھوں ہی گھر تباہ ہوئے اسکے ہاتھ سے
دل کو ہوا ہے عشق کا آزار دیکھئے

رکھا ہوا ہے آپ کے پہلو میں آئنہ
اک اور ہی ہے آپ سا طرار دیکھئے

بجلی ہی ڈالنی ہے جو حسرت کی جان پر
سو بار منہ چھپائیے سو بار دیکھئے

... د برباد سہیلی

دین رنج میری طرح سے اغیار نے کیا تجھے بھی
کیا ہوش ... اقرنہ ...

آگاہ ہوا وقت وہ مری محبت کے مزے سے
اللہ کرے عشق کا بیمار تجھے بھی

... بیمار سے ... شہ ...
مل جائیں اگر تجھ سے ہی دوچار تجھے بھی

... ہم ... نسوانسے گر آنکھ ملائی
آزار ہوا ہے نرگس بیمار تجھے بھی

کہتے ہیں یہ اب مجھ سے ہوئی وحشت و جنون
کچھ دل میں سمجھتے تو ہیں دوچار تجھے بھی

ہو لطف جو دشمن سے کسی روز کہے وہ
بدنام کرونگا سر بازار تجھے بھی

چھپا کے کھل جائے مرا حال تجھے ناصح نادان
ہو جائے اگر عشق کا آزار تجھے بھی

اس واسطے کہ دل میں نہ ہوئی خاک بھی تاثیر
اب دیکھ لیا اے نگہ یار تجھے بھی

ناصح یہ ہوئی ہمسے نہایت ہی خطا [illegible]
[illegible] تجہے بہی

کچھ ذکر نہ کر کوثر و تسنیم کا زاہد
لائین نہ لگا راہ پہ مے خوار تجہے بہی

دنیا مین ہین ایک تہا بس نہیں اسہارا
اب چہوڑ دیا ہمنے دل آزار تجہے بہی

دل غیر کو دیتا ہے مجہے صاف کہلا یہ
آتی ہے مگر لذت آزار تجہے بہی

گو حسن کی ہے گرمی بازار جہان مین
سمجہا تو ملیگا نہ خریدار تجہے بہی

میرا ہی سا ہو حال ترا ناصح ناداں
الجہائے اگر دل کا طلبگار تجہے بہی

تسکین [illegible]
اب یاد کیا کرتے ہین [illegible] تجہے بہی

[illegible] لیجئے
[illegible] لیجئے

[illegible] عشق کا اقرار لیجئے
پہر امتحان کو ہاتہ مین تلوار لیجئے

[illegible] کچھ خطا ہوئی دل بیتاب سے ہوئی
حاضر ہو [illegible] گنہگار لیجئے

[illegible] سنا ہے آپکو ہے جان کی طلب
ہم جان سے بہی ہوگئے بیزار لیجئے

[illegible] سبب سے ہوگیا شہرہ جہان مین
اب آپکے بہت ہین خریدار لیجئے

[illegible] سوا کچھ اور نہ تاب پاس ہی نہین
ہم دل کو نذر کرتے ہین سرکار لیجئے

کچھ طالبان شوق شہادت پہ رحم ہو
[illegible] ہاتہ مین تلوار لیجئے

افسردہ دل ہوئے تو خلش ہی نہین رہی
چہبتی نہین ہے اب نگہ یار لیجئے

مایوس ہوکے بیٹھ رہا اضطراب سے
قابو مین آگیا دل بیمار لیجئے

اوس چشم نرگسی کو جو دیکھا ہی دور سے
مرتی ہو آج نرگس بیمار لیجیے

تنگ آگیا اخیر کو صیاد شور سے
ہوتے ہین ذبح مرغ گرفتار لیجیے

چھینیں ہمکو کوی بتان مین ہی لے گئے
کوئی ملا نہ دل کا خریدار لیجیے

پہلے نہ کیجیے میری محبت کا فیصلہ
اس باب مین رقیب کے اظہار لیجیے

حسرت سے دیکھتی تھی مگر اب یہ حال ہے
ہوتی ہی بات بات پہ تکرار لیجیے

جسوقت کہ آتی ہے اسے یاد کسیکی
سنتا ہی نہین یہ دل ناشاد کسیکی

کیا تجھکو لگی ہے دل ناشاد کسیکی
اسوقت ہمین آئی ہی کیون یاد کسیکی

کرنا نہ شکایت دل ناشاد کسیکی
اب ہمکو پسند آئی ہی بیداد کسیکی

جس طور سے بن بن کے بگڑتے ہین مرے کام
امید ہی ایسی نہو برباد کسیکی

کس سوچ مین بیٹھے ہو تعجب تمہین کیا ہی
کیا عرش پہ جاتی نہین فریاد کسیکی

ای موت یہ کیسا کہ وہ مری قبر پہ روئین
افسوس جوانی ہوئی برباد کسیکی

وہ ناز سے ٹھکرا کے مری قبر کو بولے
یون خاک کیا کرتے ہین برباد کسیکی

جلوہ جو لب بام پہ دیکھا ہے کسی کا
گھٹنے لگی اب حلق مین فریاد کسیکی

جی مین ہی کہ موقوف رکھین حشر پہ اسکو
سنتے ہی نہین آپ تو فریاد کسیکی

آیا ہی بہت داور محشر کو ترحم
اب حشر مین ملتی ہی نہین داد کسیکی

ارمان نکلجائے نگاہون کا کسی کی
لے آج دکھا حسن خداداد کسیکی

رضوان سے سوا جبکہ ہون دربان کسی کے
لازم ہے کہ اسکا بھی رکھو دل مین تصور
آتے نہیں اِس سمت کسی طور دکھن سے
کیون ہونگی جنت شدّاد کسیکی
سُن لیجیۓ کوئی حشر مین فریاد کسیکی
یہ عرض تو سنتے نہیں استاد کسیکی

کیا بات ہے کیون [illegible]
اسوقت تمہین آئی ہے کیا یاد کسیکی

اور [illegible] سے دل کو ہم اپنے لگا لینگے
وہ کہین تو کیسے آپکو آتی نہیں ہے نیند
بیٹھے ہو تو آپ یہ کہتے اوٹھاتے ہین
جیتے ہوئے ہین آج وہ وصل رقیب سے
ہر قیس و کوہکن کی کہانی سنی ہوئی
ہر بار تم کہا کیۓ خاموش ہم رہے
توبہ ہے اب وہ مرکو کبھی بھی جو رخ کرین
حسرت بہت ہے آپکو وحشت بڑی ہوئی
[illegible] پا سینگے
ہم اپنے دل کی آج کہانی سنا ئینگے
اوٹھینگے بزم سے تو قیامت اوٹھا ئینگے
آنکھین ملا ئینگے نہ کبھی سر اوٹھا ئینگے
اپنا تمہارا اب کوئی قصہ بنا ئینگے
اب کہہ گئے ایک تو لاکھون سنا ئینگے
مر جا ئینگے مگر نہ کہین دل لگا ئینگے
سودا یہی رہا تو بریلی کو جا ئینگے

حسرت ہمارے ساتھ ابھی دیکھتے رہو
بیٹھے رہے تو تمکو تماشا دکھا ئینگے

ہزار بار تو دیکھا ہے آزما کے مجھے
غریب و بیکس و مجبور ہون یہ سن رکھو
[illegible]
حصول تمکو بھی ہوگا نہ کچھ ستا کے مجھے

عدو کو پاس بٹھایا تو مجھ سے کیا مطلب ۔ ذلیل و خوار کیا آپنے بلا کے مجھے
وہ بولے شرم تمھین حشر مین نہ آئیگی ۔ کرو گے پیش یون ہی سامنے خدا کے مجھے
کہین رقیب ہی آ ہی گیا خبر سنکر ۔ وہ بغلین جھانکتے ہین آج تو بلا کے مجھے
انھین یہ ضد ہے کہ دیکھین تو آتی ہے کیونکر ۔ لو اٹھوا لیے پڑی اپنی ہی قضا کے مجھے
امید ہے یہی یاران بادہ پیما سے ۔ کرینگے یاد کبھی کچھ تو پھر پلا کے مجھے
کسی کے مار ہی رکھنے کی یہ ادائین ہین ۔ وہ منھ چڑانے لگے گالیان سنا کے مجھے

کہون مین کس سے کہ کیا دلپہ بنگئی حسرت
ہوئے وہ گھر کو جو رخصت گلے لگا کے مجھے

دل کے آنیکی قیامت دیکھی ۔ آپ نے میری طبیعت دیکھی
دو قدم وہ جو چلے ہین اٹھکر ۔ آج آنکھون سے قیامت دیکھی
ناسخ دعوی یکتائی ہے ۔ تیری تصویر کی صورت دیکھی
اوسکے جلوے نے کیا یہ بیخود ۔ پھر نہ اوس نے مری صورت دیکھی
واقعی کرب و بلا یاد ہوئی ۔ حضرت دل کی شہادت دیکھی
حور کے ذکر پہ وہ کہنے لگے ۔ جائیے آپکی نیت دیکھی
جسکو چاہا وہی دشمن نکلا ۔ ہمنے الفت مین عداوت دیکھی
شکوہ ہجر پہ وہ کہنے لگے ۔ دیکھی بس آپکی چاہت دیکھی
غیر باتون ہی مین بہلاتے ہین ۔ تمنے آئی ہی طبیعت دیکھی

گالیاں مفت سناتے ہو ہمیشہ
آپکی ہمنے شرافت دیکھی

دل کو پہلو مین چھپا رکھا ہو
اونکی کچھ اور ہی نیت دیکھی

کیا تماشا ہو جو وہ مجھسے کہین
میری صورت مری سیرت دیکھی

دل کے لینے ہی کو گاہک ٹھہرے
آپکی طرز محبت دیکھی

دل چرالین وہ ادائین یہ ہین
تیری نظرون مین شرارت دیکھی

لاکھ پردہ ہو کہین چھپتی ہے
دیکھنے والے نے صورت دیکھی

جس سے غش کھا کے گرے تھے موسیٰ
ہمنے پردے مین وہ صورت دیکھی

محفل عیش جہان رہتی تھی
خاک اوس گوشہ مین تربت دیکھی

دوست کوئی نہ رہا جیتے جینا
شمع ہی ایک سر تربت دیکھی

اوسنے والستہ لگایا ٹھوکر
دوستی جب مری تربت دیکھی

فاتحہ پڑھکے وہ فرماتے ہین
آج ہستی تری غفلت دیکھی

غیر کو چاہین تمہین انکو کون
دل لگانے کی حقیقت دیکھی

تیری شوخی مین یہ آنکھ حجاب
تیری آنکھون مین شرارت دیکھی

پہلوئے غیر مین جا کر بیٹھے
بیٹھتے ہی کی مروت دیکھی

دشمنی کیا جو تعلق ہی نہین
دوستی مین بھی عداوت دیکھی

پوچھتے کیا ہو کہان دیکھا ہے
دل نے آئینہ مین صورت دیکھی

حور پر جان تو یون دیتے ہین
یہی خلقت تری صورت دیکھی

کوئی بھی جینے کے آثار نہین
اور بھی فکر خود آزاری ہے

بندہ پرور مری حالت دیکھی
اوسنے آئی جو طبیعت دیکھی

جب یہ آئی تو نہین ٹلتی ہے
تمنے حسرت کی طبیعت دیکھی

سخت یہ عشق کی بیماری ہے
پہلے مرنیکی تیاری ہے

آپکو شغلِ دل آزاری ہے
ہمکو دل دینے کی بیماری ہے

دل کہین دینے کی تیاری ہے
یہ نئی طرحکی بیماری ہے

پنڈلیون پر جو چڑہائے ہیں گل
کیا کہین جانیکی تیاری ہے

اسقدر آپکے پڑا ہجر کا بوجھ
جان سی چیز بھی اب بھاری ہے

جان دیتے ہوئے مین ڈرتا ہون
یہی اک مال تو سرکاری ہے

خنجر و تیغ سے کیا لگنے ڈرون
دیکھی بھالی ہوئی ترکاری ہے

جان و دل ایک ہی بوسہ پہ لیے
آپکی فیس بہت بھاری ہے

عرض مطلب پہ ملا ہمکو جواب
آپکو بکنے کی بیماری ہے

روزِ محشر بھی سفارش کردی
یہ رقیبونکی طرفداری ہے

نیچی ہی نظرون سے لوٹا دل کو
خوب یہ آپکی عیاری ہے

کیجیے آپ مرے دل پہ ثبوت
یہ گنہگار تو انکاری ہے

گالیان بھی جو سنائین ہمکو
یہ بھی اک آپکی سرداری ہے

بن سنور کر جو چڑھے ہو کوٹھے پر — کس کے لیے اب قتل کی تیاری ہے
تم ہو اور غیر کا ارمانِ وصال — ہم ہیں اور رات کی بیداری ہے
وہ عیادت کو جو آئے تو کہا — کہیے کب مرنے کی تیاری ہے
دل و جان بوسہ سمجھ کر لے مانگا — ایسی قیمت ہمیں کیا بھاری ہے
دیکھکر دل کو ہمارے بولے — بند اس شے کی خریداری ہے
لیجیے دل تو کہا شرما کر — ایک شے لینے کی تیاری ہے
جو ملا اوسکو سنائی دشنام — واہ اچھی یہ ملنساری ہے
مٹ گئے حسرت و ارمان ہمارے — اب تو چلنے ہی کی تیاری ہے
دیکھلے اس شوخ کی ٹھوکر کھا کر — جو کوئی حشر کا انکاری ہے

اون سے ظاہر کا ہی ملنا حسرت
وضعداری سے یہ ناچاری ہے

یہی حالت رہی گر آسماں کی — بدل جائیگی صورت پھر جہاں کی
یہی حالت ہے گر سوزِ نہاں کی — تسلی ہو چکی آشفتگاں کی
چلے دل سے یہ کہنے اب فغاں کی — ہوئی ہے شکل نیلی آسماں کی
تری کوچہ میں لایا کھینچکر شوق — بگڑ کر بن گئی تاب و تواں کی
تمھارے پاس بیٹھیں اور خاموش — نئی صورت نکالی امتحاں کی
ذرا سی پی اگر واعظ نے آ کر — تو لائیگا خبر سیر آسماں کی

ہوا ہی مجھ سے بھی کچھ حال بد تر
کوئی صورت تو دیکھے رازدان کی
ہوا خاموش وہ سائل سمجھکر
بہت کی ہی خوشامد پاسبان کی
ہوئی جب جان سے بیزار عاشق
نکالی خوب تمنے امتحان کی
کسی کی جب نکلجاتی ہی حسرت
بدلجاتی ہی رنگت آسمان کی

نہین کہلتا کسیکو حال حسرت
خدا جانے کہ مٹی ہے کہان کی

ضد سے ہے انکو وصل کا انکار اور بھی
لو بڑہ چلی ہے بات مین تکرار اور بھی
وہ اوٹھے بزم مین مری تعظیم کے لئے
بگڑے ہین آج تو مرے اغیار اور بھی
فرماتے ہین یہ مجھ سے کہ اک آپ ہی نہین
مرتے مری ادا پہ ہین دو چار اور بھی
سو بار میرے حلق پہ خنجر روان کرو
نکلے گی پھر صدا یہی سو بار اور بھی
سمجھو نہ حشر مین دل بیتاب کو گواہ
لاؤنگا ڈہونڈ ڈہانڈ کے دو چار اور بھی
آنکھین جھکائے لیتے ہو کیون میرے قتل پر
کیا قتل کر کے آئے ہو دو چار اور بھی
تقدیر ہی مری کہ ہوا مین ہی کامیاب
خواہان ہین تیرے وصل کے دو چار اور بھی
گو دے رہے ہو پر ابھی بس مین نہین یہ جی
دشنام دیجئے مجھے دو چار اور بھی
وہ وقت خاص تم سے جو ملکے گالیان
اور مین کہون کہ ہان مری سرکار اور بھی
آنکھین دکھائین تمنے اگر باغ مین ذرا
بیمار ہو گئی نرگس بیمار اور بھی
وعدہ تمہارے تک کے آنے کا اور ہونا گئی
مرنا ہوا ہی آج تو دشوار اور بھی

بوسہ لیا تو خوبی تقدیر دیکھیے
کملا گئے وہ پھول سے رخسار اور بھی

بسمل تڑپ رہا ہے تمہارا شہید ناز
ہان ہان لگا دو ایک تو تلوار اور بھی

نیچی نگاہ کا مجھے بسمل نہ چھوڑ تو
قاتل خدا کیواسطے اک وار اور بھی

اس موسم بہار مین للہ ساقیا
ساغر پلا دے آج تو دو چار اور بھی

میری وفا کو دیکھہ کے دشمن یہ کہتے ہین
ایسے ہی اب تو ہمسکو ہین درکار اور بھی

یہ بات تو نہین ہے کہ مشتری ہین لیکن
اس جنس کے بہا نہین ہین بازار اور بھی

دل بیچنا ہی ٹھہرا تو کیا قیس بیچ کی
ملجائینگے جہان مین خریدار اور بھی

وہ ایک ہی نہین ہے کہ جسپر مٹے ہین آپ
حسرت بہت ہین برج مین طرار اور بھی

زور چلتا نہین گر اپنے [illegible] تے
گالیان ہی مجھے دو چار سناتے جاتے

ہوگئے سختی غم سے جگر و دل تیر
رک گئی سانس مرے سینہ مین آتے جاتے

تم ہی وہ شخص ہو کچھ نام و نشان جاتا ہو
ہمنے دیکھا ہے کسیکو نہین آتے جاتے

یہ تو واقف نہین کیا شکل ہو انداز ہو کیا
دور سے ہمنے تو دیکھا اوسے آتے جاتے

نیم بسمل جو رہے اور بھی اک وار کیا
کردیا خاتمہ جلاد نے جاتے جاتے

دل کے ویرانے کو گلشن نہ بنایا تمنے
عمر گذری اسی گھر مین تمہین آتے جاتے

کیا سمجھے کہ واقف نہین اغیار کچھہ
آخر اوس راہ سے ہم بھی تو ہین آتے جاتے

عقل تھوڑی سی جو کچھہ تہی اپنے دل کی
خوف کھاتے ہین ترے کوچہ مین آتے جاتے

خوب ہوتا جو مرے کاتب اعمال سے مجھے | میری گذری ہوئی ہر روز سناتے جاتے
تہذیب دل تجھکو مبارک ہو کہ وہ آجکی رات | رہ گئے محفل اغیار میں جلتے جاتے
انشقوں ہے بھی وہاں پرسش اعمال ہوئی | اور جھگڑا یہ لگا خلد میں جاتے جاتے

محفل عیش میں کرتا جو طلب وہ حسرت
ہم بھی نوحہ دل مرحوم کا گاتے جاتے

آپنے چھیڑ نکالی ہے یہ آتے جاتے | گالیاں مفت سنا دیتے ہو جاتے جاتے
وہ یہ کہتے ہیں کہ ملتا ہی مزا کچھ اونکو | گالیاں ہی مری گر آج وہ کھاتے جاتے
لطف تو جب ہے کہ سر حشر میں چھپتا پھرتا | پیچھے پیچھے مجھے وہ آپ بلاتے جاتے
وا ارہ کیا تھا جو اغیار کا شکوا کرتا | آپ ضد سے نئے دو چار بلاتے جاتے
میرے گھر آئے تھے شب میں تو یہ کرنا تھا | کام بگڑے ہوئے دو چار بناتے جاتے
تمہیں انصاف ہی منظور تو چلتے چلتے | مجھپہ الزام ہی دو چار لگاتے جاتے
غمگساروں کو مرے لطف تو کچھ آجاتا | وہ جنازے پہ مرے آگ جو لگاتے جاتے
مرقد میں مری روح شگفتہ ہوتی | نہ سہی پھول وہ تیوری ہی چڑھاتے جاتے

یہی رہتا ہے تو حسرت سی چھوٹے کب تک
دیکھ لیگا کبھی وہ بھی نہیں آتے جاتے

تیری طرز جفا اوس سے لڑی ہے | فلک سے بحث پہ مجھکو پڑی ہے
تمہاری گفتگو سم سے کڑی ہے | طبیعت غیر سے بیشک لڑی ہے

تری گردن میں موتی کی لڑی ہے
یہ کیا تعقد پہ موتی کی لڑی ہے

سنا کرتے تھے گھر کی خانہ جنگی
حیا سے آنکھ آپس میں لڑی ہے

بہت بگڑے ہوئے ہیں اونکے تیور
نظر کیا جانے کس کس سے لڑی ہے

مرے گھر میں وہ آئے شان اوسکی
بہت دن میں مری قسمت لڑی ہے

تمنا ہے گلے ملکر یہ پوچھوں
کہ یہ چھپا کئی بات لڑی ہے

مری شامت نہیں جو اوسسے پوچھوں
کہ اب کس سے طبیعت جا لڑی ہے

کہوں کیا دل کا آنا ہی بُرا ہے
پڑی آفت او جو آکر پڑی ہے

وہ کہتے ہیں ملو تم غیر سے بھی
یہی تو ایک ضد اونکو پڑی ہے

عدو پر آسمان پر پاسبان پر
ہماری آہ کس کس پر پڑی ہے

نہ پوچھو حال دل کا غیر کے ساتھ
ہنسے جب وہ تو اک بجلی پڑی ہے

کسکا وصل کی شب ہی کہنا
تمہیں تو اپنے مطلب کی پڑی ہے

یہ کہتے ہیں جو اون کا حال پوچھو
تمہیں ایسی ہماری کیا پڑی ہے

چلے ہیں اک نگہ میں چھین کر دل
کہوں کیا آج اونکی بن پڑی ہے

خبر لے اپنی چشم سرمہ سا کی
تجھے ظالم ہماری کیا پڑی ہے

نگہ سے دل چھینا اور مکرنا
یہی تو آپ کو عادت پڑی ہے

کیا کرتے ہو جانبازوں پہ بیداد
بُری یہ آپ کو عادت پڑی ہے

وہ کہتے ہیں سبب اسکا بتاؤ
یہ چوٹی کس لیئے پیچھے پڑی ہے

کہین جاتی نہین اونکی تمنا ہمارے دل مین اوسکی بن پڑی ہے

تفکر مین ہون مین نکلیگی کیونکر گرہ جو آپکے دل مین پڑی ہے

اوسے کیا فکر ہے اوسکی بلا سے مصیبت جو پڑی ہم پر پڑی ہے

وہ بولے دیکھکر چوٹی کو اپنی بلا یہ کیون مرے پیچھے پڑی ہے

نچھوڑے گی نسب عشم زندہ مجھکو کہ پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑی ہے

کسی سے مین سر محشر کہونگا کسی پر آنکھ بھی تیری پڑی ہے

بہت مشہور ہین جسکے فسانے اب اونکی خاک وہ دیکھو پڑی ہے

لیا دل اور بوسہ بھی نہ دوگے تمہاری ہر طرح سے بن پڑی ہے

خبر ملنے لگی ہے محتسب کی کہ اوس سے دختر رز بھڑ پڑی ہے

کہان کا عشق اور کسکی محبت یہان تو جان کی اپنی پڑی ہے

مرے مرنے پہ ٹھہرا وصل دشمن یہی ساعت بری آکر پڑی ہے

لگا جب سے کسی بے مہر سے دل کہین کیا اک مصیبت آپڑی ہے

تمنا کے بنے ہین لاکھ مدفن کڑی سینہ کی تربت کی کڑی ہے

کسیکی زلف کو اے دل سمجھ لے کہ زنجیر جنون کی اک کڑی ہے

کسیکی سخت جانی کیا کریگی تمہاری تیغ تو منہ کی کڑی ہے

نکلتے دم مرا دیکھا ہے اوس نے تری تصویر کیا دل کی کڑی ہے

طلب ہے جان کی بھی ساتھ دل کے یہی تو اک فرمائش کڑی ہے

خبر یہ ہے عدم کے جانے والو — یہی منزل مسافر کو کڑی ہے
نہ پوچھو ہمدمو تم عشق کی راہ — کٹھن ہے سخت مشکل ہر کڑی ہے
پسند آئی ہے جو شاہِ دکن کو — زمین شعر پہ بیشک کڑی ہے
ستارے ہین شبِ مہ مین نمایان — کہ ا تیرے پر ترے افشان چنی ہے
ہمارا لختِ دل اس کام کا ہے — تمہاری گر انگوٹھی سے بے جڑی ہے
کہا تھا غیر نے وہ بے وفا ہین — پسنگر اون ظالم نے جڑی ہے
نظر آتے ہین وہ آزردہ مجھکو — کسی نے کچھ مری چغلی جڑی ہے
او پچکے لے گئے ہین آج بیکش — کہ سر پر ڈول اعضا کے جڑی ہے
شکایت ہجر کی فرصت مین سنتا — کہ شب کم ہے کہانی یہ بڑی ہے
تمہارا ذکر تھا جو آ گئے تم — تمہاری عمر اب بیشک بڑی ہے
سرِ محفل نگاہین لڑ رہی ہین — بڑی ہے غیر کی قسمت بڑی ہے
جو آنا ہے تجھے ظالم تو آ چک — ہماری سانس سینہ مین اڑی ہے

ہماری زرشتہ قسمت نے حسرت
مصیبت عشق کی آ کر پڑی ہے

تصور حبیب سے تیرا ہر گھڑی ہے — جدھر دیکھین وہی صورت کھڑی ہے
شرارا جس سے پیدا ہر گھڑی ہے — ہماری آہ اور دل کی پھلجھڑی ہے
جگر مین دل مین پہلو مین نظر مین — تری تصویر ہر جانب کھڑی ہے

کہان دل بخانہ مین حور دن سے پہلے / کوئی تصویر آنکھون مین گھڑی ہے
ہمیشہ یاد یہ انسان رکھے / کہ سر پر موت کی ساعت کھڑی ہے
کوئی ساتھی نہین ایسا جہان مین / کہ جب دیکھو شبِ فرقت کھڑی ہے
ہمارا وصل جس ساعت پہ ٹھہرا / وہی تو مرگِ دشمن کی گھڑی ہے
وہان آنے کا وعدہ دو گھڑی کا / یہان جینے کی اپنی اک گھڑی ہے
ذرا تو اور بھی ظالم ٹھہر جا / کہ اپنی زندگی کوئی گھڑی ہے
خبر ہر وقت کی دیتا ہے ہمکو / ہمارا دل بھی اک جیبی گھڑی ہے
جسے نادان کہتے ہین قیامت / وہی تو تیرے ملنے کی گھڑی ہے
اسی باعث چلی ہے آج آندھی / شہیدِ ناز کی تربت جھڑی ہے
جسے برسات کہتے ہین جہان مین / مرے اشکِ مسلسل کی جھڑی ہے
ذرا باتون مین ہوتے ہو مکدر / زمینِ دل تمہاری بے جھڑی ہے
چلے ہوتے کشتون مین جا کے اعظم / تمہاری آج ہی بادی جھڑی ہے
خدا جانے کہان شب کو رہا ہے / کہ چہرے کی ترے رونق جھڑی ہے
ہوے کب کشتۂ بیداد کشتہ / تمہاری تیغ پھولون کی چھڑی ہے
فلک کا رنگ کیون نیلگون ہے / کسی کے لب پہ مسی کی دھڑی ہے
پھر ایسی ہو گئی یہ جنس ارزان / کہ سودا عشق کا پیسے دھڑی ہے

[illegible]

کہ تیری زندگی کوئی گھڑی ہے

کسی سے ہوئی آشنائی کسیکی
کریں دل سے کیونکر جدائی کسیکی

کسیکو ادا دل سے بھائی کسیکی
طبیعت کسی پر اب آئی کسیکی

جفا سہتے سہتے نتیجا یہ نکلا
ہمیں کھل گئی بے وفائی کسیکی

نہیں ہای افسوس کچھ یاد اوسکو
کبھی کس سے تھی آشنائی کسیکی

شب وصل غیروں کے ارمان نکلے
کھٹکنے لگی کج ادائی کسیکی

قیامت ہے اپنے نہ ارمان نکلیں
عدو سے ہوئی آشنائی کسیکی

رہا واسطہ کچھ نہ چوری چھپے کا
ہمیں کھل گئی پارسائی کسیکی

ق
یہ مانا کہ مجبور ہو تم بھی حسرت
رلائیگی تمکو جدائی کسیکی

مگر پھر بھی ہشیار ہو دل میں سمجھو
طبیعت جو دشمن پہ آئی کسیکی

تو کیا انکو امید بہبود کی ہے
ہوئی چھین اپنی پرائی کسیکی

یہی حال ہے پھر تو ہم ہی کرینگے
کسی سے لگائی بجھائی کسیکی

[illegible]

نہیں ہم ہوش الم سے یہ حالت اپنی
اپنے بس میں نہ ہوئی کمبخت طبیعت اپنی

آپ صاف یہ کہتے ہیں مصیبت اپنی
اپنے قابو میں نہیں آج طبیعت اپنی

تم سے کس منہ سے کریں آپ شکایت اپنی
سچ تو یہ اپنا مقدر ہے یہ قسمت اپنی

اسکے ہی ہاتھ سے سب طرح کا نقصان ہوا
ہمکو برباد کئے دیتی ہے ہمت اپنی

کر دیا صدمۂ فرقت نے یہانتک لاغر
اپنی پہچان میں آتی نہیں صورت اپنی

اضطرابی اے ... گلرنگ ... / ملتی جلتی تری شوخی سے ہے صورت اپنی
ہم بھی مجنوں ہیں ... بھروسا کسکا / دل ہے اپنا نہ تم اپنے نہ طبیعت اپنی
کیا غرض تھی کہ جو بیداد و جفائیں ایسی / کب کریں آپ پر آئی ہے طبیعت اپنی
اس قدر ہو گئی برباد ہماری مٹی / کہ قیامت کو بھی ملتی نہیں تربت اپنی
گو کہ ظاہر ہے کہ نہ ... بھی جہاں میں ... / جابجا پھر بھی ہوئی جاتی ہے شہرت اپنی

اب بھی باقی ہے یہی دل میں تمنا حسرت
ہای افسوس نہ نکلی کوئی حسرت اپنی

طبیعت اگر اپنے بس میں رہے / چمن کا مزا پھر قفس میں رہے
شب وصل نازک بدن وہ بنے / نہ بسمل سے چھوٹے نہ بس میں رہے
وہی آدمی ہے کہ جسکو یہاں / تری یاد ہر اک نفس میں رہے
بہت سے ہیں جنکی بر آئی ہوس / بہت وہ بھی ہیں جو ہوس میں رہے
نہ گلچیں کا ڈر تھا نہ صیاد کا / بہت چین سے ہم قفس میں رہے
بڑھیگا تمہیں کو شب وصل شوق / ہماری جو ارمان بس میں رہے
یہ سوچو کہ کیا وہ بن جائیگی / کسی کے اگر کوئی بس میں رہے
مرے دل میں ارمان دب کر رہ گئے / جو تیر نظر چبھ کے نس میں رہے
غضب ہے کہ ہو جیتے جی بے سبب / بہت ہمتو بدنام دس میں رہے

سنا بھی ہے لو پارسا بن چلے

وہ حسرت جو بنامِ رسوائی ہے

صورت کسی کی دل میں سمائی ہوئی سی ہے | تصویر یعنی نقش بنائی ہوئی سی ہے
شعلہ رخوں کے عشق کے آثار ہیں عیان | دل میں جو آگ سی وہ لگائی ہوئی سی ہے
ممکن نہیں کہ دور تمنا کی ہو خلش | پیکاں سی تو جگر میں سمائی ہوئی سی ہے
کہتے ہیں سنکے صاف مرے حالِ دل کو وہ | یہ تو کہانی ہم نے بنائی ہوئی سی ہے
دیکھا ہی مجھکو بزم عدو میں تو اسطرح | تیغ نگاہ [illegible] چڑھائی ہوئی سی ہے
تشنہ شراب اوڑائی ہے بزم رقیب میں | یہ [illegible] آگ جو آئی ہوئی سی ہے
کیا طور ہو گیا ہے تری گفتگو کا آج | ہر بات اک لگاؤ چھپائی ہوئی سی ہے
یوں عذر کر رہے ہیں وہ بزم رقیب کا | بگڑی ہوئی سی بات بنائی ہوئی سی ہے
اب دل میں یاس سے یہ تمنا کا حال ہے | مٹتی ہوئی سی شکل بنائی ہوئی سی ہے
کھاتے ہیں آپ وعدۂ فردا پہ کیوں قسم | جو چیز مدتوں ہی کی کھائی ہوئی سی ہے
وہ اور میرے خط سے وہیں اضطراب ہو | قاصد کی یہ تو بات بنائی ہوئی سی ہے
کچھ کان بھر دیے ہیں ترے غیر نے ضرور | تقریر آج سب کی سکھائی ہوئی سی ہے
وہ اور فاتحہ کے لئے آئیں قبر پر | اوڑتی سی یہ خبر اوڑائی ہوئی سی ہے
اب دل سے بیدلوں کو ہوئی جو انکی طلب | یہ بات وہ [illegible] بنائی ہوئی سی ہے
کیا بیکسی کا پوچھتے ہو حال واعظو | مدت کی یہ ہوئی سی پرائی ہوئی سی ہے

کھلتا نہیں کہ حضرتِ حسرت کو کیا ہوا

افسردگی جو جنگل پہ چھائی ہوئی سی ہے

کچھ نہ دن ہی مرے اچھے ہیں نہ قسمت اچھی
نہیں بنتی ہے کسی کام کی صورت اچھی

بام پر گر نظر آئے کوئی صورت اچھی
تو یہ سمجھوں کہ مری آج ہے قسمت اچھی

دیکھتا ہوں جو کوئی دور سے صورت اچھی
کیا بتاؤں تمہیں رہتی نہیں نیت اچھی

حور کے ذکر پہ ظالم نے کہا جھنجھلا کر
واہ واہ آپکی ابتک نہیں نیت اچھی

اون سے کہتا ہوں کہ تم جھوٹ نہ جانو اسکو
لاکھ دو لاکھ میں ہے آپکی صورت اچھی

جو مصیبت سے خدا اوسکو بچا لیتا ہے
ہاں مگر چاہیے انسان کی نیت اچھی

کافری سے ہے کوچۂ دلدار میں جنکی وفات
اونکو کیا خاک نظر آئیگی جنت اچھی

زندگی موت سے بدتر ہو تو جینا کیا ہے
کاش مر جائیں تو ہو جائے طبیعت اچھی

حسرت دل کو جو کہنا تھا کہا محشر میں
ایک گذری مری جانب سے شہادت اچھی

نہ رہی اگلی سی رونق جو متاع دل کی
کوئی محبوب لگاتا نہیں قیمت اچھی

اوٹھتے جوبن کے جو تمہیں ہیں خریدار بہت
آجکل آپکو مل جائیگی قیمت اچھی

آجتک نقش ہے دل پر مرے وہ حسن بشر
بنتی دیکھی تھی کسی کی کہیں صورت اچھی

یہی بخت کبھی آنکھ سے جھپکا دیتی ہے
تنگ ہے ہم سے رقیبوں کی ہے انکو مروت اچھی

[illegible]
[illegible]

مل گئی کوچۂ جانان میں جگہ تھوڑی سی
بن گئی نام خدا اب مری تربت اچھی

اپنی تقدیر کا تم حال نہ پوچھو مجھ سے
بہت اچھی ہے مری جان نہایت اچھی

حور کی صحبتِ ناجنس اک آفت ہوگی
ہم جہنم سے سمجھتے ہیں نہیں جنت اچھی

کام پہ تیرے تصور نے نکالا میرا
دل لگی ہی دونون جہان سے مجھے فرصت اچھی

پیمایا ہے مرے دل مین کسیکا جادو
کہ شبِ وصل سے ہے اب شبِ فرقت اچھی

ان حسینون کا بناؤ تو ہے اچھا لیکن
لاکھ وہ لاکھ حسین ہون تو ایک کی سیرت اچھی

نیند آجائیگی فوراً ابھی سنو تو اسکو
دل کے قصے سے نہین کوئی حکایت اچھی

بنگئے حضرتِ موسیٰ اسی باعث سے کلیم
آگئی کام سرِ طور پہ لکنت اچھی

حشر تک حور کی امید پہ خاموش رہون
آپنے آج سنائی ہے مجھے جنت اچھی

ہم سمجھتے ہین بہت صاحبِ قسمت اسکو
اس زمانے مین ہو جس شخص کی صحبت اچھی

آپکے گرد رہے اور رقیبونکا ہجوم
سچ ہے اچھون کی بھی ہوتی نہین صحبت اچھی

مین تو کہتا نہین تم آپ سمجھلو دل مین
بُری عادت ہے بُری اچھی ہے عادت اچھی

حال کُھلجائے تو دمبھر کا نہین کہتا انسان
اس زمانے مین محبت سے عداوت اچھی

ہے شبِ وصل کہان شرم و حیا کا موقع
ان نگاہون مین تو اسوقت شرارت اچھی

شکوۂ گردشِ افلاک ہے جس سے سنیئے
اپنی دنیا مین کسیکی نہین حالت اچھی

پھنس گئے کوچۂ قاتل مین کسیکے جا کر
حضرتِ دل سے ہوئی آج حماقت اچھی

پاؤن پھیلاکے بہت چین سے سویا آکر
لگ گئی خوابِ عدم مین مجھے راحت اچھی

شامت آئی کہ پہنچے جا کے وہ میخوارون مین
ہوگئی حضرتِ واعظ کی مرمت اچھی

بنگئی وہ ہنسی ایک تماشا احسن
[illegible] اچھی

منہ بنا کر اونہیں دیتا ہون عدو کا پرسا | تھا وہ اسوقت یہ وہمی ہے عیادت اچھی
ہو گئے ہین بتون سے جو ہوا خانہ نشین | پارسائی کی مری ہو گئی شہرت اچھی
غیر کو ساتھ لیے پھول چڑھانے آئے | مل گئی بعد فنا یہ مجھے عزت اچھی

وہی حسرت جسے دعویٰ تھا زبان دانی کا
نہین کمبخت کی کچھ اب تو طبیعت اچھی

تم خفا جب ہوئے ہو گئی قسمت الٹی | اب ہر اک کام مین ہوتی ہے مری مت الٹی
ہمکو دعویٰ تھا کہ دل حشر مین ساتھی ہوگا | لو یہ کمبخت بھی دیتا ہے شہادت الٹی
شکوہ جور پہ ہے غضب نزاکت انکو | لطف دیکھو کہ وہ کرتے ہین شکایت الٹی
انکا جرم ہی کب آپکی تقصیر ہے کب | میری تقدیر بری میری ہے قسمت الٹی
جذبہ دل کی شکایت ہے نہ آئے ہین انھین | مفت کی اور ہوئی مجھکو ندامت الٹی
خوگر جور ہون ایسا کہ ستم سے اونکے | مجھکو تکلیف مین ملجاتی ہے راحت الٹی
عیش کیواسطے دل ہمنے دیا تھا اونکو | عشق مین اور پڑی آ کے مصیبت الٹی
شکوہ اغیار کا کرنا تھا کہ توبہ توبہ | آ گئی مفت مین ناحق مری شامت الٹی
تب کرو اوس بت کافر کو کہا تک توبہ | بدلی جاتی ہے مسلمانون کی نیت الٹی

میکدہ چھوڑ کے کعبہ جو چلے ہو حسرت
آج کچھ مت تو نہین آپکی حضرت الٹی

کر لئے ہین فریاد کیون کیسی ہوئی | دل ہوا ناشاد کیون کیسی ہوئی

ہو گیا دل شاد کیون کیسی ہوئی
بھول تیری یاد کیون کیسی ہوئی

چال چلکر وعدۂ دیدار کی
یہ ہوا ارشاد کیون کیسی ہوئی

وصل کی وہ رات جو گذری کبھی
آپکو ہے یاد کیون کیسی ہوئی

مدتون سے چھوڑ بیٹھے تھے جسے
آگئی پھر یاد کیون کیسی ہوئی

کر دیا پامال اور کہتے ہین آپ
خانمان برباد کیون کیسی ہوئی

مرگِ دشمن پر ہے ہم آکر یون کہین
یہ مبارکباد کیون کیسی ہوئی

وصل کی شب جھگڑون مین کٹ گئی
مفت مین برباد کیون کیسی ہوئی

جب نہ دل ہی ہو تو کیا دل کی امید
زندگی برباد کیون کیسی ہوئی

اب طبیعت خوگرِ جور و جفا
او ستم ایجاد کیون کیسی ہوئی

تجھکو ای فریاد اب بھی یاد ہے
عشق کی افتاد کیون کیسی ہوئی

اوڑ گئے سب طائرانِ نغمہ سنج
آہ اے صیاد کیون کیسی ہوئی

ظلم کا تیرے ہے جو قصہ ہر زبان
یہ کہانی یاد کیون کیسی ہوئی

چاہتا ہے دل سے حسرت یہ داد
یہ غزل استاد کیون کیسی ہوئی

اشعار متفرقات

اپنی آواز تو اے یار سنتے جاؤ
آنکھین [illegible] سنتے جاؤ

نہین پیار دکھاتے ہو تو مشتاقون کو
[illegible] سنتے جاؤ

دل دیا انکو تو یہ شہرہ ہوا اُنکا ہین ہم   قتل کا حکم ہی سرکار سُنا تے جاؤ

دیگر

یہ تو یقین ہے ترا آنا تو ہے محال   سو سو ترے خیال مگر آئے جاتے ہین
اک موت ہو کہ وہ بھی نہین بس مین آپکے   ورنہ ہزارون مجھ پہ ستم ڈھائے جاتے ہین
ہم ہین کہ جان دینے سے انکار ہی نہین   وہ ہین کہ بات بات پہ جھنجلائے جاتے ہین
کیا جانیے وصال مین کیا بات ہو گئی   آنکھین نہین ملاتے وہ شرمائے جاتے ہین

حسرت نہین ہو نام پہ منہ دیکے پھر ترا
لے آج تیرے سر کی قسم کھائے جاتے ہین

دیگر

سوچتے ہین وہ کہ پھر آئین گے کیا   لے کے چپکے سے وہ دل طلب فرمائین کیا
جب ملائک سے کہتے ہین نا گفتہ بات   رند یارب شرم سے مر جائین کیا

دیگر

چھوڑ دین کیون مے پرستی روز محشر دور ہے   ہوش مین پہلے ہی سے ہم ساقیا آجائین کیا

دیگر

غلط ہے ہم تمہارا شکوۂ بیداد کرتے ہین   جو کچھ گذری ہوئی باتین ہین انکو یاد کرتے ہین
یہ عیاری تو دیکھو وہ کسی کا ہی کہہ دینا   کبھی فرصت جو ہوتی ہے تو ہمکو یاد کرتے ہین

دیگر

جو ہوا ہے ترے انداز کا بسمل قاتل
تا قیامت وہ پکارا کیے قاتل قاتل

دیگر

ہمیں تو چھوڑ کر اوس کا ہوا دل
[illegible] سے بے وفا دل
کبھی بیٹھیں نہ کچھ رستہ [illegible]
[illegible] دل

دیگر

درد کو بھی ہمیں تب ضبط ہوتا
جو ہمارے دل کی بے تابی سے

دیگر

محو دیدار کرو یا اس نے
[illegible] سے

دیگر

اسد کی چشم ان کہ آنکھیں [illegible]
[illegible]

دیگر

پوچھتے ہیں ترے عاشق سے جو کچھ کھانے کو
[illegible]

سلام

حیدر وہ شافع محشر ہوا جب ہوا
[illegible] جب ہوا
کہتے تھے شبیر بھی اک روز تسلیم سے
[illegible] جب ہوا
امت عاصی تو بخشی جائے گی شبیر سے
[illegible] جب ہوا
حشر کے دن کیا ہوگا امت عاصی کا تھا
[illegible] جب ہوا

سر پہ خنجر رہ ہوگا قیامت میں کہا شبیر نے
حلق پر میرے رواں خنجر ہوا اچھا ہوا

ماتم شبیر میں رو کر خزانہ لگیا
اشک کا قطرہ ہر اک گوہر ہوا اچھا ہوا

آنکھ سے جو اشک نکلا ماتم شبیر میں
رشک ابر نیساں گوہر ہوا اچھا ہوا

کیوں نہوں افسردگی یاد محشر آگیا
مضطرب میرا دل پر شعلہ ہوا اچھا ہوا

قبر میں شاہ و گدا کا سب تفاخر مٹ گیا
خاک میں ہر ایک کا بستر ہوا اچھا ہوا

کیا قیامت ہے کہ فوج اشقیا میں شور ہی
آج ابن فاطمہ بے سر ہوا اچھا ہوا

ہو سکا جس سے نہ سائل کا کبھی رد سوال
تشنہ میں وہ ساقی کوثر ہوا اچھا ہوا

اس مکان کے واسطے شایاں تھا ایسا ہی مکین
تو جب پیاسا لب کے اندر ہوا اچھا ہوا

آسمان سے کچھ زمین کی سرفرازی بڑھ گئی
جب سپرد خاک سید سرور ہوا اچھا ہوا

بات تو جب تھی کہ کٹتے ماتم شبیر میں
آج ٹکڑے کٹ کے یہ بے در ہوا اچھا ہوا

اللہ اللہ کوئی دیکھے خاکساری کا عروج
بیشتر خاکی ہی پیمبر ہوا اچھا ہوا

اشقیا کہتے تھے اب تو مار لو شبیر کو
کشتۂ خنجر علی اکبر ہوا اچھا ہوا

ڈوب جاتا غم کے دریا میں امت کا جہاز
ناخدا اب سبط پیغمبر ہوا اچھا ہوا

مغفرت کا حشر میں حسرت بہانہ ملگیا
تو مدیح آل پیغمبر ہوا اچھا ہوا

مصنفہ	قطعات	سنہ ۱۸۹۳ع

طبیعت میں انقلاب ہوا
شعر کا لطف کھو دیا تم نے

مفلسی قرض اور ناداری		عیش سارا ڈبو دیا ہم نے
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
تجکو شاباش ہو زمینداری سود لینے کی فکر دینے کی	۲	خوب تو نے ڈبو دیا ہم کو دین دنیا سے کھو دیا ہم کو
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
باقی رہا ہے گنج فقط اب تو نام کا پوچھے کوئی تو صاف یہ کہنے کی بات ہے	۳	ٹھیکا بھی ہو محال بہت کچھ ہے کام کا ٹوٹا ہو مسلمان علیہ السلام کا
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
حیف صد حیف کہ بدلی [illegible] ہو جو انصاف تو خود دل میں سمجھ لیں اپنے	۴	اپنے احباب کو [illegible] کیسی آپنی جان پہ اپنی تو عداوت کیسی
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
ہائے مشہور ہیں وہ احباب کا جلسہ نہ رہا یاد آتا ہے تو کچھ دل پہ گذر جاتی ہے	۵	عیش و عشرت کا وہ وہ نزات کا چرچا نہ رہا کیا کہیں آپ سے وہ اپنا زمانا نہ رہا
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
بڑھ گئی حد سے سوا اب تو مصیبت میری آپ ہی غور سے گر دیکھوں تو اللہ اللہ	۶	حسن باقی ہے نہ وہ پہلی سی حالت میری میری تصویر سے ملتی نہیں صورت میری
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء

بزم اغیار میں شامل وہ اکیلا ہوگا گو کہ مرتا ہوں مگر مجھکو خوشی ہو اسکی	۷	[illegible] میرے مرنے کا بھی اوس کوچہ میں میلا ہوگا
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
لشکر حسرت و افسوس کا ریلا ہوگا مفلسی کی یہی صورت ہے تو حسرت تمکو	۸	حیف صد حیف کہ غمخوار اکیلا ہوگا کچھ کفن کے بھی تو ملنے میں جھمیلا ہوگا
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
پوچھتے کیا ہو مریجان شکایت دلکی بعد مردن بھی تربت سے صدا آئیگی	۹	ابتو کچھ ایسی ہے بگڑی ہوئی حالت دلکی حیف صد حیف نہ نکلی کوئی حسرت دلکی
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
اسلام میں پیدا کیا گو ہمکو خدا نے تعظیم نہ کیوں برج مقدس کی کریں ہم	۱۰	اس بات کو لیکن کوئی سمجھتا ہوا جانے دل چھین لیا ہے کسی کافر کی ادا نے
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۶ء
عالم الغیب پہ ظاہر ہے مصیبت میری گو گنا ہوں میں گرفتار ہوں لیکن حسرت	۱۱	وہی واقف ہے جو کچھ آج ہے حالت میری ہائے افسوس نہ نکلی کوئی حسرت میری
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۶ و ۹۷ء
ایسی برسات سے کیوں ہو نہ زمانہ غمگین اوس سے پیاس کا بجھنا تو ہے دشوار مگر	۱۲	ڈوبتے کو نہیں تنکے کا سہارا بھی کہیں کیا قیامت ہے کہ گرتی ہی یہاں اوس نہیں

مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۲۹۶ھ
اب تو پہلے سے وہ دن ہی نہیں وہ رات نہین	۱۳	عیش بھی لاکھ میسر ہون تو وہ بات نہین
کیون مخلوق پریشان ہو احوال ہو تنگ		حیف صد حیف کہ جب دون تو مین سات نہین
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۲۹۶ھ
قہر ہو گیا ہے کہ جینا وبال ہے	۱۴	آنسو بھی خشک تر ہین یہ خشکی کا سال ہے
یہ حال ہے کہ قحط کا رونا تو درکنار		سچ پوچھئے جو آج تو رونے کا کال ہے
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۲۹۶ھ
کون کہتا ہے کہ وہ دن نہین وہ رات نہین	۱۵	جیسے ہر سال ہوا کرتی تھی وہ بات نہین
کیا سبب کیون یہ زمانے کی ہوا بدلی ہے		صاف ہے یہ کہ اسکے ہوئی برسات نہین
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۲۹۶ھ
گر پوچھئے جو دل کا یہ سمجھانا ہے	۱۶	نہ وہ صادق ہی رہا اور نہ پیمانا ہے
قحط نے خلق کا یہ حال بنایا حسرت		کہ بعد مرغ خیال رنج [illegible] کا ہی دانا ہے
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۲۹۶ھ
کیا پوچھتے ہین آپ کہ کیا اہتمام ہین	۱۷	سچ تو یہ ہے کہ [illegible] کے کام ہین
پیدا ہر ایک کا جو حال کہ [illegible] کا [illegible]		[illegible]
مصنفہ	دیگر	سنہ [illegible]
قحط نے [illegible]	۱۸	[illegible]

ہر سمت پیاسے کی انکھ اب کوئی بھی امید نہین		اور بن پڑا وہین پیاسا ہے یہ تماشا کیسا
مصنف	دیگر	سنہ ۱۸۹۶ و ۹۷ء
خشک آتی ہو نظر جبکہ ہر اک سمت زمین	۱۹	ایسی حالت مین نہ کیونکر ہو زمانہ غمگین
ابکی برسات کا کچھہ حال ہے ایسا حسرت		ابر آتا ہے مگر ہای برستا ہی نہین
مصنف	دیگر	سنہ ۱۸۹۶ و ۹۷ء
فکر محصول کی گر کیجے تو یہہ بات کہان	۲۰	اور باقی جو او گھا لیتے تھے وہ بات کہان
تم زمیندار ہو تو صاف سمجھو حسرت		خشک سالی کا یہ عالم ہے تو دیہات کہان
مصنف	دیگر	سنہ ۱۸۹۶ و ۹۷ء
خشک زمانہ ہے کہ ہین سخت جگر خشک	۲۱	ہر چیز نظر آتی ہے اسوقت مگر خشک
لازم او سے پھر ہوتا ہے خشکی کا جو اثر		تنخواہ ملازم کی مقرر ہوا گر خشک
مصنف	دیگر	سنہ ۱۸۹۶ و ۹۷ء
خشک سالی ہے موت سے بدتر	۲۲	حال یہ ہے جہان کا ابتر
کیون نہ مخلوق پھر کہے حسرت		کال آیا نہ کال بھی آکر
مصنف	دیگر	سنہ ۱۸۹۶ و ۹۷ء
قحط کے حال پہ رونا تھا سو اب وہ بھی نہین	۲۳	ہو رہے خاموش کہ جو کچھہ ہو خدا کی مرضی
خشک سالی کا یہ عالم ہے کہ دل خشک ہوا		اشک بھی آنکھہ مین آتے نہین بارش کیسی
مصنف	دیگر	سنہ ۱۸۹۶ و ۹۷ء

جس سمت نظر کیجے میدان سے ہو کا پیپٹ کے دھندے میں گرفتار خلقت	٢٢	کچھ نہ ذکر و فکر کا چرچا ہے نہ جو کا ہر شخص یہی کہتا ہے بھوکا بھوکا
مصنفہ	دیگر	۱۹۹۴ء
حیف صد حیف طبیعت ہی پریشان کیا کیا کرتے اسرار ہیں احباب غزل لکھنے کو	٢٣	اور پھر اس پہ مصیبت ہے سوائی کیسی دل ہی قابو میں نہیں نکتہ سرائی کیسی
مصنفہ	دیگر	[illegible]
حضرت کے ہیں ایمان کا احوال [illegible] اک آنکھ میں ہو عیب تو کچھ عیب گنتا ہے	٢٤	گر جھوٹ ہو تو فخر ہے بچنے کا سبب جو دو آنکھوں میں ہی نقطے ہیں قیامت ہے غضب ہے
در مذمت [illegible]	دیگر	[illegible]
تجھ سے نہیں ظاہر [illegible] کا کوئی ایمان تو ہارے ہوئے مگر یہ بھی سمجھ لو	٢٥	[illegible] جس کا کوئی ساتھی نہیں ایک ہی ہے رب
در [illegible]	دیگر	[illegible]
مدعی کی مرے گھر میں ہو ضیافت کسی دن سچ اگر پوچھو تو یہ بھی ہے عنایت اسکی	٢٦	[illegible] [illegible]
[illegible]	دیگر	[illegible]
عادت ہے شتابات کا پورا ہو آدمی اس واسطے کہ حقے کا ہے ذوق اسقدر	٢٧	[illegible] جنت میں بھی [illegible]

دیگر

۳۰ ایسا جہان مین اسبکے پڑا خشک سال ہو — معشوق کے بھی چھوڑنے کا احتمال ہو
عشاق مُنہ کو پھیر کے کہنے لگے ہین اب — اس دور مین تو دل کا بھی دینا محال ہو

دیگر

۳۱ نہین معلوم کہ کیا دیتے تھے کیا رکھتے تھے — ہم بھروسا نہ کوئی تیرے سوا رکھتے تھے
قحط مین اپنی زبان پر یہی ہے مصرع حسرت — ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ خدا رکھتے تھے

دیگر

۳۲ یہ تو ظاہر ہے کبھی چین زمانے کو نہین — جو کہ گذری ہوئی باتین ہین وہ آنے کو نہین
اسکے کچھ سال کا لیکن ہے فسانہ ایسا — کیا قیامت ہے یہان زہر بھی کھانے کو نہین

دیگر

۳۳ ہائے کیا کھائین آج ہم کھانا — کیون نہ معلوم پھر ہو سم کھانا
جب رعایا کا حال ہو ایسا — اون پہ مشکل ہوا قسم کھانا

رباعیات

مصنفہ — سنہ ۱۸۹۴ء

رباعی آئے ہین بڑی دھوم سے ماہ رمضان — روزہ کو ہے تیار ہر اک پیر و جوان
تقدیر سے لیکن یہ کہا ہے حسرت — روزہ کے سوا اور ہے کھانے کو کہان

دیگر

مصنفہ — سنہ ۱۸۹۴ء

۲ ناکام نہین معلوم وہ کیا کیسا ہو — ہے ذائقہ اچھا کہ برا کیسا ہو

چھپ سکتا نہ کبھی ہوتا جو چھپانا ہوتا ۔ کیا اوسکا بات نیا ان کو مزا کیسا ہے

مصنفہ ۔ دیگر ۔ سنہ ۱۸۹۳ء

جسدن سے مجھے جوشِ جوانی آیا ۔ ۲ ۔ پیغام اجل کا یہ زبانی آیا
سمجھے ہیں جسے آپ جوانی کا مزا ۔ وہ موت کی لیکر یہ نشانی آیا

مصنفہ ۔ دیگر ۔ سنہ ۱۸۹۳ء

گو ہمنے بہت اوسکو چھپا کر رکھا ۔ ۳ ۔ دل تمنے لیا اور چھپا کر رکھا
پر صاف کھلی جاتی ہے چوری دل کی ۔ کیوں زلف پریشان میں چھپا کر رکھا

مصنفہ ۔ دیگر ۔ سنہ ۱۸۹۳ء

اس جنس کو وہ بیچے جو مول پوچھے ۔ ۴ ۔ [illegible]
دل لینے ہو لیکن نہیں دیتے ہو سیر ۔ حجت نہ کرو اسی بات پہ کیا ہے او

مصنفہ ۔ دیگر ۔ سنہ ۱۸۹۳ء

اس فکر میں لذتِ جوانی چھوٹی ۔ ۵ ۔ سب عیش و نشاط وہ کا مزا چھوٹی
جب سے کہ پڑا نیند میں آنکھ نوٹا ۔ اور دوست سب ہم کہانی چھوٹی

مصنفہ ۔ دیگر ۔ سنہ ۱۸۹۳ء

آرام نہ لطف الفت باقی ۔ ۶ ۔ افسوس رہا نہ کوئی سا قی باقی
کچھ ایسا جما مالگزاری کا خیال ۔ کا فور ہوئی تمام آتی باقی

در شکایت برسات ۔ دیگر ۔ مصنفہ سنہ ۱۸۹۳ء

کچھ ایسے بکے عجب طور کی برسات آئی	۸	اور اپنی تباہی بھی لگے ہات آئی
جو کچھ کہ بنے تھے مکان تھے اپنے		یہ اونکے لئے مرگ مفاجات آئی
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
تقدیر کو دیکھا ہے بھالا ہمنے	۹	تدبیر سے گو کام سنبھالا ہمنے
ٹلتا نہیں تقدیر کا لکھا لیکن		ابتک تو بہت کام نکالا ہمنے
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
افسوس مری ہے وہ حالت نہ رہی	۱۰	وہ عیش وہ احباب کی صحبت نہ رہی
کچھ تفرقہ افلاک نے ایسا ڈالا		وہ رنگ مرا اور وہ صورت نہ رہی
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
تکلیف اٹھاتے ہوئے گذرے دو سال	۱۱	اور ایسے کہ ہے رات کو سونا بھی محال
گر ایک ہو تو نام بتاؤں اسکا		دو چار ہیں امراض اکٹھے فی الحال
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
تکلیف مرض اور وہ قرضے کا خیال	۱۲	آمد نہو دو پیسے کی جسکو فی الحال
تصویر بھی اوسکی کوئی دیکھے تو کہے		کیونکر نہ ہو اس شخص کو جینا جنجال
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
حسرت کا کوئی ہمنے نہ پوچھا احوال	۱۳	کمبخت پہ کچھ ایسا پڑا آکے وبال
یا تو کبھی آزاد رہا کرتا تھا		یا فکر میں ہے قید بدن کا سربال

مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۳ء
بگڑی ہوئی تقدیر کی حالت سُن لو	۱۴	گذری ہوئی ایک آہ دکھ بھری سُن لو
گر گردشِ افلاک کا نقشہ دیکھو		مجھ سے ہی ذرا میری مصیبت سُن لو

مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۶-۹۷ء
[illegible]	۱۵	[illegible]
بارش کا کچھ احوال ہوا ایسا حسرت		کیا ذکر برسنے کا کہ شبنم بھی نہیں

	دیگر	
کل شب کو عجب خواب میں حالت دیکھی	۱۶	اک نکہت جو پھیلائے وہ صورت دیکھی
یعنی کہ بایں ریشِ مطہر حسرت		آئی ہوئی کانی پہ طبیعت دیکھی

در مذمت	دیگر	مصنفہ سنہ [illegible]
دشمن کی جو ہوئی تھی ہوئی رسوائی	۱۷	اور پھر عدالت میں ہوئی شنوائی
یہ بھی ہے نئی بات جہاں میں حسرت		نوروز مبارک سے مل عید آئی

مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۶ء
پھر اسکے عجب وصل کا جلسا دیکھا	۱۸	آج [illegible] ایک [illegible] دیکھا
جسوقت کہ نوروز کی ساعت آئی		ملنا ہوا کچھ عید کا نقشہ دیکھا

مصنفہ	دیگر	سنہ [illegible]
پہلے اسنے عجب طرح سے کاٹے رمضان	۱۹	خستہ ہوا روزہ سے [illegible] پیر و جوان

سردی ہے نہ گرمی ہے تماشا یہ ہے — حسرت ہے کسی چیز کا ہے لطف نہ کہان

دیگر

ظاہر نہیں سوزشِ نہانی میری — ۲۰ — برباد گئی عبث جوانی میری
مانا کہ نہ آئیگا ترحم تمکو — سُن لیجیے پر رام کہانی میری

دیگر

اک قہر ہوا عجب قیامت آئی — ۲۱ — بے طور کسی جگہ طبیعت آئی
آرام بھی چلدیا اوسی کے ہمراہ — دل دیکھیے یہ ایک اور آفت آئی

دیگر

ارمان سا بھر رہا ہے دل مین — ۲۲ — اک درد سا اوٹھ رہا ہے دل مین
کیا جانیے ہوئی یہ کیا قیامت — کیون شور سا مچ رہا ہے دل مین

قطعہ در تعریفِ فلفلِ سبز

ہو چلی تھی جو مری کند ذرا طبع روان — فلفلِ سبز کا دل نے یہ کہا کیجے بیان
فلفلِ سبز کی تعریف کوئی کیا لکھے — سبز بختی کا بھی ہند کی ہے ایک نشان
رنگ وہ رنگ ملاحت وہ ملاحت کیسی — دیکھکر جسکو ہوا ایک زمانہ قربان
ہاں وہ قد کہ جو چھوٹا ہو تو غنچہ کہیے — اور جو بالا ہو تو کہدیجے پھر سرو روان
سرو کی گر کوئی پوچھے کہ روانی کیسی — توڑیے اسکو تو کھلتا ہے ابھی رازِ نہان
یا تو کچھ باغ کی رونق تھی اوسی کے دم سے — یا ہوئی آکے ابھی زیبِ دکان و دستر خوان

قدر دان اوسکے زمانے میں ہیں اہل دلی
سرخ ہو جای تو یاقوت کی کچھ اصل نہیں
سبز پتون مین نظر آتی ہی سرخی اسکی
ذائقہ چکھیے تو تیزی سے تمہین گھلجائے
گول ہو کر جو کبھی شاخ پہ رہجاتی ہے
فندکی پوری ہو تو پھر اوسمین تامل کیا ہے
آجتک اسکی ہی حورون کو تمنا باقی

آشنا اسکے [illegible] ہی کچھ اہل زبان
رنگ سے اسکے شاید نہیں شاخ مرجان
دہان کے کھیت مین یا عکس شفق کا ہی عیان
شوخ معشوق کی جس طرح کہ ہو تیز زبان
ہم سمجھتے ہین اوسے عقدۂ راز پنہان
سبزہ رنگونکی زمانے مین ہی تصویر عیان
اسکے جلوے سے جو محروم رہا باغ جنان

اسکے کھانے سے وہ کچھ ملتی ہے لذت حسرت
جیسے گویا کسی مایوس کا نکلا ارمان

قطعہ در تعریف [illegible]

کچھ عجب چیز ہین یہ مچھر بھی
نام سے اسکے چونک پڑتے ہین
کیا سُریلی صدائین آتی ہین
واہ واہ مرحبا تعالی اللہ
جب چبھوتے ہین ڈنک وہ آکر
اونکی ہر بات اک تماشا ہے
کان پر یا صدائین دیتے تھے

[illegible]
آشنا جو ہین خواب غفلت کے
گانے والے ہی ہین دھرپت کے
کان کاٹے ہین صاف ارگن کے
دنے [illegible] ہین اوٹھتے جوبن کے
ابھی اوڑ گئے ابھی آئے
ہات اوٹھاؤ تو بس نہین ملتے

تو رات بھر ذرا نہین چلتا
یہ تو استاد شکنجے ستم کے
ہو زبردست یا ہو کچھ کمزور
کاٹتے کان ہین یہ دونون کے
کیسے آرام سے نہ پھر سوئین
سب سے ہو جائے دوستی ان سے

جب ہوا آگئی تو پھر حسرت
نہین ملتے پتے بھی پھر کے

قطعہ دربیان خواب غفلت

نیند بھی ہے جہان مین اک چیز
جس سے ملتی ہے کسقدر راحت
کیسی ہی آدمی ہو آفت مین
جب یہ آئی تو ہوگئی غفلت
عاشقون کے لیے تسلی ہے
کاٹتی ہے یہی شب فرقت
اس کا آنا ہے موت کا آنا
موت سے کچھ نہین مگر نسبت
کیسے ہی شیر دل ہون رستم ہون
ہار دیتے ہین اس سے سب ہمت
جب یہ آنکھون مین آگئی پوری
خوف دشمن نہ دوست کی حاجت
اسکے آتے ہی ہوگئے خاموش
جنکو شور و بکا کی تھی عادت
راحت روح عاشقان ٹھہری
گو کہ آتی نہین شب فرقت

اسکی تعریف کوئی کیا لکھے
اس سے بہتر نہین کوئی نعمت

در شکریہ جناب میر ابوالحسن صاحب سابق تحصیلدار استھرا

حال تحصیلدار اکبر آباد

مرغ کی آج فسن جان بچا کر کی — [illegible]

تاقیامت وہ رہیں حاکم متھرا یا رب — دیکھکر [illegible]

دیگر

تا لگی سلطنت ایران کی ساری تجکو — یا تن مردہ کو [illegible]

مہر صاحب وہ سلامت رہیں جنکی باعث — مرغ کی پھر ہوئی آج [illegible] جان [illegible]

[illegible] — [illegible] یا لطف [illegible]

ایسی تقدیر پہ کیونکر نہوں شادان حسرت — میرے مخدوم نے [illegible] جان [illegible]

سہرا در تہنیت شادی فرزند ارجمند کنور تحصیل [illegible]

از نتیجۂ فکر مصنف دیوان

خوب سجتا ہے رخ پرنور پہ شایان سہرا — ہو مبارک [illegible] تحصیل [illegible] سہرا

شکر ہے شکر کہ اب دل کی تمنا نکلی — تیرے چہرہ پہ ہوا آج نمایان سہرا

رخ نوشاہ کی دیکھی جو چمک سہرے نے — [illegible] ہوگیا [illegible] سہرا

تابش اور [illegible] ہو محبت قائم — [illegible] سہرا

رخ نوشاہ کی لیتا ہے بلائیں ہاکر — [illegible] سہرا

دھوم ہے چار طرف [illegible] — [illegible]

مصحفِ رخ سے ترے پہ جو ملا ای نوشاہ
اب تو بے شبہ بنا حافظِ قرآن سہرا

اُسکو مقیش کے جھڑنے سے خلش ہوتی ہے
رخِ نازک پہ ہی نوشہ کے جو تنا بان سہرا

چھڑکے زخمِ دلِ حاسد پہ جو جنبش سے نمک
تیرے حسنِ نمکین سے ہے نمکدان سہرا

یہی باعث ہے کہ کانون سے لگا ہی تیرے
تاکہ ظاہر کرے کچھ خواہشِ پنہان سہرا

نغمہ و دف ہی کہین ساغر و بادہ ہی کہین
لیکے آیا ہی بہت عیش کا سامان سہرا

رخِ نوشاہ سے ہل ہل کے ہوا کھاتی ہی
کیون نہ پھر فرطِ طرب سے ہو یہ رقصان سہرا

مرتے رشک سے یہ بات گوارا نہوئی
حاسدون کی تو ہوا جان کا خواہان سہرا

کچھ عجب بات ہی ان دونون سے بڑھکر ہی چمک
مہِ تابان ہی نہ خورشیدِ درخشان سہرا

جسطرف دیکھیے آتی ہی نظر ایک بہار
آج یہ بزمِ طرب مین ہی گل افشان سہرا

بزمِ شب مین ہے یہ خورشید کے آثار عیان
یا ہوا ہے رخِ نوشہ پہ درخشان سہرا

رکھ رکھاؤ سے ہے یہ دولہہ دولہن کی ثابت
عشق اور حسن سے ہی دست و گریبان سہرا

رخِ نوشاہ پہ آیا ہے تو عزت یہ ہوئی
سب سے تعظیم کا ہونے لگا خواہان سہرا

مفت مین خوبیِ قسمت سے یہ عزت پائی
نہ تو دامن ہی بنا اور نہ گریبان سہرا

آج پوری ہوئی حسرت کی تمنا یہ تھی
باندھین سر پر ترے فیاض علیخان سہرا

دیگر

خدا کی شان دکھائے یہ آسمان سہرا
تمہارے سر پہ بندھا ہے اب بعز و شان سہرا

بندھا ہے سر پہ ترے اب بہ عز و شان سہرا
خوشی سے گائینگی سب بیبیان داستان سہرا

ہوا ہے رونقِ محفل جو بے گمان سہرا
تو انجمن مین کرے کیون نہ گرمیان سہرا

ہوا سے ہلتی ہین لڑیان یہ ہے خیال غلط
خوشی سے آج بجاتا ہے تالیان سہرا

عروج اسکو ملا ہے یہ تیرے سر چڑھکر
زمینِ حسن کا ہے آج آسمان سہرا

اسی سبب سے ہر اک تار ہو جدا اسکا
اوڑائیگا دلِ حاسد کی دھجیان سہرا

یہ سارے عیش و طرب تا وہی کسیتے ہین
بنا ہے منزلِ عشرت کا سائبان سہرا

خیال تھا رخِ نوشاہ تک نہ وہ پہنچے
بنا ہے نظرِ بد کا پاسبان سہرا

کھلا ہے پیچ رخِ روشن پہ بیکرین ہوکر
گرائیگا دلِ حاسد پہ بجلیان سہرا

دولہن کے گھر پہ پہونچکر کھلا ہے یا جوال
کھلائیگا نہین بے وجہ کلیان سہرا

یہی سبب ہے کہ کانون سے اور رخ سے ملا
رموزِ حسن کا ہے ایک رازدان سہرا

فروغِ حسن ترا دیکھکر پسِ شرم چڑھی
زبانِ حال سے کہتا ہے الامان سہرا

سنینگے ہند کے شاعر تو یہ کہینگے ضرور
بہت نفیس ہے عشرت کا بے گمان سہرا

مثنوی

سنیئے ہمراز دوستو سنلو
اسطرف بھی ذرا خیال کرو

تمکو کچھ حال مین سناتا ہون
نئی ترکیب اک بتاتا ہون

رنگ جو ہوگیا زمانے کا
اس سے واقف ہے سب بڑا چھوٹا

ہو گئے اور ہی علوم و فنون
بید لیلیٰ کا بن گیا مجنون

یعنی جاری ہوئے علوم جدید
لوحِ سیمین بنی ہے لوحِ حدید

مشرقی جو علوم تھے سارے
جو فلک پر بنے تھے سیارے

جنکا پرتو جہان مین پھیلا
اک جہان جنسے فیض پاتا تھا

جنکی تھی اک جہان مین شہرت
جنکو مانے ہوئے تھی سب خلقت

جنکا ڈنکا جہان مین بجتا تھا
جنپہ سارا جہان شیدا تھا

فلسفی اور نجومی اہل کلام
سب سمجھتے تھے اونکی بات الہام

جنکو مانا تھا آپنے لاریب
ابتو نکلے ہین اونمین ہی عیب

آسمان کا وجود ہی نہ رہا
بود نا بود بود ہی نہ رہا

گو نفس سے مجاہدہ ٹھہرا
سب سے افضل مشاہدہ ٹھہرا

یعنی جو کچھ خلافِ نیچر ہو
مانتی عقل اب نہین اوسکو

کیون نہو اک جہان کو لغزش
ہو گئی ہے زمین کو گردش

یہ جو بدلی جہان کی حالت
شاعری کی رہی نہ کچھ وقعت

پوچھتا اب نہین کوئی اوسکو
آپ ہی آپ دل مین غور کرو

جس سے کچھ فنِ شاعری ہے مراد
اوسکو رکھا ذرا نہ تمنے یاد

یعنی پہلے وہ شاعرانِ عرب
جنسے جاری ہوا ہے علم ادب

اونکا گر کچھ کلام دیکھو تم
اپنے ہی منہ کو آپ نوچو تم

خود کھو گئے ہیں جو تھا فرقت / اختر کو بھی سخت شاعری کی تھیں

ہوگیا خیر جو کچھ ہونا تھا / مقتضی وہ ہی تھا زمانے کا

خواب غفلت سے اٹھو چونکو تم / دل میں اپنے ذرا تو سوچو تم

جب زمانہ بدل گیا سارا / شاعری کا بھی رنگ پھر ہونا

یعنی تطبیق ہو زمانے سے / کام رکھو نئے فسانے سے

آجکی بات آجکی ہو زبان / آجکا حال آجکا ہو بیان

صاف کہتا ہے آپ ہے حسرت
شاعری کی نئی ہو یک رنگت

مثنوی ناتمام

ساقیا زہر کا تو جام پلا / کہ نہیں چاہتا ہوں میں ذرا

بیٹھے بیٹھے مجھے کچھ یاد آیا / درد سے پھر دل ناشاد آیا

پھر وہی آہ کی طغیانی ہو / اشک کی سلسلہ جنبانی ہو

پھر وہی درد جگر میں اٹھا / جوش سودا بھی مرے جی میں اٹھا

پھر وہ وحشت کے خیالات ہوئے / ہاتھ سے ضبط کے آفات ہوئے

پھر وہی اگلی سی بیتابی ہو / چشم مشتاق سے خونابی ہو

درد سا دل میں تو رہتا ہے مجھے / [illegible]

کیا کہوں آہ کہ کیا یاد آیا / پھر وہی [illegible] یاد آیا

جان سے جسنے ہی کھویا مجھکو — عشق مین جسنے ڈبویا مجھکو
کام سے جسنے چھوڑایا مجھکو — یاد سے جسنے بُھلایا مجھکو
جس نے برباد کیا ہای مجھے — جس نے ناشاد کیا ہای مجھے
مضطرب جسنے کیا ہی مجھکو — رنج جس نے دیا ہی مجھکو
جسنے ارمان کو کھویا سبکی — ایکدن ساتھ نہ سویا سبکی
جسنے اس درجہ ستایا مجھکو — سخت دیوانہ بنایا مجھکو
کھویا عشق کی بیتابی سے — جان لی چشم کی بیخوابی سے
دل نے بیتاب بنایا مجھکو — مفت مین ہای ستایا مجھکو
کیا کہون آہ کہ کیا مجھکو ہوا — نہین کُھلتا کہ یہ باعث کیا
رنج کبتک مین اوٹھاؤن ایسے — شور کبتک مین مچاؤن ایسے
صبر کبتک ہو تحمل کبتک — او ستمگر یہ تغافل کبتک
ہو نہایت تو تغافل بھی سہی — اور دل جو یہ تجاہل بھی سہی
روز کے رنج اوٹھاؤن کبتک — بات مین لب پہ نہ لاؤن کبتک
مجھکو ہرگز نہ شکایت ہوکوئی — صبر کی کچھ نہ نہایت ہوکوئی
خیر ابتک تو مین خاموش رہا — دیکھیے تو کہ نہین کچھ بھی کہا
دل مین آئی نہ شکایت ہرگز — لب پہ آئی نہ حکایت ہرگز
مر چلا ہاے مین کبتک کہون — اب نہین تاب کہ چُپ بیٹھ رہون

کیا کہوں آہ کہ اب تاب نہیں — ہوش میں ہی دل بیتاب نہیں
میں بھی ناچار ہوں اب کہتا ہوں — دوستو سنو جو غم سہتا ہوں
یعنی کہتا ہوں مصیبت اپنی — ابتدا ہی سے حکایت اپنی
جس نے کچھ رنج اوٹھایا ہوگا — کچھ مزا جور کا پایا ہوگا
وہی دیگا مری تقریر کی داد — مرحبا چرخ کے ہاتھوں فریاد
قصہ کوتاہ کروں راز عیاں — کھل گیا ہے مجھے سوز پنہاں
میں بھی اب کھولوں زباں کو اپنی — جوش میں لاؤں فغاں کو اپنی
جو کہ گذرا ہے سراسر کہدوں — قصہ عشق ستمگر کہدوں
یعنی اک شوخ پہ ہم مرتے تھے — دل و جاں اوسپہ فدا کرتے تھے
اور وہ دشمن ارباب وفا — جسکی عادت تھی ستم جور و جفا
کج ادائی کو ادا جانے وہ — بیوفائی کو وفا جانے وہ
خواب میں بھی نہ تصور آئے — نام عاشق سے تنفر آئے

در تہنیت پیدایش نبیرہ جناب احمد محمد باقر خانصاحب
بیس چندر اول

واہ کس لطف سے اس جشن نے پائی ترتیب — قد ادھر دوست آگئے ہوئے جشن عزیز و قریب
یعنی اللہ نے فرزند کو فرزند دیا — احمد صاحب کو ہوا آج مبارک یہ نصیب

قطعہ در تعریف ناصر ... [illegible]

ہای پیر ضعیف ناصر خان
دار دنیا سے سوے خلد گئے
سو برس کے قریب عمر ہوئی
پر قوا تندرست تھے سارے
کھیل رہنا تھا روز چوسر کا
ہاے کیسے مزاق کے وہ تھے
چال چلنی نہ اونکو آتی تھی
مہربان اور کو بتاتے تھے
وہ بگڑنا ذرا سی باتون پر
اور کہنا کہ ہم نہین چلتے
گوٹ کو ایک گھر کے رکھنے پر
سیکڑون اونکو ہوتے تھے جھگڑے
ایک کوڑی کی صاف چت پٹ پر
ابھی راضی ہوے ابھی بگڑے
ہار کر بازی اونکا اوٹھ جانا
اور کہنا کہ ٹھہرو کھیلین گے

یاد آ آکے روز اوٹھتی ہے
ہوک سی ایک دل مین حسرت کے

قطعۂ تاریخ وفات ناصر خان مرحوم

میرے اک دوست تھے جو ناصر خان
نرد کا کھیل تھا جن سے جاری
پیش و پنج طبیعت کو ہوا
کچھ ہوئی تھی نہ اونکو بیماری
اونکے مرتے ہی ہوا کھیل خراب
ہر گئی عقل کی چوسر ساری
فکر تاریخ جو حسرت کو ہوئی
یہ ہوا شعر زبان پر جاری

ہاے ہے کہکر یہ کہا ہاتف نے
ملک الموت سے بازی ہاری
۱۲۷۳

قطعہ تاریخ رحلت جناب عمو صاحب نواب ممتاز الدولہ
سر محمد فیض علیخان صاحب بہادر کے سی ایس آئی مرحوم
رئیس اعظم قصبہ پہاسو ضلع بلندشہر نوراللہ مرقدہ

ہائے وہ فیض علیخان تاجدار ‏ ‏ ہائے تھے فیض جنکے [illegible] قوم کا
تھیں امیدیں یہ کہ اپنے ہاتھ سے ‏ ‏ اسکو چھوڑیں گے وہ ساحل پہ لگا
چلدیئے وہ خلد کو اور بیچ مین ‏ ‏ رہ گیا یہ قوم کا بیڑا پھنسا
بد نصیبی ہی تری اے قوم یہ ‏ ‏ سوچ تو یہ تو نے کس کو کھو دیا
کون پچھلوں مین ہوا اس شان کا ‏ ‏ اور آگے کو تو ہے امید کیا
کسکی یہ توقیر یہ عزت ہوئی ‏ ‏ کسکو یہ [illegible] ملا
کون ایسا ہے کہ جسکے نام سے ‏ ‏ نام روشن ہو گیا ہے قوم کا
وہ ہی ایسے تھے کہ جنکے ساتھ ہی ‏ ‏ مٹ گیا جو کچھ کہ باقی تھا بچا
اب کہاں ہے اتحاد و اتفاق ‏ ‏ کچھ نہیں ہے بغض و کینہ کے سوا
وہ ترقی ہے نہ وہ اسباب ہین ‏ ‏ اور ہی کچھ ہو گئے [illegible]
صاف تو یہ بات ہے اس قوم مین ‏ ‏ اب نہیں ہے کوئی ایسا دوسرا
ہے یہی تاریخ اپنے ہاتھ سے ‏ ‏ ہو گیا اک [illegible]

یہ ہی حالت ہے تو اے حسرت ہمہ
اب الٰہی قوم کا باقی رہا

ولہ

رئیسِ پہاسو تھے وہ سبز بخت	ہر اقوم کا جن سے سب تھا چمن
سوئے خلد تشریف وہ لیگئے	یہان چھا گیا ابرِ رنج و محن
امیدین ترقی کی مٹنے لگین	تنزل نے چاہا کہ کیجے وطن
نشان مٹتے جاتے تھے اقبال کے	اور ادبار کرتا تھا جاری چلن
یہ حالت جو دیکھی تو اکبار گی	مرے دل مین پیدا ہوئی اک جلن
یکایک کہا ہاتفِ غیب نے	ذرا غور کر دل مین اے پر محن
وہ تھے بندۂ خاصِ پروردگار	بہشت اونکا ہے خاص پہلا وطن
کہینگے وہ درگاہِ باری مین جب	یہ سب قوم کا جاکے حالِ کہن
سفارش ترقی کی ہو جائیگی	رہیگی نہ یہ قوم زیرِ محن
سمجھ سے تجھے تو یہ تاریخ ہے	گیا ہے وہان پیک شیرین سخن ١٢ ١٣

ندا یہ جو آئی تو حسرت مجھے
ہوا دل سے کچھ دور رنج و محن

ولہ

ہے وہ نواب جنکے فیض سے	ہند کا شاداب رہتا تھا چمن
خلد کو وہ تو سدھارے اور یہان	گل ہوا ہے اب چراغ انجمن
فکر ہے تاریخ کی حسرت اگر	کہہ بھی دے تو بھی ولی روشن سخن ١٢ ١٣

ولہ

ہائے مرگِ جنابِ غوی سے | گل ہوا آفتابِ اہلِ خرد
اونکی تاریخ یہ کہی حسرت | مر گئے انتخابِ اہلِ خرد
۱۲۹۲

ولہ

ہای وہ فیض علی خان بہادر حسرت | جو کہ تھے مجتہد نیت کے [illegible]
جنکو کچھ شک ہو سمجھ لین یہ تاریخ اونکی | سر احکام خدا سے [illegible]

ولہ

ایسی سرکار اب کہاں پیدا | جنکے گھر تھے ہون آدمی فیضیاب
فیض جاری تھا جو یہا سو یین | اب ہوتا ہے کب کوئی فیضیاب
وہ سدا رہے ہین جنکے دیکھے سے | ہوتے تھے سب آدمی فیضیاب
بعد حاتم کے گر کوئی دیکھے | وہی لاریب تھے حقی فیضیاب
مولوی متقی مبارک فال | منتظم مستقل حقی فیضیاب
ان صفاتون کا کون ہوتا ہے | تھے زمانے [illegible] فیضیاب
کلک قدرت سے لکھا اونکے مرنے کی | [illegible] تاریخ [illegible] فیضیاب

ولہ

[illegible] صاحب ہے گئے جنت کو | جو کہ [illegible]
[illegible] انھین نے کہی حسرت کی | [illegible] اونکی تاریخ [illegible]

ولہ

پہلے ہو جنت کو نواب ہو گا | تمھارا احمد مختار ہادی
پہونچنے کی کہوں تاریخ حسرت | سوی جنت ہوا غفار ہادی

قطعہ تاریخ وفات اہل خانہ مصنف

عصمتی زوجہ کا مرنا ہے ستم | کیوں نہ ویران ہو دیارِ خاتون
فاتحہ پڑھ کے یہ حسرت نے کہا | ہوئی تاریخ مزارِ خاتون

قطعہ تاریخ رحلت جناب حاجی محمد انور شاہ صاحب مرحوم مغفور

حیف یہ آج کس کا ماتم ہے | آسمان جس سے ہو گیا ہے سیاہ
کیوں تلاطم ہوا ہے دنیا مین | کون اوٹھ گیا ولی اللہ
سب پریشان آج پھرتی ہے | خلق کا کیوں ہوا ہے حال تباہ
یہی کچھ فکر تھی کہ حسرت نے | مجھکو اس طور سے کیا آگاہ
تجھکو ابتک نہین خبر کمبخت | دو گھڑی کو کھلی تھی خلد کی راہ
کسلئے کیوں کھلی سبب کیا ہے | تجھکو اس بھید سے کروں آگاہ
جو کہ پابند تھے شریعت کے | اور طریقت کی جانتے تھے راہ
وہ گئے آج دارِ فانی سے | سوے خلدِ برین بحشمت و جاہ

صاف اونکا ہوا یہ سالِ وصال
نورِ عرفان محمد انور شاہ

ایضاً

حیف حاجی محمد انور شاہ — جو بلا شک تھے مرشدِ کامل
کرکے تلقین سب مریدون کو — آپ خود حق سے ہوگئے واصل
حور و غلمان بہ صد اف کہتے تھے — جب ہوئے جا کے خلد مین داخل
فکرِ تاریخ کیون ہے حسرت کو — وہ تو پہلے ہی ہوگئی حاصل

نامِ نامی سے ملک باجدم
غیب سے لفظِ مرشدِ کامل
۱۲

قاریظ و قطعات تاریخ دیوان حیرتکدۂ حسرت از شعرائے نازک خیالان فصیح البیان

طعہ تاریخ از تراوشِ قلم معجز رقم شہنشاہِ سخن ناسخ زبانہائے کہن
ستاد عالی شان بلیغ بیان جوہر تیغِ زبان آوری و نکتہ دانی
ع محافلِ سخن سنجی و محاورہ بیانی دُرۃ التاج شاعران زمانہ
یبِ دستارِ دانشمندانِ فرزانہ مصلحِ کاشانۂ فصاحت و بلاغت
شلح دکاکین سلاست و متانت المخاطب دبیر الدولہ فصیح الملک

ناظم یار جنگ جہان اوستا بلبل ہندوستان اوستادی و ملجائی
جناب نواب مرزا خانصاحب بہادر داغ دہلوی دام ظللکم

دے حسن قبول اسکو یارب — مطبوع ہوا کلام حسرت
جیسا ہے مصنف اسکا ذی قدر — ایسی ہی کلام مین ہے شوکت
اس رتبہ کی ہو یہ جسکی تصنیف — کیونکر نہ کرین ہم اسکی مدحت
وہ معدن حلم و علم و دانش — وہ مخزن فیض و جود و ہمت
وہ اختر آسمان اقبال — وہ گوہر بحر جاہ و حشمت
یہ باغ سخن ہے وہ فرح بخش — پہنچی ہے مشام جان مین نکہت
گلزار سخن ہے روح افزا — نظارہ سے جسکے دلکو فرحت
معشوقون سے پوچھو اسکی شوخی — عشاق سے پوچھو اسکی لذت
اشعار کا جابجا ہے چرچا — دیوان کی جابجا ہے شہرت
الفاظ مین کسقدر ہے شوخی — معنی مین ہے کسقدر نزاکت
ہر سطر ہے اوسکی زلف لیلی — پھر ہین سطور مہر طلعت
کیا کیا ہے ترقی مضامین — کہتے ہین اسی کو بڑہتی دولت

اے داغ یہ لکھدے مصرع سال
موجودہ خزینۂ فصاحت

۱۵ ھ ۱۳

نظیر طرازی لطیفہ سنجی شاعر نازک خیال ظہوری ظہور ظہیری

تقریظ ہمپایہ سحبان در فصاحت و بلاغت جناب مولوی عنایت علی صاحب متخلص بہ عنایت ساکن بانس بریلی

الحمد للہ علی کمال الذات والصفات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خیر البریات

وعلی آلہ واصحابہ الف الف مرات الرائقۃ

خدا کی ثنا اور نعت نبی　　ہوئی ہے کسی سے نہ ہوگی کبھی
کرے مدح اصحاب کسکا ہے منہ　　بڑی بات ہے اور چھوٹا ہے منہ

سبحان اللہ وبحمدہ آج کیا اچھا روز میمنت اندوز ہے کہ کنور محمد اعجاز علیخانصاحب عالیجناب نازک خیال شیرین مقال شاعر بدیع نگار فصیح گفتار نکتہ پرداز اعجاز طراز رئیس سعد آباد خجستہ بنیاد ضلع متھرا کا دیوان معجز بیان کی تقریظ کا مجکو خیال ہوا ہے جسکا ہر شعر اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃ کی ایک نفیس وعمدہ تفسیر ہے تصریح ابن مقال اور تشریح اس اجمال کی اس منوال پر ہے کہ یہ مجہول حسب معمول واسطے حصول معمول کے کہ عبارت روزینہ معینہ سالیانہ سے ہے سعد آباد گیا خانصاحب موصوف نے دیوان اپنا دکھایا بالخصوص بنظر تعمق و غور مشاہدہ کیا ہر شعر خالی رکاکت سے تھی فصاحت سے مالامال بلاغت سے بھرا پایا جب من اولہ الی آخرہ مشاہدہ کیا الواقعہ

پھر کہا اوسنے مجھ سے یوں شتا　　اے رفیق شفیق اے اوستاد
سال تاریخ تو بھی لکھدے اسکا　　ہے باقی جہان میں نام ترا

مین یہ بولا کہ ای فصیح زبان
مجکو اوّل تو قدرت اتنی کہان

اور سوا اسکے اب وہ شوق کہان
شعر گوئی کا مجھکو ذوق کہان

شعر ہے ولولہ جوانی کا
پیر فانی کو اس سے نسبت کیا

اب ہوا مین ضعیف و زار و نزار
ایک مصرع بھی لکھنا ہی دشوار

عمر اسّی سے ہو گئی ہی زیاد
باقی اب حافظہ رہا ہی نہ یاد

کیسے اشعار کیسی تاریخین
کیسے قطعے ہین کیسی تقریظین

عمر اب ہو چکی رہی ہی قلیل
کیسے ارشاد کی کرون تعمیل

بولے تقریر کو نہ دیجے طول
طول بے فائدہ ہی اور فضول

سال تاریخ کیجے ارقام
کہ یہ ہے بہترین ختم کلام

پہر مینے پہلو تہی کیا اور بمنت و سماجت اس کار دشوار سے بچنا چاہا اور یون عرض کیا سہا کی کیا تاب کہ آفتاب عالمتاب کے سامنے تاب اپنی دکھائے چراغ کو کہان فروغ کہ مشعل ماہ کے آگے فروغ پائے یعنی کہان یہ سفال ریزۂ بیمقدار اور کہان وہ جواہر آبدار کہان یہ خزف پارہاے ناہموار کہان وہ لآلی شاہوار مصرع بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا پہر فرمایا بہتر کا وہمتا جیسا لکھا جائے لکھیے تاخیر نہ کیجے لاعلاج

مین بھی پہر تو قلم دوات اوٹھا
لکھنے بیٹھا تو پہلے کی یہ دعا

رہین حضرت بعیش و عز و وقار
اور دشمن رہین ذلیل و خوار

گو میرے قلم مین بوجہ ضعف کہن سالی کی طاقت نتہی اور یارائے طاقت نتہی مگر بمقتضاے الامر فوق الادب

تحریر تقریظ [illegible]

شاعر دیدہ ور و ماہر و کہنہ مشق دیکھا کرتا ہوں - واقعی دیوان بے نظیر بیان حیرت

حیرت افزائے جان جہان ہے اور حقیقت میں دستور شاعران زمان ہے ایک

گلشن ہے بہار آفرین کہ رنگارنگ گلہائے مضامین رنگین سے پر بہار ہے

ہر مصرع خوبی سے بال پری بنکر پرواز کرنے کو طیار ہے - ہر شعر ایک سرو چمن بہار ہے

خیالات رنگین معانی کا ہر صفحہ گلدستۂ تازہ بہار ہے بہارستان سخندانی کا چستی

و برجستگی مضامین بندش الفاظ متین شوخی ترکیب [illegible]

و عجیب [illegible] سبحان اللہ خوبی بیان فصاحت زبان [illegible]

کن ہے ماشاءاللہ لراقمہ

تعریف ہو کیا [illegible] | کیا صاف [illegible]
آئینہ صفت صاف [illegible] | اور [illegible] کی [illegible]
بندش کی [illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]

[illegible] سے کہ [illegible]

کیا کہنا کیا کیا [illegible] معانی [illegible]

مضامین تازہ عروس [illegible]

استعارات [illegible] مضامین عالی [illegible] کا جلوہ

نگاہ میں آتا ہے اور جس سمت نظر کیجیے پریزادان سحر بیانی اور شاہدان سخندانی اور فسونپردازی اور جادو طرازی جوش و خروش کرشمہ و نازش سے ہر سمت نظر آتا ہے اگر اس نگارستان سخنوری کو جادوگری کہیے تو زیبا ہے اور سحر پردازی کا نام رکھیے تو زیبا ہے نہیں نہیں نسبت ساحری محض بیجا ہے اور مثال جادوگری کی سراسر خطا ہے۔ عصای کلیم کہنا روا ہے کہ تمام خوارق عادات اس سے ظہور میں آئے اور نخل پر ثمر کہنا زیبا ہے کہ جس سے ایسے ایسے گلہای معانی شگفتہ کھلائے۔ اگر سیاہان پریزادان پردہ گوش ہوش کریں تو مناسب ہے اور عاشقان جانباز اپنی جانیں نثار کریں تو واجب ہے۔ بارک اللہ کہ اس ناظم سحر بیان نے کیا مرتبہ رفیع پایا ہے اور اردو کے سخن کو کس رفعت پر پہنچایا ہے وہ حاسد کریں بیان تو شکایت ہی نہیں ہے جو انصاف تو کہتا ہے خداوند یہی ہے جو زبان شستہ و رفتہ مضامین گہر بار سفتہ فصاحت شیرین بیانی پر فریفتہ بلاغت نازک خیالی پر شیفتہ الحاصل لواقعہ

ہر اک شعر اسکا آب و رنگ گلشن
ہر اک صفحہ بہار گلشن عشق

ہر اک مصرع ہے اک سرو دلاویز
ہر برگ تختۂ گل نکہت آمیز

سبحان اللہ ہر نقطہ سواد مردمک دیدۂ اہل بصیرت ہے ہر لفظ رشک تجلی نخل طور ہے سپیدی صفحہ میں نہر ہے پدیدہ ہے سیاہی الفاظ مشکین تجلت دہ شب قدر ہے یا یوں کہ آب حیات ہے اور یہ شب ظلمات ہے اور مجھ سے پوچھو تو یہ دیوان کیا ہے ایک در یکتا ہے لعل بے بہا ہے مرآت پر ضیا ہے جام جہان نما ہے زیب رخسار زیبا ہے

زینت چہرۂ دلربا ہے شمع شعلہ طور ہے رشک [illegible] آفتاب [illegible]
انجمن ہے جان شاعرون کی جان ہے شاعرونکا دین و ایمان ہے رنگ گلشن خوبی ہے بو کی
گل محبوبی ہے کرشمہ چشم جادوگری ہے غمزۂ ابروے ساحری ہے شوق شوخ و طنازی ہے
محبوب جان توانے سے لراقمہ

کیا سخن رشک سرو شمشاد [illegible]
کیا سخن رنگ [illegible]

کیا سخن جو بہار باغ امید
کیا سخن آب [illegible]

کیا سخن رنگ چہرۂ محبوب
زینت افزای [illegible] محبوب

گوہر گوش شاہدان جہان
جلوۂ چہرۂ پریرویان

شعر ہر ایک عیب سے ہے بری
طعن [illegible] بد گہری

آج ہوتے جو آتش و ناسخ
طالب درد و مومن و راسخ

کرتے انکے کلام کی تعریف
اور مضامین نغز کی توصیف

مصحفی میر سوز و میر کہان
رشک سودا کی [illegible]

دو زمانہ گیا وہ وقت گیا
اب ہے [illegible]

مختصر مصنف دیوان کو گو فضائل صوری و معنوی [illegible] واقعی [illegible]
دنیوی کما ینبغی متواصل ہین دولت و اقبال سے مالامال مگر فنون سخن گوئی [illegible]
ہر مصرع صنائع بدائع لفظی سے مالامال ہے معنی و جودت کا [illegible]
مین لیلا سے کرشمہ سنج کو ملاحظہ فرماتے مجنون وار مجنون سودائی جنگل کو [illegible]

شتاب پر آتش پانو ثبت ہین آتش جسے ہین شعلہ پا ست آنچہ میرزا جھلیان پر پہنچتہ کیہ وتو بہ تنبیہ آگئے ہین
پر آتش انداف فرماتے تو اس کلام کو فخر کلام ٹھہراتے مخفی و متواری نرہے کہ بوقت حیات
مدظلہ بندہ الاقتدار کنور محمد شاد علیخان صاحب مرحوم کہ بیحد شاگرد رشید تھے اور صنعت
والد ماجد مین اونکو کلام مجید حفظ کراتا تہا اور واسطے حصول فنون شاعری کے کتب منظومہ مرصع
القدم پڑہاتا تہا اور عیدیان جو دیتا تہا صنعت توشیح مین کہ بیس بیس شعر سے زیادہ ہوتے تہے
تلامذہ دیتا تہا اور وقتا فوقتا یاد کرا دیتا تہا بعد چند مدت کے کتب فارسی و صرف و نحو ضروری کی تحصیل
کی اور بامسٹر ملازم رکھکر انگریزی کی بہی شوقیہ تکمیل کی اب کہ عنایت الہی سے اٹھتیس برس کا
سن ہے کتب سیر سے شوق ہے اور قصص سے ذوق ہے طبع آزادانہ ہے مزاج شاہانہ
ہے مروت کریمانہ ہے خصلت حاتمانہ ہے عین ریعان جوانی و عنفوان شباب مین اکثر مختلف اشعار
قطعات و رباعیات تحریر فرمائین جب فنون شعر و حسن و قبح اوسکے سے طبیعت ماہر ہوئی تو ناپسند
آئین تقویم پارینہ جانکر پارہ پارہ کین اور ایسے ہی بہت غزلین اور مثنویان تحریر کین مانند اوراق
ناکارہ کے تو ارہ قوارہ کین غرضکہ ہر علم و فنون مین یگانہ آفاق ہین اور کمالات مین طاق ہین بالواقعہ

لائق و فائق و ظریف و کریم — افصح و ابلغ و حلیم و فہیم
صاحب عز و جاہ رفعت و شان — فخر تمکین و نازش دوران
خوش سخن نغز گو ہنر پرور — دیدہ ور نکتہ جو سخن گستر
ہین تصانیف انکی حد سے زیاد — نام کیا کیا کرون مین اونکے یاد
ہین فصاحت مین اول سحبان — اور بلاغت مین ثانی حسان

ہیں عنایت بس اللہ بس باقی ہوس مشکل آنست کہ خود بہ بود بہ کہ عطا گوید۔ او عنایت
پیادہ کلام پر روک لے توسن سخن کی لگام پر اب امید ہے کہ دل ہر اہل و ہر اہل قرائن
ن عجیبہ کا اس دیوان طرب افزا کے مشاہدے سے محظوظ ہوا اور یہ باغ پر بہا چشم بد سے
ظ ہو۔ یا رب این آرزوئی من چہ خوش ست تو بدین آرزو مرا برسان۔

طبات تاریخ من تصنیف شاعر نازک خیال نامور و نظیری ہر پایہ سحبان در فصاحت و بلاغت جناب مولوی عنایت علی صاحب متخلص بہ عنایت سال پائیس پیلی

ہی دیوان [illegible]

[illegible] گرانست ہے

ب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دیوان [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بیان تازہ و نازک رنگیلے ہیں — رگ گل سے زیادہ تر نزاکت ہے

ہوئی تاریخ کی مجھسے جو فرمائش — عنایت پر بہت اونکی عنایت ہے

لکھوں کیا وصف ونکا مین کہ کچھ مجکو — لیاقت ہے نہ طاقت ہے نہ ہمت ہے

مگر ناگہ فصاحت نے کہا لکھدے — عجب شیرین زبانی و فصاحت ہے

۱۲

ولہ

لکھا اشعار عشقان نے عجب — وہ دیوان رنگین و خوشنما

ہر اک شعر ہیں وہ گلہائے رنگیلے — کہ جسپر ہو سو جان سے بلبل فدا

وہ مضمون رنگین تھا اونکی بہار — کہ رنگ چمن دیکھکر محو ہوا

تر و تازہ وہ وہ مضامین خوش — کہ جسے دیکھکر غنچۂ دل ہوا وا

ہر اک مصرع نو ہلال فلک — ہر اک شعر رخشان مثال سہا

نئی طرز ہے اور نئی بندشین — طبیعت کا کچھ رنگ ہی ہے نیا

لطافت سے خالی نہیں کوئی لفظ — فصاحت سے دیوان ہے سارا بھرا

وہ لطف کرشمہ وہ خوبی حسن — ہے درد دل عاشقان کی دوا

نقاط اوسکے خال لب دلبران — سخن جو ہے وہ اثر سے ہے پر صفا

عنایت کو تھی فکر ہر دم یہی — کہ تاریخ طبع اسکی لکھوں میں کیا

کہا ناگہ کہا بلبل طبع نے — گلستان زیبا ہے حسرت کھلا

۱۲ ۔ ۱۵

ولہ

حسرت کے کلام باصفا کی
تاریخ لکھی ہر ایک نے پھر
جب شہر و دیار میں ہوئی دہوم [illegible]
جس جسکو ہوئی خبر [illegible]
مجھکو بھی ہوا خیال تاریخ
تھا میں اسی فکر میں کہ ناگاہ
[illegible]
ہاتف نے کہا [illegible]

ولہ

اب اعتماد علیخان نے جب لکھا
دیوان [illegible]
کیا حضور ان جہان نے [illegible] کلام
[illegible]
تاریخ کی تھی فکر کہ ہاتف نے یوں کہا
[illegible]

ولہ

جو دیوان حسرت کا [illegible]
[illegible]
لکھی یوں [illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اوستاد بادشاہ دکن خلد اللہ ملکہ

زلافِ حمد و نعت اولی ست بر خاکِ اَدب خفتن   سجود بینوا ن کردن درود بیستون گفتن

ستائش و نیایشِ گوناگون بارِ مصنفِ دیوان کن فیکون کو زیبا ہے جسنے اپنی صنعتِ کاملہ و حکمتِ بالغہ سے نسخۂ کائنات دو عالم کو ایک لفظِ کُن سے مزین کیا اور اپنی صنائع بدائع کو اوراقِ ارض و سما پر انشا کا لباس پہنا کر املا کی تسطیر کے لئے رشتین کیا۔ اور نعت بیخایات اوس ناظمِ کلیات دفترِ رسالت و نبوت کو سزاوار ہے جسنے بیت اللہ کو حشو خباثت بت پرستی سے پاک کیا اور مصرعِ تیغِ اسلام سے جسپر فصاحت و بلاغت کا جوہر چڑہا ہے گمراہانِ وادیِ کفر و ضلالت کو تہ خاک کیا۔ اور منقبت اصحاب رسول مقبول کی جو رباعی کے مثال دیوان رسالت کے لئے

موزون ہین مقبولِ انام ہو۔

الحمد للہ کہ درین آوان فرحت اقتران کتاب لاجواب گلدستۂ مسرت دیوانِ حسرت جو اپنی خوبی مین آپ نظیر ہے چھپ کر رونق بخش دیدۂ مشتاقان ہے۔

سخنِ عشق پُر فصاحت ہے
نظمِ دلچسپ پُر نزاکت ہے

دُرِ مضمون کا یہ خزینہ ہے
نظم کے بحر کا سفینہ ہے

سادگی کی لطافت اسمین ہے
رنگ و بوئی نزاکت اسمین ہے

بندشِ نظم مین زبان کا لطف
سمع کو آئے ہے بیان کا لطف

لفظ شستہ زبان شائستہ
شکلِ حُسنِ بتانِ بایستہ

شعر مین شوخیان لطافت کی
جیسے خوبانِ پُر شرارت کی

نظم دلچسپ خوش بیانی سے ہے
گوہر نظم معانی سے

شعر ہر بحر میں لکھا ایسا
در خوش آب بے بہا جیسا

ہیں نہ پہنیں یہ اس میں نو ایجاد
صورت شاہدان خجستہ نہاد

دیکھکر شعر اس سخندان کا
تنگ ہو قافیہ بھی سحبان کا

اسکو تعریف کی نہ حاجت ہے
آپ آئینہ حال صورت ہے

ظرف کر اعتماد جیسی
خان والا تبار سے جو ہی

طبع موزون کا اور دیا ہے رنگ
ہو جو ایسا جیسا داغ کا رنگ

صاحب جاہ و علم و دولت ہے
ربع مسکون میں اسکی شہرت ہے

ہو وہ عالی تبار شام و سحر
یا الٰہی بآل پیغمبر

یادگار انکی یہ کتاب رہے
تا فرش زمین بر آب رہے

ولہ
قطعہ تاریخ

[illegible]
[illegible]

اعجاز ہے لیکے انتہا تک
ہر شعر ہے معدن مسرت

موزون ہی کلام روز مرہ
ہے لطف زبان کی جیسی لذت

تاریخ طبع اسکی اے ناز
دو سہرہ شمیم حور جنت

تقریظ از نتیجۂ قلم [illegible]

نکتہ دانی ماہر طرز خوش بیانی واقف علوم و فنون جناب نواب

مرزا فرخ صاحب متخلص بہ فرخ کہ از خاندان نواب افراسیاب خان مرحوم اند ساکن شاہجہان آباد عرف دہلی

شعر و سخن کا اوج کے اوپر کمال ہی
کتنا وسیع یان شعر کا خیال ہی

موجود کیا عدم کی حقیقت بناتے ہین
جسکو نہ آنکھہ دیکھہ سکے وہ دکھاتے ہین

تاب و توان حد بشر سے گذرتے ہین
بے پر کے آسمان پہ پرواز کرتے ہین

غائب کی صورتین انہین خوب یاد ہی
نقش ونگار چشم دل کے لئے سیرگاہ ہی

گر کچھہ کہا زبان سے تو دل شاد کر دیا
ویران گھر کو بات مین آباد کر دیا

جو کچھہ کیا کلام تو فرحت فزا ہوا
روتا ہوا بھی سنکے ہنسے وہ مزا ہوا

ناپید واقعات کو پیدا بناتے ہین
شاہد کو ایک آن مین شیدا بناتے ہین

اندھیر کرنے چرخ چہارم پہ جائین وہ
ظلمات مین دکھانے کو آئینہ لائین وہ

حائل نہین حجاب کوئی اونکی راہ مین
چودہ طبق کو دیکھتے ہین اک نگاہ مین

دانائے روزگار بتاتے ہین آپکو
شاگرد دگار بناتے ہین آپکو

دراصل شاعرون کو کچھہ ایسا ہی یارا ہی
اور یون تو جو کہے کوئی کسکا اجارا ہی

اسکے ثبوت پر کوئی چاہے اگر دلیل
حاضر ہے یہ کتاب کہ خود اپنی ہے وکیل

بس لمع صاف نور برسنے کو دیکھیے
بے باغ اس بہار در سنے کو دیکھیے

فقرہ یہان ہر ایک فصاحت کا باب ہی
اغلاق کی تو فصل کی ہی خزاب ہی

ڈالا ہے نبیل صاف زبان کے چراغمین
بیساختگی کا پہول کھلایا ہے باغمین

کیا ناظرونکو عالم حیرت میں لاتی ہے
صاف آئینہ کی طرح صورت دکھاتی ہے

دیوان ہے کہ عشق کا گنجینہ جانئے
یا شوق عاشقانکا اسے سینہ جانئے

جس نظم دلستان میں دل آویز رنگ ہو
کیونکر نہ اوس سے نظم ثریا بھی دنگ ہو

اللہ یہ کلام ہے کیا پیارا پیارا ہے
کیا میر کی زبان کا چربا اوتارا ہے

غالب کی طرز کو کہیں پامال کردیا
مومن کی نظم کا کہیں احوال کردیا

حاجت نہیں ہے مشعل خور کو چراغ کی
آنکھوں سے دیکھلو ہے زبان صاف داغ کی

ہوتے ہیں ایسے صاف ہی فقرے کہیں بھلا
سانچے میں جیسے طرح کہ الماس ہو ڈھلا

الفاظ وہیں دیکھ کے جو کہا تو کہا بجا
یاقوت کے نگینہ ہیں یہ نصب جابجا

حرفوں کے اتصال سے ہوتا ہے یہ عیان
ترشی ہوئی جڑی ہیں زمرد کی چنیان

شعروں میں کیا مراد کا چشمہ ابلتا ہے
معنی میں کس بہار کا مطلب نکلتا ہے

مضمون خوب حال بتاتا ہے دور کا
بندش عجیب رنگ دکھاتی ہے نور کا

تمثیل بے مثال کی صورت دکھاتی ہے
تشبیہ بے شبیہ کی بھی کیا صفائی ہے

نکتہ ہی خاص کچھ نہیں ہوتی کے سوا کہ
دفتر ہی سارا ہے یہ جواہر کی تول کا

کسطرح سے کمال ہو اس نظم کا کمال
کیونکر نہو کہ حضرت حسرت کا ہے خیال

گو بحر علم و فضل کا پیدا نہیں کنار
ہے نا خدا بحر کے اوسکو ہوا ہے پار

میدان شاعری میں کہیں وہ یگانہ ہے
عالم نجوم میں کہیں اوسکا فسانہ ہے

حکمت میں بھی ہے لائق صد قیل و قال وہ
تاریخ میں ہے سب سے سوا باکمال وہ

علمِ الٰہیات سے ہے باخبر بہت
معقول کی وہ باتین ہین پیشِ نظر بہت

عالم ہے علمِ مجلس و اخلاقِ عام کا
ماہر ہے طرزِ بخشش و لطفِ تمام کا

شرم و حیا کی بزم مین مسندنشین ہے وہ
میدانِ خوبروئی مین ماہِ مبین ہے وہ

نواب اعتماد علیخانِ سرفراز
سو پشت سے ہے جسکو ریاست مین امتیاز

جس اصل سے سپاہ گری کو ہے افتخار
اوس نسل مین ہے وہ شجاعت کا تاجدار

فرخ نے لکھدیا جو حقیقت مین حال تھا
اسکو قلم سے لینے نہ ایسا خیال تھا

بس کہہ رہا ہے دل سے بدرگاہِ کردگار
آباد و شاد رکھ اوسے دنیا مین برقرار

ولہ
قطعۂ تاریخ

دیوانِ شوخ حضرتِ مضمون نواز کا
دیکھا تو واقعی وہ عدیم المثال ہے

مطبع سے طبع ہو کے جو آیا حضور مین
فرخ بہارِ باغِ بقا اوسکا سال ہے
۱۲۸۵

قطعاتِ تاریخ نتیجہ فکر منشی غلام حسنین متخلص بہ غم متوطن موضع شہبازپور ڈھیر پرگنہ حسن پور ضلع مرادآباد ملازم ریاست سعید آباد ضلع متھرا

اتفاقاً ایک دن دیوانِ حالی دیکھکر
دل کو تھا میرے نہایت ہی ملالِ شاعری

سو تا سف سے وہ لکھنے مین کہے یعنی ہند مین
ہے چراغِ صبح یا وقتِ زوالِ شاعری

ذوق و غالب میر و مرزا ہی یہ اسکا ختم ہے
محض اک فعلِ عبث ہے اب خیالِ شاعری

پڑھ کے یہ مین کہتا تھا دل مین ہاں وہی وقت تھا
ایک یہ ہی جسکو کہیے انفعالِ شاعری

ناگہاں اک صورتِ حسنی نظر آئی مجھے — جسکی تصویر سے عیان [illegible] شاعری

دیکھتے ہی اسکو جب سے مجھکو اک حیرت ہوئی — یا الٰہی کسکا ہے یہ قیل و قالِ شاعری

آخرش کو غوض سے ایسا ہوا مفہوم دل — حضرت حسرت کہ ہیں ماہِ کمالِ شاعری

شعر گوئی میں نہیں ہے آجکل انکا نظیر — فی المثل ہے ہند میں انکی مثالِ شاعری

کیوں نہ کہئے انکو اقلیمِ سخن کا بادشاہ — کر چکے ہیں کل زمین پائمالِ شاعری

خشک ہو ہی کو تھا فیضِ زبان نے آپکے — سبز گویا کردیا ہے پھر نہالِ شاعری

بلکہ تھی گم عدم میں از سرِ نو آپ نے — چرخ پر پہنچا دیا اوجِ کمالِ شاعری

ہیں مصنف واہ واہ اس کلامِ پاک کے — جسپہ ہو قربان جان عز و جلالِ شاعری

غور سے اہلِ زبان دیکھو کہ بحرِ شعر میں — موجزن ہے کیا صفا آبِ زلالِ شاعری

لفظ کا کیا ذکر ہے اک حرف تک بیجا نہیں — نقطہ نقطہ اسکا ہے مصداقِ حالِ شاعری

شاعروں میں لکھنؤ دہلی کے جو کچھ ہے نفاق — انکو منصف ہے یہ پھر انفصالِ شاعری

حسنِ معنی کے لئے آئینہ اشعار ہیں — نقطہ نقطہ سے عیان ہے خط و خالِ شاعری

انکو دیکھیں تو ابھے صاحبِ رنگین بیان — اسکو کہتے ہیں کلامِ بے مثالِ شاعری

ہے دعا عاصم کی کہ یارب باغِ گیتی میں مدام — پھولتا پھلتا رہے یہ نونہالِ شاعری

اور مصنف میں جو اسکے حسرتِ والا نژاد — پائیں عمرِ خضر وہ اہلِ کمالِ شاعری

ولہ

تنقیحہ

حضرتِ حسرت کا دیوان جسکا [illegible] چھپ چکا — [illegible] اہل [illegible] ہوا [illegible] نگاہ

فکر سال طبع جب تصحیح کو ہوئی ذکی کہا | سنہ تصنیف و طبع حسن [illegible] ۱۲ ۹۵ | بس یہی [illegible] تاریخ ہوا ۱۲ ۹۵

قطعات تاریخ تصنیف لطیف از نتائج طبع شاعر شیرین زبان فن شعر گوئی کے شائق جناب میر حشمت علی صاحب عاشق پنشنر اسپکٹر پولیس حال سب رجسٹرار سعد آباد ساکن محلہ تاجگنج من مضافات آگرہ

قطعۂ تاریخ سال ترتیب دیوان

دیوانِ حسرت ست گلستانِ سخنوران
مقبولِ اہلِ معنی و مطبوعِ شاعران

با آبِ و تابِ کلکِ زبان شد گہر فشان
ہر کہ و مہ گشت دہ تحسینِ او زبان

ہر حرف پاک معنی و مضمونِ بیکران
ہر نکتہ اش چو نکتۂ خالِ پری رخان

از ہر ورق فروغِ مہ و مہر زر فشان
ہر صفحہ الیست صفحۂ رخسارِ مہوشان

ہر بیت بیتِ کعبۂ مقصودِ عاشقان
ہر مصرع اش چو مصرعِ ابروئے دلبران

عاشق نمود از سرِ پاکیزگی بیان
شد رو نما سخن ۱۲۹۳ ہجری بہ تعمیہ | ثمر بوستان جان ۱۲۹۳ ہجری بلا تعمیہ

تاریخ تعمیہ و بلا تعمیہ بدان
از نصف نصف مصرعۂ آخر شدہ عیان

ولہ

[illegible]
[illegible]

عجب ذہن رسا پایا عجب زور طبیعت کے
ہوا پیش وقت کا یہ انوری سعدی و خاقانی

ہر اک اہل زبان نے نقد جان و دل فدا کر کے
خریدا یہ در نایاب دریائے سخندانی

نہ پھر ایسا کھنچے نقشہ کسی سے دستِ قدرت [illegible] | ہوا ہمزاد چہرہ ان کا [illegible]
سر عدد اوّل کم کرکے کہا ہاتف نے عاشق سے | عجب تصویر حسن و عشق [illegible]
۱۳۱۵

ولہ

جب ہوا الحمد مرتب یہ دیوانِ حسرت بے نظیر | جان کو راحت ہوئی دلکو ملا آرام چین
غیب سے آئی ندا تاریخ اس دیوان کی | لکھدو اول ذی [illegible] عشق [illegible]

ولہ

بحمد اللہ کہ این دیوانِ حسرت | مرتب گشت [illegible]
سپے تاریخ ہجری عاشقِ زار | بگفتا [illegible] گلستانِ محبت

قطعات تاریخ تصنیف شاعر خوش سخن شیریں بیان [illegible]

فن شاعری ہم برادر آصف ماسٹر سید تصوف حسین صاحب متخلص بہ آصف ساکن محلہ حکیمان مضافات آگرہ

صد شکر یہ دیوان چھپا آج یہ اونکا | ہے جسکی بلاغت پہ فدا جانِ بلاغت
نواب سخن فہم سخن سنج سخنگو | [illegible] گلِ نو [illegible] بستانِ بلاغت
دیوان ہے یا حسنِ معانی کا مرقع | دیوان ہے یا کوئی چمنستانِ بلاغت
ہر مصرع برجستہ ہے اک پھول نرالا | ہر شعر کو سمجھو [illegible] بلاغت

ہر لفظ کے گھونگھٹ میں زلیخای معانی　ہر شعر ہی اک یوسفِ کنعانِ بلاغت
جس شعر میں لکھا ہی کہیں چوٹی کا مضمون　ہی شانہ کشِ زلفِ پریشانِ بلاغت
ہر نقطہ ہے خالِ رخِ محبوب کا نقشہ　ہر حرف ہی اک مہرِ تابانِ بلاغت
بندش نئی مضمون نئے ڈھنگ نرالا　موجود ہی ہر رنگ کا سامانِ بلاغت
سادی یہ جگہہ بیچ میں سطروں کی نہیں ہے　بہتا ہی بڑے زور سے عمانِ بلاغت
دیکھا ہو کسی نے کبھی دیوان اگر ایسا　بتلائے قسم کھا کے بایمانِ بلاغت
واصف کو ہوئی فکر کہ لکھے کوئی تاریخ　ہی وہ بھی تو اک بلبلِ بستانِ بلاغت
دیکھا جو یہ دیوان تو ہاتف نے ندا دی　اب آپ پہ نازل ہوا قرآنِ بلاغت

ولہ

چھپا دیوان اوس بحرِ کرم کا　سمندر سے ہی بڑھکر جسکی ہمت
خوش اخلاق و خوش اطوار و خوش اسلوب　حیادار و حیا جو با مروت
جو دیکھے بھی یہی چاہے کہ دیکھو　قسم قرآن کی ہی خوبصورت
مرصع ہر غزل ہر شعر عالی　عجب الفاظ کی ہی شان و شوکت
مضامیں ہیں کہیں لولو کے انبار　کہیں ہیں ہر طرف گلہای جنت
ہر اک مطلع میں شوخی کے مضامیں　ہر اک مقطع میں ہی حشرِ حسرت
غضب رفتارِ جاناں کا کہیں فکر　کہیں مضمونِ قامت ہی قیامت
کہیں ضعفِ کمر لکھا ہی ایسا　فدا جسپر حسینوں کی نزاکت

مجھ سے [illegible] کی [illegible] — [illegible] شہرت

لکھو عمدہ کوئی تاریخ وصف — کہ جولانی پہ ہوا سم طبیعت

کہا دم بھر میں یہ فکر رسا نے — [illegible]

نہ سوچا تو اک یہی ہے تاریخ — [illegible]

ولہ

کلام پاک نواب سخن گو — [illegible] صفت [illegible] نادرہ

نہیں ہے صفحۂ دیوان یہ شعر — [illegible] نادرہ

قطعات تاریخ فصاحت عنوان نتیجۂ طبع از فن شعرا ماہر منشی بلدیو پرشاد صاحب شاطر سعد آبادی تلمیذ ناطق الملک سید الشعرا میر [illegible] حسین صاحب صفی

خامۂ خوش فکر حسرت کرد دیوانے رقم — [illegible]

گلستان ہر سطر او پر نظر [illegible] — [illegible] آفتاب

منتخب و پرتصیب و دلکش [illegible] مضمون بلند — ہر غزل ہر قطعہ ہر بند مخمس انتخاب

حسن معنی از تلفظ [illegible] معنی آشکار — شوخی مضمون بیان [illegible] شوخی عہد شباب

چون شنیدم شد مکمل جملہ آن نظم فصیح — [illegible] طبع فکر بے حساب

فکر شاطر گفت ناگہ مصرع سال [illegible] — [illegible]

کلک شاطر کرد سال طبع در ہجری رقم — طبع شد دیوان حسرت [illegible] لاجواب

ولہ

خوب حسرت نے لکھا دیوان فصیح لاجواب ۔ ہر غزل جسکی مرصع ہی شگفتہ ہے کلام
سالِ سمت کلک شاطر نے لکھا بیساختہ ۔ ہوگیا دیوانِ حسرت دلکشا بیاض عام

ولہ

چو شد زفکرت حسرت مکمل این دیوان ۔ شدہ بہ بزم سخن جا بجا ثنا خوانی
نوشت مصرع تاریخ خامۂ شاطر ۔ رقم نمود چہ دیوان فصیح لاثانی

قطعات تاریخ از نتائج طبع شعر فہم نکتہ دان گوبند سہای صاحب

فغان فرخ آبادی تلمیذ حضرت شور اکبرآبادی

سخنور دیکھکر کہتے ہین حسرت کے دیوانکو ۔ بیاضِ دیدۂ مشتاق ہی آنکھونکا تارا ہی
تعلّیِ مضامین سے زمینِ شعر ہی گردون ۔ کلام اچھا ہی بندش چست عمدہ روزمرا ہی
مبرا ہی کلام پاک یکسر جملہ عیبون سے ۔ کہین تعقید اسمین ہی نہ پرکن ہی نہ ایطا ہی
نہ الفاظِ ثقیلہ ہین نہ عیبِ شایگان ہین ۔ عیوب ظاہری و باطنی سے یہ مبرا ہی
فصاحت سی فصاحت ہی بلاغت کا ہی کیا کہنا ۔ مخمس کیا غزل کیا قطعہ کیا جو ہی وہ چیدا ہی
صنائع سے بدائع سے [illegible] خالی ۔ خدا کے فضل سے جو جا بجا یہان سب مہیا ہی
سنِ اسلام سے لکھا فغان تاریخ چھپنے کی ۔ ہوئی [illegible] دیوان حسرت چھپکے نکلا ہی

ولہ

چھپ گیا حضرتِ حسرتؔ کا کلام رنگین ۔ آج ہر اہلِ سخن خوش ہوکر ازبان نکلا
مصرعِ سال کیا کلکِ فغان نے تحریر ۔ چشم بد دور بڑی شان کا دیوان نکلا
۱۳۱۵

قطعات تاریخ من نتائج طبع صاحب فہم و ذکا جناب مولانا محمد بقا حسین خان صاحب منجم عالیجاہی المتخلص بفلکی و بقا ساکن فیروزآباد کہ در فن نجوم عدیل و نظیر خود ندارند من مضافات آگرہ

بہارِ لالہ و گل پر عجب عالم ہے نزہت کا ۔ کھِلا جاتا ہے نقشہ آنکھ میں پھولوں کی رنگت کا
جا بجا ہر دیکھو چمن میں قمریاں مشغولِ تحسین ہیں ۔ زبان پر بلبلوں کی باغ میں نغمہ ہے مدحت کا
صدای بلبل و قمری سے حیرت بڑھ گئی ہے یہ ۔ الٰہی آج کیوں گلزار میں سامان ہے عشرت کا
جوانانِ چمن بولے بقا کیوں تجکو حیرت ہے ۔ یہ اوسکی تہنیت ہے چھپ گیا دیوان حسرت کا
نہایت روز مرہ صاف ہے فضلِ الٰہی سے ۔ بہت ہی پاک ہے ہر رنگ یکتا ہے طبیعت کا
مضامین چلبلے ہیں بندشیں بھی پیاری پیاری ہیں ۔ بجا ہے گر اسے کہیے کہ دفتر ہے فصاحت کا
ذرا دیکھا جو بیت کو ہر بیت ابروی حسینان ہے ۔ ہر اک مصرع نمونہ خاص معشوقوں کے قامت کا
مجھے بھی فکر تھی تاریخ اسکے طبع کی لکھوں ۔ نمونہ داغ کا ہے رنگ حسرت کی طبیعت کا
اسے بلبل سدرہ یکایک کان میں آئی ۔ خدا کا فضل بھی ہے وقت ہے یہ خیر و برکت کا
جنی کی بقا سنہ بے سر امسال یوں لکھ دے ۔ تمناؤں کا گلدستہ ہے لو دیوان حسرت کا

ولہ

چھپا دیوان جناب حسرت کا | چمن لازوال ہے لکھدو
سر آمد ہے ای بقا تاریخ | نسخۂ بے مثال ہے لکھدو ۱۳۱۵ھ

قطعہ تاریخ من تصنیف لطیف امین الفصاحت ناطق الملک سید الشعرا امیر مومن حسین صاحب صفی امروہی حال مقیم آگرہ کہ یکے از اوستادان مسلم الثبوت شہر مذکور اند

آج دیوان حضرت حسرت | نادر روزگار طبع ہوا
کہتے ہیں سب گہر شناس سخن | دفتر آبدار طبع ہوا
ای صفی پڑہ یہ مصرع تاریخ | سخن شاہوار طبع ہوا ۱۳۱۵ھ

قطعہ تاریخ من تصنیف سید لائق حسین قوی خلف الصدق ناطق الملک سید الشعرا امیر مومن حسین صاحب صفی امروہی حال مقیم آگرہ

یہ ہے کلام حضرت حسرت کا ای قوی | جسکا جواب ہی نہیں ممکن خدا گواہ
تاریخ اسکے چھپنے کی ہاتف نے یہ کہی | اچھا سخن مزے کا ہے گویا نبات واہ ۱۳۱۵ھ

قطعات تاریخ از تصنیف لطیف شاعر خوش بیان شیخ رحیم بخش صاحب

متخلص بہ فروغ ساکن قصبہ اورنگ آباد ضلع بلندشہر شاگرد رشید قلق دہلوی

چھپا جبکہ دیوان سرکار کا — کھلا احسنِ بندش پہ پوشیدہ راز
کوئی لکھ سکے اوسکی تعریف کیا — کہ موصوف پہ وصف کو خود ہے ناز
بس اتنا ہی کافی ہے اہلِ بصر — کرین حسرت و داغ مین امتیاز
تامل ہے کیون فکرِ تاریخ مین — ہے کیا سوچتے ہو نشیب و فراز
کہین شستہ کلکِ فروغ — گلستانِ نازک خیالی ہے باز
۱۵ ۱۳

ولہ

چھپا ہے وہ دیوانِ حسرت کہ جب — ثنا ہو نہین سکتی جسکی رقم
بنایا ہے تحقون کو قرطاس کے — ہے اوسسے رشکِ بیاضِ ارم
وہ زینت کہ ہو باغِ مضمون نثار — وہ شوخی کہ گل ہون فدائے تبسم
حسینونکو ہو جسکے دیکھے سے رشک — وہ مضمون ہین جن مین لطفِ پیچ و خم
بتائیدِ اصلاحِ نواب داغ — بنا اوراقِ مجموعہ جب بہم
ہوئی فکرِ تاریخ مجھکو فروغ — کہا خوب ہاتف نے آسان پکار
پکارا یہ ہاتف کہ دیوان ہے یہ — خیابانِ حسرت فروغِ قلم

قطعہ تاریخ از تصنیف شریف جناب قاضی باسط علی خان صاحب متخلص

متخلص بہ باسط قاضی شہر اکبرآباد

بلبل کے عجیب چہچہے ہین | گلشن مین ہے کچھ عجب تری آج
کہتے ہین یہ ہر شجر سے پتے | کیون بند ہوا ہے بابِ تری آج
کہتی ہے بہار یہ خزان سے | نکلیگا خیالِ خود سری آج
گلچین نے بہری ہین جہولیون مین | کلیان ہین نکہر کہری کہری آج
سرسبز نہالِ آرزو ہے | شاخِ امید سے ہری آج
حسرت کا جو دیکہا ہے دیوان | ظاہر ہوئی اوسکی برتری آج
دیوان ہے لطیف و زینت آگین | ممکن نہین اسکی ہمسری آج
نظمِ دیوان کی کیا صفت ہو | ہے خاتمۂ سخنوری آج
آورد کا ذکر ہی نہین ہے | بندش مین ہے کچھ دلبری آج
کیا خوب ہے آمدِ مضامین | تاریخ کی فکر ہے مری آج
ہو زیب سے عیسوی نمایان | ایسی تاریخ ہو مری آج
باسط نے لکہا مرادِ ادب سے | باغِ شاداب شاعری آج

قطعۂ تاریخ از تصنیفِ لطیف شاعرِ نازک خیال جناب منشی خیام سندرلعل صاحب کایستھہ مرادآبادی مختارِ عام ریاست سعدآباد ضلع متھرا

ہوا تصنیف جب دیوانِ حسرت فکر تہی مجکو | کہا دل نے صریحًا بات ہے تو بیگمان کہدے

یہ کھٹکا تھا کہ بات اپنی کہیں چھپا نہ حسن لایعنی ہو
وگرنہ عقل کہتی تھی کہ گنج شایگان کہدے

پھلا پھولا جو پایا ہر طرف نخل معانی کو
تمیز و فہم یہ بولے کہ گلزار جنان کہدے

عبارت میں روانی ہے بیان میں بھی تسلسل ہے
بلاشبہ اسے تو موج دریای روان کہدے

مصنف کی ثنا و مدح میں کیونکر زباں کھلے
سخنور نکتہ دان عالی خیال اہل زبان کہدے

ادب کے پیار لیکے عذر گستاخی [illegible]
زمیں نام آور و وضعدار و نوجوان کہدے

جہاں میں حاتم و نوشیروان کی تو کہانی ہے
مگر یاں عادل باخیر و فیاض جہان کہدے

فزون اقبال ہو ملک سخن میں نام روشن ہو
ثنا ختم اور تاریخ اے مداح خوان کہدے

تأمل سے کہا ہاتف نے مجھ سے جلد [illegible]
فزون حسرت اب سن عیسوی و مہربان کہدے

قطعہ تاریخ [illegible]

سید الشعراء میر مومن حسین صاحب صفی امروہی

حضرت حسرت نے فرمایا جو دیوان [illegible]
[illegible] کا ہو گیا

جس زمین پست کو بخشی بلندی فکر نے
قدر ایسا بھی حاصل آسمان کا ہو گیا

سیدھی بات میں تو خالی الفہم نہیں
جستجوئے بندش سے مضمون بانکا ہو گیا

اے صفی مصرع تاریخ سے داد سخن
واہ واہ اب خانۂ لطف زبان کا ہو گیا

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر خوش بیان جناب فقیر محمد خان صاحب